

اتحاد بین المسلمین اور اس کے تقاضے؟



دعوتِ اسلامی

مَحْرَمَنَّا تَابَشْرُ قُصُوی



Click For More Books

اتحاد بین المسلمین اور اس کے تقاضے؟

دُعا

تحریر،
محمد منشا نا بتر قصوی

مکتبہ اعلیٰ حبث لاہور
پاکستان

www.ataunnabi.com

Click For More Books

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ جملہ حقوق کمپوزنگ محفوظ ہیں ﴾

نام کتاب: دعوتِ فکر
مصنف: محمد منشا تابش قصوری
سن اشاعت: فروری 2003
صفحات: ۱۳۴
ہدیہ: روپے

ناشر
مکتبہ اعلیٰ جنت

المکتبہ دار المکتبہ دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 آزاد بازار لاہور پاکستان

042-7247301-0300-8842540

E-mail: maktabaalalahazrat@hotmail.com



مکتبہ اعلیٰ حضرت کی مطبوعات ملنے کے چند پتے:

مکتبہ فیضانِ رضا شہید مسجد کھارادر کراچی، ضیاء الدین، پبلیکیشنز شہید مسجد کھارادر کراچی، مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی، مکتبہ البصرہ چھوٹی گئی حیدر آباد، مکتبہ المدینہ اندرون بومز گیٹ ملتان، مکتبہ غوثیہ کچری بازار اوکاڑہ، مکتبہ المعراج فیضانِ مدینہ گوجرانوالہ، مکتبہ المدینہ اصغر مال نزد عید گاہ روڈ راولپنڈی، مکتبہ المدینہ امن پور بازار فیصل آباد، مکتبہ نعیمہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

maktabaali.com

Click For More Books

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
93	● رسالہ الامداد کی عبارات بمعہ عکس	4	● پہلے اسکا پڑھے
97	● تقویۃ الایمان کی عبارات بمعہ عکس	6	● اتحاد بین المسلمین
104	● فتاویٰ رشیدیہ کی عبارات بمعہ عکس	9	● تقسیم اور توہین
113	● علماء حجاز کی تکفیر اور علماء دیوبند کا اقرار	11	● تقدیم
114	● الشہاب الثاقب کے عکس	18	● اشرف علی تھانوی کو خط
122	● اقرار کفر	23	● آمد بر سر مطلب
124	● غایۃ المامول کے عکس	27	● عکس ماہنامہ جلی دیوبند
131	● علامہ اقبال کے تاثرات	47	● ناظرہ سرگرباں ہے اسے کیا کہیے
132	● علامہ اقبال کی وصیت	55	● متفقہ اصول و ضوابط جن کی بناء پر کفر کا فتویٰ دیا جائے گا۔
133	● دیوبند کے بارے میں اقبال کے چند اشعار	56	● کسی کو کافر قرار دینے کی شرعی حیثیت پر وہ اٹھتا ہے
134	● قمر الدین سیالوی صاحب کا مکتوب بمعہ عکس	58	● اشد العذاب کی عبارات بمعہ عکس
137	● مسلک دیوبند کیا ہے؟	66	● علماء دیوبند جواب دیں
143	● راز کس نے فاش کیا	67	● تحذیر الناس کی عبارات بمعہ عکس
		74	● حفظ کی عبارات بمعہ عکس
		77	● براہین قاطعہ کی عبارات بمعہ عکس
		83	● صراط مستقیم کی عبارات بمعہ عکس
		86	● الجہد کی عبارات بمعہ عکس
		86	● رسالہ یک روزہ کی عبارات بمعہ عکس

پہلے اسے پڑھیے

الحمد للہ علی منہ وکرمہ تعالیٰ کہ جس کی ذات ستودہ صفات نے اپنے پیارے حبیب کریم، رسول عظیم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے قوسل سے کتاب ”دعوت فکر“ کو عظیم الشان اور عدیم المثال قبولیت سے نوازا، اس کی مقبولیت و شہرت کا یہ عالم ہے کہ 1986ء میں اس کا پہلا ایڈیشن مکتبہ اشرف ”مرید کے“ نے پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا، پانچ سو سے زائد علمائے دیوبند کی خدمت میں بذریعہ رجسٹرڈ پارسل مفت ”دعوت فکر“ بھیجی گئی۔ مگر کسی ایک نے بھی وصولی سے مطلع نہ کیا، البتہ علمائے اہل سنت نے ہاتھوں ہاتھ لیا، خوب تحسین فرمائی، مبارکبادی کے خطوط عنایت کئے، پاک و ہند کے سنی رسائل و جرائد نے اپنی اپنی وسعت و امانی کے مطابق تبصرے کئے، اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان اور بھارت کے متعدد کتب خانوں نے اشاعت و طباعت کی طرح ڈالی، روز بروز ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ”دعوت فکر“ کی تقدیم نے اپنی الگ ہی شان پائی کراچی سے تین اداروں نے رسالہ کی صورت میں ”مقدمہ دعوت فکر“ اختلاف کیا، کب اور کیسے؟ کے عنوان سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔

پاکستان میں مرید کے، لاہور اور کراچی سے متعدد کتب خانوں نے شائع کی جبکہ بھارت میں ممبئی، الہ آباد، مبارک پور، بمبئی، دہلی وغیرہ بڑے بڑے شہروں سے ”دعوت فکر“ مسلسل شائع ہو رہی ہے۔ انڈیا کا ایک ادارہ تو ”اور پردہ اٹھتا ہے“ کے نام سے چھاپ رہا ہے۔ حال ہی میں مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا محمد ایوب اشرفی ششی سنبھلی خطیب جامع مسجد نور الاسلام بولٹن یو کے (برطانیہ) نے نہایت خوبصورت، جاذب نظر ڈسٹ کور اعلیٰ سفید کاغذ، معیاری طباعت سے آراستہ و پیراستہ، دس ہزار کاپیاں شائع کر کے فری تقسیم کی ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو دین و دنیا میں بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

اس پر طرہ یہ کہ دعوت فکر کا عربی ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور راقم الحروف کو باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا بھارت میں ہندی و گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح انگلش ترجمے کی بھی خبر وصول ہوئی: واللہ تعالیٰ وحیہ ملی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۱۔

قارئین کرام! ”کتاب مستطاب“ دعوت فکر کی شہرت و مقبولیت اور ناموری میں میرا کوئی

maria.com

Click For More Books

کمال نہیں درحقیقت اس کی قبولیت میں میرے ان خالصین و محسنین کی دلجمعی، دلسوزی و مقرریری اور مثبت سوچ کا عمل دخل ہے جن کی سرپرستی نے مجھے یہ حوصلہ بخشا۔ اور میں نے اہل علم و قلم اور صاحبان عقل و دانش کی خدمت میں جو تعصب، خند، ہٹ دھرمی کے جراثیم سے محفوظ ہیں بطور اہل یا استغاثہ پیش کرنے کی جسارت کی جسے خوب پذیرائی حاصل ہوئی: ان کرم فرما حضرات میں مفتی اسلام مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ، صدر تنظیم المدارس اہل سنت و جماعت پاکستان اور حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

اب ”دعوت فکر“ کو جدید انداز میں عزیز القدر مولانا محمد اجمل قادری شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں موصوف نے حوالہ جات کو بڑی خوبصورتی سے سجانے کی مساعی جمیلہ فرمائی ہیں۔ حوالہ جاتی کتب کے سلسلہ میں یہ سہولت پیدا کی ہے کہ جن کتابوں کے عکس ”دعوت فکر“ کے اس ایڈیشن میں دیئے گئے ہیں وہ سبھی پاکستان میں باسانی دستیاب ہیں۔ دعا ہے کہ جس نیک مقصد کے پیش نظر ”دعوت فکر“ قوم کی خدمت میں پیش کی ہے وہ باحسن وجوہ پورا ہو اور ناشرین اسی نظر یہوشن پر گامزن رہیں، خیال رہے کہ راقم السطور نے اس کتاب کی کسی بھی ناشر یا ادارے سے رائٹنگ نہیں لی اور نہ ہی اس کے حقوق اپنے نام محفوظ کئے ہیں۔ راقم صرف اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ اور نبی کریم سید عالم محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کا طالب ہے، دعا کریں میرا مطلوب مجھے نصیب ہوا۔

امین ثم آمین

نقا

محمد خشتا تابش قصوری

مرید کے ضلع شیخوپورہ

یکم جنوری 2003

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اتحاد بین المسلمین اور اس کے تقاضے

دو رسالت میں کلہ کو مسلمانوں کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ علمتہ المسلمین (صحابہ کرام علیہم السلام) جس کا کردار یہ تھا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے والہانہ محبت کے باعث آپ کی ذات کو ہی اپنی سوچ اور فکر کا مرکز قرار دیتا۔ آپ کے اشارے پر سب کچھ قربان کرنے کو اپنا فرض سمجھتا۔ ہر دکھ درد کا مداوا آپ کی ذات کو قرار دیتا۔ دینا و آخرت میں مشکلات کے لئے طلاء و مادی آپ کی ذات کو ہی سمجھتا اور اپنے اس نظریہ میں اتنا مضبوط اور مصلب تھا کہ حضور علیہ السلام کی ذات پاک کے خلاف کسی ادنیٰ بے ادبی اور گستاخی کو بھی معاف نہ کرتا اور حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کے خلاف محاذ آرائی کرنے والوں کو یہ تیغ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا اور ہر مذہبی جنگ میں پیش پیش رہتا۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ ۖ کے خوش نظر حضور علیہ السلام کے دربار کی حاضر کو ہی اپنی تمام کامیابیوں کا راز جانتا اور وَنُغْزِ ذُوهُ وَنُقْذِ ذُوهُ ۖ کے مطابق باادب ایسا کہ حضور علیہ السلام کے وضو کا پانی زمین پر گرنا بھی انہیں گوارا نہ تھا اور اس پانی کو حاصل کرنے کے لئے دربار کا پہرہ دیتا۔

جبکہ دوسرا گروہ مسلمان اور مومن کہلاتا اور صدق دل سے ایمان لانے کی قسمیں کھاتا اور حضور علیہ السلام کے رسول ہونے اور آپ کو رسول ماننے کی شہادت دیتا۔ اس کے باوجود اس کا کردار یہ تھا کہ اپنے آپ کو دانشور سمجھتے ہوئے علمتہ المسلمین کو جاہل اور بے وقوف کہتا اور ان پر زبان طعن دراز کرتا، اپنے آپ کو خوش پوش معزز طبقہ خیال کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو ذلیل و حقیر کہتا۔ اسی خیال سے اپنے لیے الگ دانش کدہ اور مسجد تعمیر کرنے کی شدید خواہش رکھتا۔ اتحاد و صلح کا داعی ہونے کی حیثیت سے کفار کو بھی قابل لحاظ جانتا اور ان کے خلاف محاذ

۱۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر علم کریں تو اسے محبوب تیار ہے حضور حاضر ہو جائیں (چند النساء، آیت 64) ترجمہ
کفر ایمان (2)۔ اور رسول کی حقیر، تو حقیر کرو۔ (پہلے صفحہ ۱۱ ایمان)

marfat.com

Click For More Books

آرائی سے اجتناب کرنا اور کسی مذہبی گروہ بندی سے اپنے آپ کو آزاد اور غیر جانب دار رکھنا اور جنگ میں شرکت سے معذرت کر لیتا۔

چالاک اور ہوشیار ہونے کی حیثیت سے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طعن و اعتراض کے بارے ان سے پوچھ گچھ کی جاتی تو سرے سے انکار کی گنجائش نہ پاتے تو اس کو ٹہنی اور مزاح قرار دیتے اور قسمیں کھا کر کہتے کہ ہمارا مقصد گستاخی نہ تھا۔

دور رسالت کے یہ دونوں گروہ مسلمان کہلاتے۔ بظاہر دین کے اصول میں متفق نظر آتے ہیں۔ خدا رسول قرآن کلمہ اور قبلہ بھی ایک ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، میں بھی اتفاق ہے۔ اگرچہ گروہ نمبر ۲ سے کچھ کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں کہ وہ اپنی صلح جوئی، دانشمندی اور ہوشیاری کے پیش نظر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کبھی طعن و اعتراض کر دیتے یا عامۃ المسلمین کو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت کے پیش نظر حقارت کی نظر سے دیکھتے اور حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں یا کفار کے خلاف جنگ اور محاذ آرائی سے کنارہ کش رہتے ہیں، بایں ہمہ وہ زبانی معذرت بھی تو کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد تو جین نہ تھا اس لیے مناسب تھا کہ دوسرے گروہ کی کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا، جبکہ مصلحت کا تقاضا بھی یہی تھا، کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے مقابلے میں کفار و مشرکین کی ایک مہیب قوت کھڑی تھی اور مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی لہذا حالات کا تقاضا تھا کہ مسلمانوں کی قوت کو مجتمع رکھا جاتا اور دوسرے گروہ کو ساتھ لے کر چلا جاتا اور مسلمانوں کو باہم مربوط رکھا جاتا، آپس کے اختلافات کو نظر انداز کر کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھا جاتا مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (جس نے خود **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا**^۱) فرما کر امتحان المسلمین کی دعوت دی ہے) نے اس نازک موقع پر بھی دوسرے گروہ کے خلاف فتویٰ دینا ضروری جانا اور ان کی زبانی معذرت کے باوجود فرمایا:

یہ بے ایمان ہیں، کافر ہیں، مفسد ہیں، جھوٹے ہیں جیسے کہ سورہ بقرہ، توبہ اور منافقوں کی متعدد آیات میں تحریر ہے۔

اصول دین اور عبادات میں اتفاق اور پھر غلطیوں پر زبانی معذرت کے باوجود یہ انتہائی

۱۔ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (آل عمران ۱۰۳ ترجمہ تفسیر القرآن)

سخت فتویٰ دے کر ان کو ملت اسلامیہ سے خارج کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

قرآن پاک کا یہ فیصلہ ہر مسلمان کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ اتحادِ بین المسلمین یقیناً ضروری ہے مگر اس کا معیار صرف اور صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ اللہ، رسول، قبلہ، قرآن اور عبادت کا اقرار اور عمل ہی کافی نہیں بلکہ مومن و مسلمان ہونے کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور دل و جان سے ادب و احترام ضروری ہے اور اس احترام کا تقاضا ہے کہ بارگاہِ رسالت کے گستاخ کے ساتھ کسی قسم کی محبت و عقیدت نہ رکھی جائے، خواہ وہ باپ ہو استاد یا شیخ ہی کیوں نہ ہو اور اگر خدا نخواستہ خود انسان سے بے ادبی کی کوئی بات سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے کہ اس معاملہ میں خدا اور انسانیت کی پاسداری ہمیشہ ہمیشہ کی ہلاکت اور بربادی کا باعث ہے۔

روزہ اچھا، حج اچھا، نماز اچھی، زکوٰۃ اچھی

مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک مروت میں خوبہ طبع کی عزت پر

خدا شاہد ہے کہ کامل میرا میں ہو نہیں سکتا

(عمر علی خان)



maqalat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تعظیم اور توہین۔ دعوت فکر

عرف عام ایک ایسا معیار ہے جس کا اعتبار ہر خاص و عام کرتا ہے شریعت مبارکہ کے بہت سے مسائل عرف پر مبنی ہوتے ہیں۔ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے۔ المعروف کا لمشروط، عرف عام کے امور سے طے شدہ ہوتے ہیں۔

عرف میں جو چیزیں صراحت کا درجہ رکھتی ہیں ان میں نیت کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور کہے کہ میں نے یہ الفاظ ایسے ہی کہہ دیئے تھے طلاق دینے کی نیت نہ تھی تو اس کا عذر سننے کے لیے کوئی بھی تیار نہ ہوگا اور طلاق واقع ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر ایک عالم و فاضل کسی معزز شخص کو کہہ دے کہ تمہاری صورت گدھے جیسی ہے تو لازماً وہ شخص برہم ہوگا اور کہے گا کہ تم نے میری توہین کی ہے اس پر عالم صاحب کہیں کہ جناب میں آپ کی توہین کیسے کر سکتا ہوں، میں عالم ہوں، مبلغ ہوں، دین کا خادم ہوں، میرا ارادہ ہرگز توہین کا نہ تھا، میں نے تو صرف مماثلت بیان کی تھی۔

ظاہر ہے کوئی آدمی اپنی توہین کے متعلق اس صفائی کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوگا اور پنچایت میں یہ صورت پیش کر کے اپنی بے عزتی کے ازالے کی کوشش کرے گا۔ پنچایت کی جواب طلبی پر بھی وہ عالم صاحب یہی موقف اختیار کرتے ہیں کہ میری نیت میں قطعاً کھوٹ نہیں ہے میں تو ایک معزز آدمی کی بے عزتی کرنے اور اسے گالی دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ مجھ پر ہنگ عزت کا الزام غلط ہے۔

مگر پنچایت کا فیصلہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ جناب آپ کا علم و فضل، جبہ و دستار اور دینی خدمات اپنی جگہ، لیکن آپ کے یہ الفاظ توہین کے زمرے میں آتے ہیں اور ایک بچہ بھی سمجھتا ہے کہ آپ نے یہ الفاظ کہہ کر ایک معزز آدمی کی بے عزتی کی ہے۔

اس لیے آپ کا عذر قابل قبول نہیں ہے ورنہ آپ جسے جو چاہیں کہتے رہیں اور جب پوچھا جائے تو کہہ دیں میری نیت بری نہیں تھی اسی طرح تو کسی کی عزت بھی محفوظ نہیں رہے گی اور

معاشرے کا امن و سکون تباہ ہو کر رہ جائیگا۔

لہذا ہمارا فیصلہ ہے کہ آپ یا تو معافی مانگیں نہیں تو ہم آپ کا سوشل بائیکاٹ کریں گے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا معاملہ دنیاوی نوعیت کا ہے۔ اس میں حقدار اپنا حق معاف بھی کر سکتا ہے اس کے باوجود ہر خاص و عام یہی کہے گا کہ اس عالم و فاضل اور بزرگ شخصیت کے خلاف کارروائی ضرور ہونی چاہیے تاکہ معاشرے کا امن و سکون برقرار رہ سکے کیونکہ عرف اور محاورہ کے مقابل کسی نیت کا بہانہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

جب دنیاوی معاملات میں یہ کیفیت ہے تو دین و ایمان، دینی اور اعتقادی مسائل میں حق اور باطل کا فیصلہ کرنے میں کسی عالم و فاضل اور شیخ الحدیث و التفسیر کی شخصیت یا اس کی نیت کا عذر کس طرح رکاوٹ بن سکتا ہے۔

غلط بات بہر حال غلط ہے چاہے کسی نے کبھی ہوامت مسلمہ کا یہ اسلامی فریضہ ہے کہ اللہ اور رسول کی شان میں بے ادبی کرنے والے یا کسی دینی اصول اور ضابطہ کو پامال کرنے والے یا اس کی تائید کرنے والے سے توبہ کا مطالبہ کرے۔ بلکہ اس پر اسے مجبور کرے ورنہ دین اسلام کا چہرہ مسخ ہو کر رہ جائے گا اور کوئی بھی شخص مرزا قادیانی کی طرح کلمات کفریہ کہنے کے بعد تاویل کرتا پھیرے گا کہ میری مراد یہ ہے اور وہ نہیں ہے۔

اسلامی معاشرے کی ذمہ داری یہ ہے کہ باطل اور غیر اسلامی عقائد و نظریات اور اقوال و افعال کے سد باب کے لیے اپنے تمام توانائیاں صرف کر دے تاکہ حق و باطل کا امتیاز باقی رہ سکے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران: ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

محمد مختار تاج پش قسوری



marhatab.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم

ہماری یہ کتاب زیر نظر مسئلے پر معروف معنی میں کوئی بحث مباحثے کی یا مناظرانہ تصنیف نہیں ہے، کیونکہ اس حوالے سے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہ دینی محاذ پر ایک صدی سے پھیل جانے والے اختلافات کے سلسلے میں رب کائنات کی واحدانیت اور نجات دہندہ انسانیت کعبہ نیاز مند ان عشق اور قبلہ عبادت گزاران شوق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے نام پر ملت اسلامیہ کی کھلی عدالت میں ایک فریاد اور استغاثہ ہے۔

بجہ اس سے ہمارا مقصود پہلے سے موجود تخیلی میں زہر گھولنا ہر گز نہیں، بلکہ صدقِ دل اور اخلاص نیت سے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ وہ بنیادی نقطہ کیا ہے جس نے برصغیر میں اسلام کا نام لینے والوں کو تقسیم کر دیا۔

ملت اسلامیہ کے پڑھے لکھے طبقے نے غالباً اس طرف کبھی غور نہیں کیا کہ کیا وجہ ہے کہ سوادِ اعظم اور علماء دیوبند کے اختلافات کہ ختم ہونے کو نہیں آتے، بلکہ ان میں کچھ اور ہی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان اختلافات کو شروع ہوئے تقریباً ایک صدی گزر چکی ہے، اوسطاً تین سلیس گزر چکی ہیں۔ اگر نئی نسل یا پڑھا لکھا طبقہ اسے دیوبند و بریلی کے چند علما کا جھگڑا سمجھتا ہے۔ یا تو وہ حقائق سے بالکل بے بہرہ ہے اور پھر مذہب و عقیدے سے ان کی وابستگی نام کی ہی رہ گئی ہے۔

بندہ پرور! یہ مسئلہ ہے اور ہمیں قدم قدم پر اس کی رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ آج ملت اسلامیہ کو اتحاد و اتفاق کی جو ضرورت ہے، وہ باخبر آدمی سے مخفی نہیں۔ بالخصوص پاکستان جس دورا ہے پر کھڑا ہے اور مسائل کی جن سنگینیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ جسم واحد کی شکل اختیار کر کے اپنی جد بنیان مرموص بن جائے۔

پھر کیوں ایسا نہیں ہوتا کہ دونوں طرف سے آچھے درد مند آگے بڑھیں اور خود اعتمادی و جرأت کے ساتھ اصل مسئلے کے حل کی طرف توجہ دیں۔

یاد رہے کہ کونئیں میں سے مردار نکالے بغیر ساری زندگی پانی نکالتے رہنے سے بھی تنوں پاک

نہیں ہوگا۔

لہذا ضروری ہے کہ پہلے ٹھنڈے دل سے اصل مسئلے کو سمجھا جائے اور پھر اسے حل کیا جائے۔
علمائے دیوبند کو یہ بات کبھی فراموش نہ کرنی چاہیے کہ اس ملک میں واضح اکثریت انہی لوگوں
کی ہے جو بقول علمائے دیوبند کہ بدعتی، قبر پرست اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔ اب ان ”بدعتیوں اور
قبر پرستوں“ کو نظر انداز کر کے آخر اسلامی دینی محاذ پر کوئی فیصلہ کن قدم کسی طرح اٹھایا جاسکتا ہے۔

اگر کچھ علماء اپنے طور پر یہ کہتے ہیں: ”جی یہ تو چند میلاد خواں مولویوں کا ایک ٹولہ ہے جس کی
کوئی حیثیت نہیں ہے، تو وہ لوگوں کو فریب دینے کے ساتھ ساتھ خود کو بھی فریب دیتے ہیں۔“

راقم السطور کئی برس سے اس مسئلے پر غور و فکر کر رہا ہے، میری سوچ نے ہمیشہ یہ راہ اختیار کی ہے
کہ وہ کونسا ذریعہ ہے جسے اختیار کر کے ہم اس ظلم کو پانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ خدا شاہد ہے میں
نے اپنے طور پر انتہائی دیانت داری، اخلاص اور قہمیری انداز سے سوچا ہے۔

یہ چیز میرے تو میرے کسی بڑے سے بڑے عالم دین کے بس میں بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے طور
پر ایک فیصلہ کر دے اور اکثریت ضرور اسے قبول بھی کرے۔

چنانچہ کئی برس کی سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمیں اصل مسئلے کو جوں کا توں
مسلحہ اسلامیہ کی مکمل عدالت میں پیش کر دینا چاہیے اور اس کے فیصلے کو حتمی اور آخری سمجھنا چاہیے۔ ہمیں
اس بات کا اچھی طرح احساس ہے کہ اس وقت مسلحہ اسلامیہ کی نوجوان نسل مذہب سے والہانہ محبت
رکھتی ہے۔ عمل کی کوتاہی اس سے متوقع ہے، مگر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ذات والا تبار کے ساتھ اس کے عشق و محبت کے رشتے اتنے گہرے اور مضبوط ہیں کہ جن کی پاسداری پر
وہ اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لیے ہر وقت تیار ہے۔

یہاں عام قاری کے دل میں یہ خلش ضرور پیدا ہوگی کہ اخلاقیات کے بنیادی نقطے تک پہنچنے اور
پھر اس کے حل کی تدابیر اختیار کرنے کی آخر ضرورت کیا پڑ گئی ہے؟ ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ ہر چیز کو
ماضی کے ٹکھنڈرات میں دفن کر دیا جائے۔

اس سلسلے میں عرض ہے کہ اسلام ایک دین ہے جس کے کچھ اصول ہیں کچھ فروغ ہیں۔ یہ کیسے
ممکن ہے کہ ہم ہندو فلسفے ویدانت کی طرح ہر فکر و خیال اور نئے عقیدے کے لیے اسلام میں مجھائش
نکالتے جائیں اور اگر خدا نخواستہ ہم ایسا کریں بھی، تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ مسلحہ اسلامیہ جو

marfat.com

Click For More Books

قدرت کی طرف سے خود بہترین کوئی ہے، ہماری ان غلط سلط تاویلات کو قبول بھی کر لے گی، چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ اپنے مختلف اور سننے والے انکار و نظریات کے ساتھ ملت اسلامیہ نے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا، جن کی بنیاد کتاب و سنت میں موجود نہ تھی۔ اگر کوئی شخص اعتقادات کی ان حدود کو پھلانگ جاتا ہے جو اصولی ہیں، تو ایسے شخص پر کفر کا حکم لگانا خود شریعت کا مطالبہ ہے، البتہ یہ فیصلہ کرنا ہر ایک کا کام نہیں، بلکہ اس کا ایک اہل داورہ کا ہے۔

ہم نے جس دور و مندی اور سوز و دل کے ساتھ اپنا استغاثہ ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ علمی بحثیں، دور از کا تفصیل اور غیر ضروری باریکیوں کے بجائے سیدھے اور دو ٹوک الفاظ میں مطلب واضح کریں۔

اصولاً پہلے یہ بات طے ہونی چاہیے کہ

برصغیر کے قدیم مسلمان باشندوں کا مسلک و عقیدہ کیا تھا؟

یہ لوگ آج کی اصطلاح میں دیوبندی تھے یا ربیوی؟

پھر یہ بات دیکھی جائے کہ اختلافات کہاں پیدا ہوئے؟

اختلاف پیدا کرنے والے لوگ کون تھے؟

اور اختلاف کا نقطہ آغاز کیا ہے؟

آخر میں اس سارے قضے کا قابل عمل حل اگر کوئی ہے تو وہ پیش کیا جائے۔

اس ساری کاوش سے ہمارا مقصد نزاعی لٹریچر میں کسی نئی کتاب کا اضافہ نہیں ہے۔ بلکہ خدا اور رسول عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر ملت اسلامیہ کے لیے ایک مشترک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت کا طریق کار بیان کرنا ہے۔

اول: برصغیر کے عام مسلمان کس عقیدہ و مسلک کے تھے، جناب مولانا سید سلیمان ندوی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا۔ سب گروہ کے زیادہ تر پیشوا بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔“

جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری نے سید صاحب کی تائید میں فرمایا:

حیات شعلی سید سلیمان ندوی ص ۳۳۳

ہندوستان کے اکثر علماء اس اثر کو ختم نبوت جیسے قطعی مسئلے کے بالکل خلاف سمجھتے تھے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اس اثر کا قائل ان کی نگاہ میں ختم نبوت کا منکر ٹھہرتا تھا اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایسے شخص کے خلاف خاموش رہتے۔

عظمت و تقدیس رسالت کے خلاف یہ پہلی آواز تھی۔ جو برصغیر میں انھی، پھر ہندوستان بھر کے علماء جج اٹھے۔ اس مسئلے پر کئی مناظرے ہوئے، کتابیں لکھی گئیں۔ اسی اثر سے متعلق ایک سوال کے جواب میں مولانا محمد نانوتوی دیوبندی نے اپنا مشہور رسالہ ”تخذیر الناس“ لکھ دیا جس نے بحث کا ایک نیا دروازہ تو خیر کھولا اسی قادیانیت کے لئے بھی ایک مطلوبہ محاذ فراہم کر دیا۔

مولوی محمد شاہ پنجابی اور مولانا محمد نانوتوی کے درمیان ”تخذیر الناس“ کی عبارتوں پر مناظرہ بھی ہوا۔^(۱)

تخذیر الناس کے رد میں اس زمانے میں کئی کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

- (۱) تحقیقات محمدیہ حل اولیام نجدیہ
- (۲) الکلام الحسن
- (۳) تنبیہ الجہال بالہام الباطل
- (۴) القول الفصح
- (۵) البطلان لخطا قاسیہ، قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس، شیخ محمد تھانوی

دوسری طرف تقویۃ الایمان کے جارحانہ انداز بیان نے مسلمانوں کے دل و دماغ ہلا کر رکھ دیے تھے۔ اور بقول مولانا ابوالکلام آزاد:

”مولانا اسماعیل نے جلاء الضمین اور تقویۃ الایمان لکھی اور ان کے مسلک کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔“^(۲)

تقویۃ الایمان کی ایک مشہور عبارت۔

”اس شبہشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن و

۱۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، معتمد پروفیسر محمد اویس قادری، ص ۹۳، مطبوعہ مکتبہ حنائیہ کراچی

۲۔ مولانا آزاد کی کہانی خود ان کی زبان میں، مطبوعہ چنان، لاہور

فرشتہ اور جبرئیل رحمہ کے برابر پیدا کر ڈالے۔“

اس سے امکان نظیر کا مسئلہ پیدا ہوا اللہ خاتم الحکماء، مولا نا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو اس نظریے کی تردید میں ”اتناع النظیر“ نامی کتاب لکھنی پڑی۔

الغرض یہاں سے اس قبیحے کا آغاز ہوا، بات معمولی نہ تھی۔ بارگاہ رسالت کی عظمت پر براہ راست زد پڑ رہی تھی۔ اگر بات یہیں ختم ہو جاتی تو خیر تھی۔ یہاں تو ماشاء اللہ زلف یار کی طرح دراز ہو رہی تھی۔ ”تقویۃ الایمان“ کے بعد صراط مستقیم، صراط مستقیم کے بعد براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، تحذیر الناس، الحجد المقل، قسم کی کئی کتابیں، یکے بعد دیگرے اس انداز سے آئیں کہ مسلمانوں کے دلوں پر آ رہے چلا دیئے۔

ان تمام کتابوں میں شاہکار قدرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں انتہائی گستاخانہ اور جارحانہ زبان استعمال کی گئی تھی۔ مسلمان قوم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقول علامہ اقبال علیہ الرحمۃ یہ سننے کو بھی تیار نہیں تھی کہ۔

”آغضور کے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے میلے تھے۔“

اسے تو یہ بتایا گیا تھا کہ اس بارگاہ اقدس کی جلالت شان کا یہ عالم ہے کہ خود رب العالمین نے اس کے دربار میں حاضری اور اس کے حضور انداز تحاطب کی تعلیم دی ہے۔

مذہب عالم کی تاریخ میں مسلمان قوم نے اپنے حبیب کی ایک ایک اوپر سر مٹنے کی تاریخ اپنے خون سے لکھ کر اپنے لئے ایک امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ یہی تو وہ مقام تھا جہاں ان دیوانگان عشق کا امتحان مقصود تھا۔ چنانچہ پورے برصغیر میں ان عبارات کے خلاف نفرت کا طوفان کھڑا ہو گیا۔ ان میں بیشتر عبارات اردو زبان میں ہیں۔ ان علمائے وقت نے اپنا دینی فریضہ ادا کیا۔ شہید آزادی مولا نا فضل خیر آبادی نے ”اتناع النظیر“ اور تحقیق الفتویٰ جیسی بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ مولا نا فضل رسول بدایونی نے ”المعتقد المستحد“ تحریر فرمائی، صرف تقویۃ الایمان کی تردید میں سینکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں لکھی گئیں۔

اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی چوکیداری کے لئے رب العالمین نے ایک شخصیت کو منتخب کر رکھا تھا۔ جو فاضل بریلوی امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مندرجہ

۱۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵ مطبوعہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور۔

نوٹ۔ تحذیر الناس کی عبارات کا کچھ آئندہ صفحات میں پیش کیا جائے گا۔

شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ آپ نے متعدد مضامین و رسائل اور ذاتی خطوط میں ان حضرات کو توجہ دلائی کہ ہم خدا اپنی یہ عبارات واپس لے لیجئے کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل مجروح کر دئے ہیں۔ چنانچہ ۱۳۲۹ھ کو مولانا اشرف علی تھانوی کے نام خط تحریر فرمایا..... اس کا مضمون ملاحظہ فرمائے^۱

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علی من اتبع الهدی۔ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ توہدوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے۔ اب حسب معاہدہ و قرارداد مراد آباد پھر حرکت ہے۔ کہ آپ کو سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پر چر اسی وقت فریقین مقابلہ کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کبہ کے بدکنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۸ صفر مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے۔ اس قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو ہیں ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے لہذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۸ صفر روز جان افروز دو شنبہ اس کے لئے مقرر کرتا ہے آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہربانی و دستخطی روانہ کریں اور ۲۸ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں۔ اور آپ بالذات اس امر اہم و اعظم دین کو طے کر لیں اپنے دل کی آپ جیسی بتائیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر محذور کی توکیل کیوں منظور ہو؟ معہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی؟ اگر خود کسی طرح سامنے نہیں آ سکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈیے تو یہی لکھ دیجئے۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔ اس کا تمام ساختہ و بردار غلہ قبول، سکوت، بکول، عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المتقدّر عز جلالہ آپ کا وکیل مطلوب یا معترف یا ساکت یا فار ہو تو کفر سے تو یہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ تو بہ میں وکالت ناممکن ہے اور اطلانیہ کی توجہ اطلانیہ لازم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر ہوتا ہے کہ تو بہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھئے جائیں گے پھر آپ خود ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بتانے دوسرا آئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

۱۔ یہ خط رسالہ رافع المساء من مراد آباد میں شائع ہو چکا ہے۔

maratib.com

Click For More Books

العلیٰ العظیم۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع غفلت کی معنی بے حاصل کرتے ہیں۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں۔ آخر تا بہ کے؟ یہ اخیر دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا۔ آئندہ کسی کے غوغہ پر اتفاقات نہ ہوگا۔ موادینا کام نہیں۔ اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین والحمد



للہ رب العالمین

فقیر احمد رضا قادری علی مد

۱۵ مفر المظفر روز چار شنبہ ۱۳۲۹ھ

تاحال یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے۔ خیالات و شرمندگی نبھاتے رہے زوج و اتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔

سیدھی اور مقول بات تھی کہ ان عبارات کو مناسب الفاظ میں تبدیل کر دیا جاتا ان سے رجوع کر لیا جاتا تا کہ امت مسئلہ اختلاف و انفریق کی اس بولناک کشیدگی سے بچ جاتی جس کا اسے تقریباً ایک سو سال سے سامنا ہے۔ عشق و محبت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعوے داروں کے لئے یوں بھی یہ بات زیادہ تھی کہ وہ اس ذات گرامی کی عزت و ناموس کے مقابلے میں اپنی انا اور ہٹ کو ترجیح دیتے۔ مانا کہ ان کی نگاہ میں یہ عبارات تو بین آئینہ تھیں۔ لیکن صورت حال ان کے سامنے تھی کہ برصغیر کی ایک بہت بڑی اکثریت بشمول علماء، مشائخ، اور عوام ان عبارات کو گستاخانہ سمجھ رہی تھی۔

تصوف و روحانیت کے دھول پھیننے والوں کو کیا ہو گیا کہ وہ روحانیت کے پہلے سبق یعنی من کو مارنے اور اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنے پر بھی عمل نہ کر سکے۔

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ بھی علمائے دیوبند ہی کی زبانی طے کرتے چلیں۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں تو ہیں آئینہ یا گستاخانہ الفاظ کی صورت میں قائل کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟ اور یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں الفاظ و عبارت کی معمولی گستاخی بھی کفر کی زد میں آتی ہے یا نہیں؟

بحمد اللہ یہ امر خوش آئینہ ہے کہ علمائے دیوبند کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں گستاخی اور جرأت کے سلسلے میں قائل کی نیت قطعاً قابل اعتبار

نہیں ہوگی۔ گستاخانہ الفاظ گستاخی ہی پر محمول کیے جائیں گے۔ ہاں اگر ایسے شخص کی نیت توہین کی نہیں تھی تو وہ اپنے الفاظ واپس لے اور توبہ کرے اس لیے کہ اگر ہم یہ دروازہ کھول دیں تو پھر ہر گستاخ رسول (مثلاً قادیانی، منکرین سنت وغیرہ) نیت کی صفائی کا بہانہ کر کے اپنے آپ کو بچالے گا۔ اور گستاخی و توہین نام کی کوئی شے باقی نہیں رہے گی۔

اسی طرح علمائے دیوبند اس بات کے بھی قائل ہیں کہ شان نبوت میں معمولی سی بے ادبی کفر کا موجب ہے۔

ہمارے خیال کے مطابق اب استغاثہ اپنا موقف واضح کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو مسائل کے بارے میں علمائے دیوبند کی آراء دیکھ لی جائیں۔

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب اور انداز محاطب کی نزاکتیں خود رب العالمین نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اصول دین سے تعلق رکھتا ہے۔ صحابہ کرامؓ "زَاعِنَا" کا لفظ تظہیر کہتے تھے۔ لیکن جب یہودیوں نے اسے معمولی سے تصرف کے ساتھ توہین کی نیت سے بولنا شروع کر دیا تو صحابہ کرام کو بھی لَا تَقُولُوا زَاعِنَا وَقُولُوا اَنْظُرْنَا^(۱) کہہ کر اس لفظ سے روک دیا گیا۔ حالانکہ صحابہ کرام کے دل میں معاذ اللہ توہین کا شائبہ تک نہ تھا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ جس لفظ میں توہین کے پہلو موجود ہوں اس میں نیت کی صفائی معتبر نہیں ہے۔ اسی طرح ایسے الفاظ یا عبارات کی تاویل بھی قابل قبول نہ ہوگی۔

جناب مولانا محمد انور شاہ کا شیمیری لکھتے ہیں۔

1۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو صحابہ کچھ کبھی عرض کرتے کہ راہتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رعایت فرمائیے یعنی حریم اچھی طرح سمجھا دیجئے۔ جبکہ یہودی لغت میں یہ کلمہ سو ادب کے معنی رکھتا تھا۔ انہوں نے اسے ان معنی میں استعمال کرنا شروع کر دیا حضرت سعد بن معاذ چونکہ ان کی اصطلاح سے واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے یہود سے کہا کہ تم میں سے کون کونسا ایسا کلمہ زبان سے نکالا تو تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ جب یہود نے کہا کہ ہمیں مع کرتے ہو حالانکہ یہی لفظ مسلمان بھی کہتے ہیں۔ اس پر آپ ربیعہ ہو کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں راجحہ کہنے سے منع کر دیا گیا اور اس کا متبادل لفظ انظر کہنے کا حکم ملا۔

2۔ ایمان والو! رعایت نہ کیو اور یوں عرض کرو حضور ہم پر نظر رکھیں (البقرہ 104)

mariaattari

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ولقد ذكر العلماء ان التهور في عرض الانبياء وان لم يقصد به السب كفر⁽¹⁾
بارگاہ انبیاء میں گستاخی کفر ہے، چاہے اس سے قائل کی مراد توہین کذب بھی ہو۔
جناب مولانا حسین احمد مدنی کہتے ہیں۔

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین موجب کفر ہے۔ صریح توہین تو درکنار اگر کوئی شخص
ایسے کلمات کہے گا جو کہ موجب توہین ہوں گے تو وہ بھی کفر کا سبب ہوگا۔“⁽²⁾

اب رہا یہ مسئلہ کہ توہین کیا چیز ہے اور کیا نہیں ہے؟ اس کا فیصلہ کون کرے؟

تو صاف اور سیدھی بات ہے کہ توہین آمیز الفاظ یا عبارات کے قائل کو شرعاً اخلاقاً اپنی صفائی کا
قطعاً حق نہیں پہنچتا، ہمارے ہی نزدیک نہیں بلکہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفر صریح میں تاویل نہیں،
تو اب اہل سنت اور علمائے دیوبند کا معاملہ آپ کے سامنے ہے۔ برصغیر کی بہت بڑی اکثریت نے ان
عبارات کو بارگاہ نبوت کے منافی اور ان کے قائلین کو گستاخ قرار دیتے ہوئے مصدقہ تحریریں لکھیں۔ یہ
تمام تحریریں ۱۳۲۳ھ میں ”حسام الحرمین علی منحر الکفر والعین“ کے نام سے شائع ہوئیں
اس طرح برصغیر کے اڑھائی سو علمائے نے ان عبارات کو گستاخانہ قرار دیتے ہوئے اپنے دستخطوں اور
مہروں سے مزین تصدیق ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کی۔ ملاحظہ ہو۔ ”الصوارم الہندیہ“

آخر اس کے بعد ان عبارات پر اڑنے انہیں اپنے وقار کا مسئلہ بنانے اور ملت اسلامیہ کے
مسئلہ مطالبے پر چپ سادھ لینے کا کیا جواز باقی رہ گیا تھا؟

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معمولی سی بے ادبی بھی کفر ہے۔ اس فتوے پر علماء دیوبند سب
سے پہلے دستخط کرنے کو تیار ہیں۔ توہین آمیز عبارات اور الفاظ میں تاویل یا قائل کی نیت معتبر نہیں۔ اس
پر وہ علمائے اہل سنت سے بھی دو قدم آگے نظر آتے ہیں۔ لیکن جب مؤدب ہو کر یہ کہا جاتا ہے کہ حضور
ذرا اپنی ان چند عبارات پر تو نظر جانی فرمالیجئے، تو پھر تاویل و تعبیر کا وہ بے معنی دفتر کھول دیا جاتا ہے۔ جس
کے سامنے اصل مسئلہ دب کر رہ جاتا ہے۔

ہم اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتے ہیں۔ حیرت ہے کہ جن عبارات کو علمائے اہلسنت توہین
آمیز اور گستاخانہ قرار دیتے ہیں۔ مفہومان ان کے گستاخانہ ہونے میں علمائے دیوبند بھی متفق ہیں۔ مثلاً
صراط مستقیم میں سید احمد بریلوی کا بیان درج ہے۔

۱۔ بحوالہ الحق المبین سید احمد مدنی کاظمی ص ۱۷

۲۔ مکتوبات مجمع الاسلام جلد دوم ص ۱۶۵

”پس ان بزرگوں اور انبیائے عظام علیہم السلام میں فرق صرف اتنا ہے کہ انبیاء استوں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں۔ اور یہ بزرگ مظان حکم کو قائم کرتے ہیں اور ان کو انبیاء کے ساتھ وہ نسبت ہے جو چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائی سے۔“^(۱)

مگر جب علمائے حرمین نے اس پر گرفت کی تو اپنی صفائی میں اس انداز سے بات کی جاتی ہے۔ ”ہم یا ہمارے اسلاف میں ہرگز کبھی اور کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں رہا ہے اور ایسی خرافات تو کوئی ضعیف سے ضعیف الایمان شخص بھی زبان پر نہیں لاسکتا اور جو شخص یہ کہے کہ اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت اتنی ہی ہے جیسے بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“^(۲)

اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس بوائے لعلی کا کیا کیا جائے مزید دیکھئے۔

براجین قاطعہ میں ہے۔

”الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط روئے زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس قاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں، تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔“^(۳)

خاص اس مسئلے پر الہند میں علمائے حرمین کے سامنے اپنی صفائی کا انداز یہ اختیار کیا ہے۔

ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الاطلاق مخلوقات میں سب سے زیادہ علوم و حکمتوں اور اسرار الہیہ کے جاننے والے ہیں۔ آپ کو تمام آفاق ملکوت کا سب سے زیادہ علم ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بڑا عالم ہے کافر ہے اور ہمارے حضرات نے اس شخص کے بارے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے جو یہ کہے کہ ایسے لعین جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔“^(۴)

کوئی بتلائے کہ ہم بتلاؤں کیا؟

1۔ صراط مستقیم، مرتبہ شاہ محمد اسماعیل ص 49-50 ادارہ نشریات اسلام قدانی، ماریٹ اردو بازار لاہور۔

2۔ تحفیس البند علی المفسد یعنی عقائد علمائے دیوبند ص ۹

3۔ براجین قاطعہ، مرتبہ مولانا ظلیل احمد ایضوی صفحہ نمبر 55 ادارہ اشاعت کراچی۔

4۔ تحفیس البند علی المفسد ص ۱۰

ہم نے یہ دو مسئلے بطور مشتے ازخودارے پیش کی ہیں، ورنہ تمام اختلافی عبارات کو منہبونا علمائے دیوبند خود ”رد“ کر چکے ہیں، ان سے اظہارِ ناپسندیدگی کرتے ہیں اور انہیں گستاخانہ عبارات قرار دیتے ہیں۔

لیکن اپنے آپ کو وہ ایسا معیارِ حق قرار دیتے ہیں کہ یہ بات ایک آن کے لئے بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے کہ ہم سے بھی ایسی عبارات کا صدور ہو سکتا ہے اور ہوا ہے، اب مسئلہ کیونکہ حل ہو؟ آپ کو حیرت ہوگی کہ علماء دیوبند تک یہ تسلیم کرتے ہیں کہ علماء اہل سنت کی نظر میں ہماری یہ عبارات گستاخانہ اور توہین آمیز تھیں تو ان پر ان عبارتوں کے قائلین کی تکفیر فرض تھی۔

”یہ عذر کہ علماء ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں، چنانچہ مرزائی جب بہت جھگ اور عاجز ہوتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ آخر علمائے دیوبند جو آج ہندوستان میں مرکز اسلام و مرکز حنفیہ و مرکز قرآن و حدیث و فقہ، علوم عقلیہ و نقلیہ کا سرچشمہ ہیں، ان کو بھی تو مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے ہم خیال کافر کہتے ہیں۔ کیا علمائے دیوبند کافر ہیں؟ اگر وہ کافر نہیں، تو پھر مرزائی کیوں کافر؟“

اس کا جواب بھی خوب توجہ سے سن لینا چاہئے کہ علمائے دیوبند کی تکفیر اور مرزا صاحب اور مرزائیوں کی تکفیر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بعض علمائے دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے، چوپائے مجاہدین کے علم کو آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے برابر کہتے ہیں شیطان کے علم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد کہتے ہیں، لہذا وہ کافر ہیں۔

”تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ جناب خاں صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے، ملعون ہے، لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں، بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے، وہ خود کافر ہے، یہ عقائد بے شک کفریہ عقائد ہیں مگر خاں صاحب کا یہ فرمانا کہ بعض علمائے دیوبند ایسا اور عقائد رکھتے ہیں یا کہتے ہیں، یہ نہ ہے افتراء ہے، بہتان ہے۔“^(۱)

آمد بر سر مطلب

دیکھا آپ نے اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ جو شخص بھی ایسے الفاظ کہے یا ایسے عقائد رکھے یا ان کی تبلیغ کرے، وہ بلاشبہ کافر ہے اور کافر بھی سب کے نزدیک ہے، بلکہ دیوبند کے نامور عالم مرتضیٰ

1۔ اشہ و حد اب ص ۱۲، ۱۳ مصنف مولوی مرتضیٰ حسن ناظم دارالعلوم دیوبند کا ٹکس ص ۳، ۲، ۱ ج ۲ ملاذد تہ

حسن صاحب تو ایسے شخص کو مرتد ملعون بھی فرما رہے ہیں۔

تو صاحب: مسئلہ تو حل ہے کوئی الجھاؤ باقی نہیں رہا اور یہی ہمارا استغاثہ ہے کہ بقول پشتو ضرب
الشل: ”یہ گز اور یہ زمین“ ہم آئندہ صفحات میں اسکی تمام عبارات جو متعارف نہ ہیں بلا کم و کاست اصل
کتابوں سے فوٹو کاپیوں کی صورت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ کسی کو بھی یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ
عبارات کا غلط مفہوم لیا گیا ہے یا انہیں سیاق و سباق سے الگ کیا گیا ہے۔

یہاں ہر پڑھے لکھے مسلمان کے ضمیر اور دیانت سے ہماری درد منداناہٹیل ہے کہ وہ بالکل خالی
الذہن ہو کر ایک عاشق رسول کی حیثیت سے ان عبارات کو پڑھے اور ہر مولوی، پیر اور استاذ کے
فرمودات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے دل سے فیصلہ حاصل کرے کہ کیا محبوب خدا کی شان اقدس میں
ایسے الفاظ وہود استعمال کرنے کی جرات کر سکے گا۔ وہ بارگاہ بے کس پناہ جس کے بارے میں شروع ہی
سے عشاق کا نظریہ یہ رہا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ سے آید جنید و بایزید این جا

میں دل پر پتھر رکھ کر صرف دو عبارتیں یہاں نقل کرتا ہوں، آپ کو قسم ہے پروردگار عالم کی فیصلے
میں جانبداری نہ رہے گی

”زنا کے دوسو سے اپنی بیوی کی جماعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا ای جیسے بزرگوں کی طرف
خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے نعل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے
سے زیادہ برا ہے۔“

ایک اور صاحب رقمطراز ہیں:

”پھر یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو
در یافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس
میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ مصی و مجنون بلکہ حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل

۱۔ مراد سیم (ملفوظات سید احمد بریلوی) مرتبہ مولوی اسامیل دہلوی، صفحہ ۱۱۸ اور نشریات اسلام لائبریری دار کتب اردو
بازار لاہور۔

maria.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔"

اب یہ فیصلہ قارئین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ وہ ان علماء کی عبارات اور ان کے فتوؤں کے اس کھلے تضاد کی کیا توجیہ کرتے ہیں۔ تقریباً تمام قابل گرفت عبارات کے ساتھ علمائے دیوبند نے یہی حشر کیا ہے۔ بات عبارت اور شخصی طور پر اس کے قائل کی آتی ہے، تو یہ حضرات قریب نہیں پہنکنے دیتے، تاویلات کا وہ دفتر کھل جاتا ہے جو شاید ان عبارات کے قائلین کے ذہن میں بھی نہیں تھا۔

اور جب پوچھا جاتا تو جو شخص ایسا کہے اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے، تو جھٹ فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے۔

اب اگر کوئی جسارت کر کے صرف اتنا کہہ دے کہ قبلہ پھر جس شخص نے ان عبارات کے قائلین کی گرفت کی، اس نے کیا قصور کیا تھا کہ آج تک اس کا جرم معاف نہیں ہو سکا؟
تو فرماتے ہیں، نہیں اس نے ہمارے بزرگوں پر بہتان طرازی کی ہے۔

اب خدا تعالیٰ کے واسطے آپ ہی بتائیے کہ اس دو عملی اور تضاد بیانی کا کیا کیا جائے؟ اس کا مطلب ماسوائے اس کے اور کیا ہے کہ جہاں گھر گولگتی ہے، وہاں فتوے اور ادب و محبت کے وعظ سب داؤ پر لگا دیے جاتے ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ اس تضاد بیانی کے ایک دو اور نمونے بھی قارئین کے سامنے رکھ دیئے جائیں تاکہ بات واضح ہو۔

"تخذیر الناس" میں مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کوئی نئی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (۱)

مگر المہند علی المہند میں علمائے حرمین کے سامنے یہ لہجہ اختیار کیا جاتا ہے:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نئی آنے والا نہیں لائے بغدہ، جو آپ کی ختم نبوت کا انکار کرے تو وہ ہمارے نزدیک کافر ہے، کیونکہ وہ نص قطعی اور نص صریح کا منکر ہے۔ (۲)

سوال ہوا، جناب مولانا رشید احمد گنگوہی سے

۱۔ حفظ ایمان معتمد مولوی اشرف علی تھانوی، صفحہ ۱۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ گراچی

۲۔ تخذیر الناس ص ۳۴ معتمد مولانا محمد قاسم نانوتوی، مطبوعہ دارالاشاعت گراچی ۳۔ تخیلیس المہند ص ۱۰

”مختل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں، اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ کا ذہب (جموئی گھڑی ہوئی) نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے؟

”آپ نے فرمایا: نا جائز ہے یہ سبب اور وجوہ کے۔“^(۱)

علمائے حرمین نے دریافت فرمایا: ”کیا آپ لوگ یہ کہتے کہ جناب رسول اللہ کی ولادت کا ذکر شرعاً برا ہے، بدعت سینہ ہے جو حرام ہے یا اور کچھ کہتے ہیں؟“

جواب میں فرماتے ہی: ”یہ بات کوئی بھی مسلمان ہرگز نہیں کہہ سکتا چاہے کہ کہیں کہ یہ بدعت اور حرام ہے، بلکہ ہم یہ کہتے کہ تمام احوال کہ جن کا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے لونی سا بھی تعلق ہو، اعلیٰ درجہ کا مستحب و مندوب ہے، خواہ آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر ہو، یا آپ کے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے کا۔“^(۲)

قارئین کرام کو حیرت ہوگی تضاد بیانی اور دو عملی کامی وہ شیوہ ہے جس کا منظر دنیا نے اس طرح دیکھا کہ مفتی دیوبند نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ایک عبارت پر فتویٰ کفر لگا دیا۔

جب انہیں یاد دلایا گیا کہ قبلہ یہ عبارت تو حضرت مولانا کی ہے، تو انہیں فتویٰ سے رجوع کرتے ہوئے دیر بھی نہ لگی، اور اس طرح کا ایک اور واقعہ جو خود مہتمم دارالعلوم دیوبند جناب مولانا قاری محمد طیب کے ساتھ بھی ہوا ہے کہ مفتی دیوبند نے ان کی ایک عبارت پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ جب انہیں آگاہ کیا گیا تو انہوں نے فتویٰ واپس لے لیا۔

اے کاش! اے کاش! اگر علمائے دیوبند سرکارِ دو جہاں کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مولوی محمد قاسم نانوتوی اور قاری محمد طیب جتنی بھی محبت و عقیدت کا ثبوت دیتے تو یہ چند عبارات کب کی واپس ہو چکی ہوتیں اور دیوبند و بریلی نام کا آج کوئی مسئلہ ہی نہ ہوتا۔

دیوبند کے ایک معروف علمی پرچے تجلی (اپریل ۱۹۵۶ء) میں اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے، ملاحظہ ہو اس ”تجلی“ کے متعلقہ اور اراق کا عکس^(۳)

1۔ فتاویٰ رشیدیہ، کال 131 مطبوعہ ایچ ایم سعید ممبئی کراچی

2۔ تلخیص المسند ص ۱۰

3۔ ممکن ہے کہ اصل رسالہ کی فہرست قارئین معذرت عمل استفادہ نہ کر پائیں جس کی وجہ اصل سے فہرست کا رزلٹ صحیح نہ آتا ہو سکتا ہے۔ اس چیز کے پیش نظر اگلے صفحہ پر ہم ان تمام مکتوب کا مختصر سا تعارف پیش کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی اصل کی فہرست بھی شائع کر رہے ہیں۔

عکس ماہنامہ تجلی دیوبند

شمارہ اپریل ۱۹۵۶ء

جس میں مفتی دیوبند کی طرف سے بانی دیوبند قاسم نانوتوی پر کفر کے فتوے کا بیان

اور پھر اس پر تبصرہ۔

عکس ماہنامہ تجلی دیوبند

شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء

جس میں ”ایک حادثہ ایک کہانی“ کے عنوان سے مہتمم دارالعلوم دیوبند پر دارالافتاد

دیوبند کی طرف سے فتویٰ کفر کا بیان اور تبصرہ۔

ان دونوں واقعات میں فتویٰ کفر جاری کرنے والے مفتی اور فتویٰ سے متاثر ہونے والے دونوں فریقوں کے درمیان محاذ آرائی اور آخر میں بغیر توبہ کے مصالحت کا بھی بیان ہے۔ جس سے قارئین کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک فتویٰ کی کیا اہمیت رہ گئی ہے۔ حالانکہ اگر مفتی صاحب نے فتویٰ غلط دیا تو اس پر توبہ لازم تھی ورنہ جس کے خلاف فتویٰ دیا گیا تھا اس پر توبہ لازم تھی چونکہ فتویٰ کا معاملہ مشوہ معروف ہو چکا تھا لہذا رجوع کرنے والے فریق پر اعلانیہ توبہ کرنا لازم تھا۔

جاہش قصوری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم



میں اس شامت کو اپنے قلم سے چھاپا مرثیہ لکھنے کی اس عزت
میرا کی طرف منسوب کرتا ہوں جس نے غلاموں کی بھادوں اور
گولیوں کی بھادیں بھی کھٹکتی سے منہ نہیں مٹاتا۔ (مرثیہ)

اپنے بھی خفا مجھے ہیں بیگانے بھی ناخوش میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکاقت

ہر انگیزی جینے کے پہلے مفر میں طالع ہوتا ہے عاہلانہ قیمت پانچ روپے اس چمکی قیمت

شمارہ ۱۱۱ بابت ماہ اپریل ۱۹۵۶ء جلد ۱

۱	آفت از سن	۲	ماہ رمضان
۲	مکتوبات	۳	تلف شمارہ
۳	احوال و سیر	۴	جناب حافظ محمد صاحب
۴	سیرت و سیرت	۵	طاب ابن العربی

اشرفی

اگر اس دائرے میں شریعت نشان ہے تو کھینچے کہ اس پر چہ برآپ کی
خود ہی کہہ ہے، یا تو آپ کی اور دوسرے سالار بیت کہیں یا وہی اپنی اجازت دیں یا کھینچندہ
مستعدی جاری نہ کی ہو تب ہی اطلاع دیں، اطلاع کی صورت پر کھینچ دیں۔ اس کے کھینچنے کا جسے وصول کرنا آپ کا
معاونی شرف ہوگا۔

اپنا چندہ ہمارے پاکستان پر (جو کسی مفر پر چھاپا ہو ہے) بیکر مسجد سی ڈی
میں بیکریں، کچھ کو بندہ پاک کے درمیان ہی اپنی کتب و دست ہے

پاکستانی خریدار

منجبر

پاکستان پریس - جناب شری

قریب شری

نرسہ دار و خط و کتابت

بند ضلع سہارنہ

mariaattari

Click For More Books

ظاہر کوئی زبان کو لکھنے کے واسطے ہم دشمن اور الزام تراش اور
مشرع نہیں ہوتے ہیں۔ حالانکہ بسا اوقات زبان کو لکھنے والے بھی بات
کہتا ہے۔

ایسا ہی ہم زیر بحث قضیہ میں دیکھ رہے ہیں۔ ملنے والے سند
کا لفظ "جاعت" ہمارے دھنک سے دو گنا کر رہا ہے۔ اصل کا پسند
صاحب ہم "فصل حق" اور "اموال و مائل" جو سننے کے باوجود ان
حرفوں کے عوض پر غفلت و غلطی غالب آگئی ہے۔ یہ جماعت
اسلامی کے حق میں ہدایت و اصلاح کا وہ طرز اختیار نہیں کر رہی جو
ہماری برحق صورتیں اور طریقہ عمل کے انکشاف کیلئے ہے۔ یہ جماعت
قرآن کا لفظ "جاعت" کو طرز اختیار کر رہے ہیں جو ایک غفلت کے ذریعہ
عام اختیار کرتے ہیں۔

اس کی وجہات کیا ہیں۔ کیا وہ کسی جماعت اسلامی یا حق
ہے۔ اس کا نشانہ یہ کہ وہ کسی بدیہیہ یا بدعت کے کیا اس کے نظریات و
مقاصد میں جتنی بھی بنیادی غریبیاں پائی جاتی ہیں کہ شکی و شک
کے اس میں برابر ہی لازم و ضروری ہے۔

ان کے ساتھ یہ بیان بھی درست نہیں کہ یہ جماعت ہے کہنا
ہے کہ غفلت و غلطی اور غفلت کے لئے کہہ دینا کسی سبب سے ہے
تو اس سبب سے تو یہ سبب وہ بدعت پرندہ اور بدعت یا غفلت
و غفلت ہے جو ہم اسلام کی کثرت کو صوفیا اور لیا سے ہے اور
ہم کی خبیثات جہاں ہم ابھی بیان کرتے ہیں۔

تقریباً اس سے شروع ہوا کہ کمالیہ اور کمالیہ نے اپنے مخصوص
طریقہ و اصول و دعوت کے تحت بعض اولیاء و ائمہ پر کئی اس طرح کی
تصویریں کی جو اگرچہ سیدھے علمی انداز کی ہیں لیکن ان کا انکار اس
طرز ادب اور زیر و مرتب احرام سے بنا ہوا تھا۔ ان سے ملکر جذبات
و خیالات کو خیر کی اندر جنت و نعمت کی خبیثات نے اپنا کام شروع
کر دیا۔ جنت سے تو یہ اثر دیکھا کہ تمام محبوب ملافہ کے قوت و مصلحت
کا ہم پر شوق آنا ہی جنت سونی صدی برقی عقیدے کے ساتھ مل د
اکل نظر آئے۔ اور غفلت سے یہ اثر دیکھا کہ کمالیہ اور کمالیہ کی ایک شخص
مقام کے عزم سے علمی بھی ہو سکتی ہے۔ فتنہ پرور اور خلافت دشمنی
اولیاء و ائمہ اور سند سے لے کر ان کے علم کی ہر بات قابل
غفلت میں رہے۔

انہیں صاحبانہ دھنک نے دلی غفلت و غلطی کی نشان دہی
کے لئے تقریر و تقریر کی کہ میں شہادتیں و احکام کے سامنے آچکی ہیں۔
لیکن صرف نشانہ ہی نہیں بلکہ اس غفلت و غلطی کا حقدور وہ بھی
اس لئے ہے کہ وہ جماعت میں تاکہ اسلام خدائی وقت حضرت
کمالیہ نام کا کوئی دھنک و غفلت کے لئے خود غفلت یا دار معلوم دینے
و نہ صرف جہالت و احمقیت سے غفلت کرے یا بلکہ غفلت یا غفلت

کلیں یہ صرف اس لئے کہ کمالیہ کا نام دھنک اور غفلت کی جہالت
کہ وہ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی جہالت ہے اور جماعت اسلامی کی
کسی فرد پر کبھی پڑا جہالت ہے اور کمالیہ کے ہیں انہیں جو غفلت و غلطی
ہو لے لے تاکہ غفلت کے ذریعہ قلب ہی محسوس کر سکتے ہیں۔
حقیقت میں اگر غفلت یا ان کے کہ وہ دل و باطن پر غلط غفلت کا پورا
تسلط ہے جو تو پہلی نظر ہی وہ سمجھ لے کہ جہالت میں کمالیہ
لگا رہے ہیں۔ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی ہوتی نہیں سکتی کہ وہ
انکار بیان اور اسلوب بدعت ہے اس سے کافی پہلے لے
کا مال سے لیکر جو طرح غفلت و غلطی ہو سکتی ہے۔

کسی خطیب چمکھاری ہوتا ہے اور وہ پچھلے ہی اس میں نہ جاتے تھے۔
بصیرت و جہارت میں غلبہ و اوقات جو ملتے تھے، وہاں اس کو
وہ حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جن کا ارتکاب وہ عام ملت میں ہرگز
نہ کرتا۔ اس لیے صلح مستحکم کر کے کھل دیا اور پھر چلتی ہوئی بعض حواد
کی نگاہ سے ان کی ساری طبعیت اور بصیرت و آفاق کو ملاحظہ کر کے
یہ دوسرا دھڑک چڑھتا ہوا ہے۔ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی خاصہ سلاطی
ہے۔ جب یہ دوسرا پیدا ہو گیا تو کارگہ حواد میں توجہ کی گھر کے گھٹنے
پر کیا اور کھڑی تھی۔

فقیر اس اجمال کی سرور نہ دھوت، دلی کی مدد نہ تھی۔
کی اشاعت میں لاطفر فرماتے تھے کسی نے حضرت مولانا کا نام نہ لیا
میں نے چند سطر اس کی کتاب تحفۃ العبادت سے نقل کر کے لکھ دیا
دارالعلوم دیوبند کو بھیج دیا۔ چھ ماہ ان سطور کے گھنے دل کے
بارے میں انتظار کیا۔

خدا جانے کونسی توسل گزری تھی کہ اُن وقت میں حضرتوں کے
دفاع میں جن کے ہزاروں فتوے ملک کے گوشے گوشے کو طبع دین کی
دکھائی پہنچاتے رہے ہیں۔ اور جن کے علم عقل کی آئینہ نگار تھے
تھی ہیں۔ بات آگئی کہ پتہ ہو یہ جہارت و درود کی دانستہ
کسی پہلے کی ہے۔ میں پھر کیا تھا۔ آؤ دیکھنا آؤ۔ مندرجہ ذیل فتویٰ
صادر فرماتا ہے۔

فتویٰ نمبر ۱۰۰۰۰

”انصار علیہ السلام سامعی سے سوچیں ان کو

محرک سامعی کہنا اور ایسا زائد، اہل سنت والجماعت

کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ حرکت خطرناک بھی اور

عالمی اور ان کو ایسی قوانین کا پھانسی دینا

نقد اور اندام سید احمد علی سید۔ نائب محمدی۔ دیوبند

جواب صحیح ہے۔ لے لے لے لے والا قافریہ جب تک

وہ قحطی ایمان اور تہذیب و تمدن کے سامنے طبع

تشنہ کر رہا۔ سید احمد رضا خان

پہلے اور بعد میں

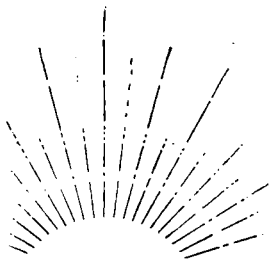
کیا ہے کہ قرآن میں مستحکم جواب مولانا علیہ السلام

کون ہو سکتا ہے؟
تاجم یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت تاجم صاحب دہلوی
صرف یہی تو کہتے ہیں کہ فتویٰ مذکور کی خطی اور حضرت مولانا
تاجم کی جہارت کی صحت و صداقت کو میرزا جعفر دہلوی سے
ماننا ضروری نہیں ہے۔ چہ بیزاری حقیقت یہ ہے کہ تاجم صاحب دہلوی
کیونکہ حضرت مولانا تاجم صاحب دہلوی کا نام نہیں لیتے کہ
گروہ جو تاجم صاحب دہلوی کا نام نہیں لیتے کہ تاجم صاحب دہلوی
دست سے جس نے اپنے خطوں میں مذکورہ فتوے کو نقل کیا ہے
نہ ایک منٹ کو بھی یہ تصور کر سکتے ہیں کہ حضرت مولانا تاجم
دہلوی کا خط ہے کہ تاجم صاحب دہلوی کی بات نقل کی ہے کہ تاجم صاحب
سراسر خلاف جو خطوں نگار کا لہجہ ہلا نہیں پھر خیال اور
فیصلہ ہے کہ خطی فتوے دینے والوں کی ہے۔ اور خطی کے کچھ بھی
نہیں سمجھتے کہ قافریہ تب مولانا تاجم صاحب کی جہارت کی
توجہ و تصویب جس حالت سے زیادہ کم نہیں۔ بلکہ اس کی حقیقت
اور بھی زیادہ ثابت و صاف ہو جاتی ہے کہ اوپر نظر اندازیت اگر
صلح نہ ہو تو صحیح معنی پر بھی خط سے غلط نظر آ سکتی ہے۔ نیز
یہ بھی ہے جس کے قلم سے مولانا تاجم صاحب دہلوی کے خط میں
خلافہ تہذیبیوں کا صدور ہو رہا ہے۔ لہذا خطی فتوے مولانا تاجم
دہلوی کا خط ہے کہ تاجم صاحب دہلوی کی منہ کی بات ہے
تھی یہ بات مسلم اور خطی ہوئی بل جائے گی کہ جہارت کے آثاروں
پر نہایت ہے۔ سراسر خلاف خط ہے۔ جو شخص یا شخص
سورج کو سب سے کم اور سورج کو کم اس کے آگے نہ ہو سکتا تھی
تہذیبیوں کے

Mar 2017

Click For More Books

ماہنامہ تجلی دیوبند
شمارہ نمبر



ایڈیٹر عامر عثمانی ماہر اربعہ

Annual No 7

1/50 „P

Copyright © 2013 by Zohaib Hasan Attari
All rights reserved. No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means, electronic, mechanical, photocopying, recording, or by any information storage or retrieval system, without prior written permission from the publisher.

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آغاز سخن

ایک کہانی، ایک حادثہ!

یہ کہادت جتنی پرانی ہے اتنی ہی درست بھی ہے کہ
”انسان خطا و گنہگار سے مرکب ہے“

کون ہے جس کے بارے میں دعویٰ کیا جاسکے کہ اسکی
پوری فرد عمل خطا و گنہگار کی چھاپے خالی ہے۔ آدمی سے
خطا ہوا اور پرچہ۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بڑے سے بڑے عالم
شیخ یا دانشور سے غلطی کی چوک ہو جاتا اس کی عظمت
کے منافی نہیں ہو سکتا۔

ہاں آدمی کے کردار و سیرت کی جانچ اس وقت
ہوتی ہے جب اسے اس کی خطا سے آگاہ کیا جائے۔ اس
وقت جو بھی رد عمل اس کی طرف سے ظاہر ہو گا اسکے آئنے
میں بیچ نظر حضرات اس کے باطن کے غمی کو دیکھ سکیں گے
اور فیصلہ کیا جائے گا کہ اس کے ضمیر اس کی صدا پسندی
اور اس کے نفس کا کیا حال ہے۔

ابھی دسمبر ۱۳۷۷ء کے آخری عشرے میں یہ حادثہ پیش
آچکا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی جناب مولانا
نہدی حسن صاحب نے کئی شخصوں کے بین کردہ استغفار پر بعض
خوارق کو کفر و ضلالت کا ٹیٹہ لٹا کر اذیادیا گمان کی صورت سے
یہ عمارتیں کھیں جناب مولانا غازی محمد طیب صاحب جنم
دارالعلوم دیوبند کی۔ بھر تو یہی آواز مائیس کی نازک گھڑی
آہ بھی جڑاڑی کے جسم سے اُڑ رہی تھی انار دی ہے زور دہ
آنے کے ساتھ آنکھ اچھڑا ہے۔

واقعہ مع حصص کے اخبارات میں آچکا ہے اور
ہندو پاک کے جریدوں میں اس پر متعدد رپورٹیں جاری ہیں

جس۔ خاص طور پر مدبر خاندان کراچی نے بہت بے بسی
اظہار خیال کیا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ تمام قارئین یہ سمجھیں
بھی اس داستانِ عبرت سے آگاہ ہی ہوں، ہندوستان
استقامت اور فتویٰ دوزخوں میں گرے اس پر کچھ عرض کرے
عرض کرتا اس نے ضروری ہے کہ اب تک کسی بھی ملک
کرنے والے نے بے لاگ انصاف کا حق ادا نہیں کیا
ایک آٹھماہ پہلے ہجرت صاحب کو واحد مجرم قرار دے ڈالا
ہے۔ دوسرا آٹھماہ پہلے وہ سراسر غلطی مفتی صاحب کو باہر
کرا لے۔ بعض لطیف اور قابل لحاظ گوشے بھی ان کی ذمہ
جائیں نہیں کر لے۔ حالانکہ ہمارے نزدیک اس شخص کا ہجرت
انگریزوں سے نہیں کہ دو بڑی ہستیاں ہیں اسے ایک نے یا
دووں نے کوئی غلطی کی۔ غلطی تو آدمیت کا زور ہے غلطی
سے ہجرتا ہونے کے دعوے اور ان کو اپنا حق و نسب فرشتوں
سے جوڑ دینا چاہیے۔ عبرت انگریز پہلے ہے کہ غلطی کے
انکشاف کے بعد متعلقہ حضرات کا کیا رد عمل رہا اور یہ
رد عمل کردار و سیرت کے کئی کئی گوشوں کی نشانی کر چکا ہے۔
پس امید ہے کہ جن حضرات نے اس قضیہ پر ملاحظہ
سے متعلق ساری تحریریں پڑھ لی ہوں گی انھیں بھی ان پر
صفحات میں کچھ نئی باتیں اور مغفرت دینے کے لیے چاہیے۔
یہ ہم تائیں کہ اتنی تاخیر سے کسی نے یہ داستان سن لی
میں دی جاری ہے یہ جبکہ کئی کی پہلی تاریخ اس ملک و
تساہل سے ملاحظہ نہیں دیکھی۔ بات یہ ہے جب یہ طرہ
ناجہ پیش آیا تو جس درجہ دھڑکن کے جذبات نے اپنے

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

استفتاء

انتہائی :- بہر حال اگر خاتیت میں حضرت حج علیہ السلام کو

بھر جو کچھ اب کھما جا رہا ہے یہ بھی اذان کے بعد ہی ہے
خود تہم صاحب دماغ طلبہ سے کافی طویل گفتگو کرنے اور ایسا
رے لینے کے بعد ہی غلم پکڑا گیا ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ
غلم پکڑنے کے بعد ہم نزوات و تنہائیات کی نیاز مند یوں سے
بالہ نر جو کہ صورت دی گئی ہے عادی ہیں جس پر چاراضہ میرا

ہے۔ الحاصل یہ انقباضات قرآن و احادیث اور جملہ مصنفین اور جملہ امت کے خلاف ہی یہ مسلمانوں کو ہرگز مسطرت کان نہ لگا جائیے، بلکہ ایسے غیبت سے اسے کانٹا بنکاٹ کرنا چاہیے جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سید محمدی جس معنی دار جملہ پروردگار

یہ استغفار اور جو آپ روزنامہ دعوتِ اولیٰ میں شائع ہوا اور ساتھ ہی یہ نذرِ امان زار بھی، یہی ہے نقاب کیا گیا کہ استغفار کے اقتضات حضرت ہم صاحب کی "اسلام اور صفائی تقدیب" کے ہیں۔

دینے چاہئے ہے تو یہ زور اور نہ تھا کہ یہ سب چندان قبل قادیانی صاحب نے بھی بھیجا تھا اور اس نے ہم صاحب کے ناک کی بندہ داری نہیں کی تھی۔ تجلی میں سب سوال جواب کی فوری اشاعت فوری ہی آسان نہیں تھی پھر اس استغفار کے بارے میں ہم نے حال لیکر حضرت فقہم صاحب کے لئے لکھ کر دینے کے بعد جواب عین گزشتہ فوری زیادہ تر سفر میں رہے اور جن دنوں دیوبند قیام رہا اور ان محکومت باہر ملو گئی۔ اس طرح یہ معاملہ ختم ہوا اور ہم ابھی فی الحقیقت ایک تقدیر ہی امر تھا۔ تقدیر مبارک ہی سے جب سطر زبیا جو کہ معنی فوری جس مسئلہ کا مسلم فقہم صاحب پر کھڑے اور انظار الایمان کے لئے عبرت ملانی فرام ہو تو چاہئے علم سے فوری جواب پر کر رکھیں صاف۔

قدرت کے کھیل فرماتے ہیں۔ سمجھو کہ بات ہے کہ دودھ کا جلا چھانکھی جھوک جھوک کر رہا ہے۔

ابھی زیادہ مدت نہیں گزری کہ سر: ادا نہ تھیں گے بغیر فوری دینے کی خراب عادت سے حضرت میرا نامہ تمام صاحب کو وادی کفر تک پہنچا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا چلے تھا کہ آئندہ ایسے حاملانِ فتوے نہ صادر کئے جائیں لیکن حضرت پیر کی کمی لوگ سے جتنے جوتے تھے۔ اپنی عظیم زہرا پر کا پر۔ اھاس اس کے بغیر حضرت معنی صاحب آج بھی ہے انصاف علی پر قائم ہیں۔ ایک اسی فیض کا مالک

حضرت سے کامل مناسب دینی گئی تھی تو اخلاقِ حاکمیت اور مقاماتِ خائیت میں بھی مخصوص مشابہت دیکھتی دیکھی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کی بارگاہِ محمدی سے بظاہر مطلقاً رشتہ وفاقاً ایسی ہی مشابہت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا آپ و بیٹوں میں ہوتی ہے۔

براہِ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدم صحت کو ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا شرعی دعویٰ "کرمی والا" ہے نہ الجماعت کے نزدیک کیا ہے؟ المستغنی

الحجاب پر

جوانی و شباب میں نسل کے ہیں ان کا قابلِ قرآن عزیزی کی آیات میں خوف کر رہا ہے، بلکہ دربرہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مصنفین و تفسیر میں تصریح کی کہ وہ جبریل علیہ السلام سے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے وہ شہید محمدی نہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ نے بھی یہ نہ سمجھا بلکہ مثل عیسیٰ عند اللہ کشل اُدھر خلفہ من تو اب ثم قال: دکن لیکن) کلمۃ اللہ صا الی مرید و روح منہ فارسلنا البیضاء و حنا فتمش لھا بشر سو یا الی قولہ تعالیٰ و قال انما انا رسول ربک لا ھب لک غلا ما نرکب ان قال ربک عولیٰ من ولنجعلہ آمین للناس الی اخر الآیات "ما کان محمد اباً احد من سراج الکرم و لکن رسول اللہ و خانہ النبیین" کے قائل تھے اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو قوتِ خسرہ سنلے آیا تھا۔ شخص مذکور محمد وہ ہیں ہے، عیسائیت قائم کیا کی روح اس کے ہم میں سرانیت کے جوہر ہے۔ وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے یعنی ابن اللہ کو معنی و ذات کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علی رؤس الشہادہ قرآن عزیز نے کی ہے۔ نیز لفظ "دی" کما اطربت انصار ی عیسیٰ من مریضہ الخدیب۔ ہاں ایک یہ شخص مذکور کی تردید کرنی

جبریل علیہ السلام ایک مہتر سوی دکان اللہ کے کی صورت میں نمایاں ہوئے۔ ان کے گریبان میں چھوٹا ماری اور وہ حاملہ ہو گئیں۔

بطور استنباط ایک علمی لطیفہ کے طور پر اس کتاب میں جو کچھ عرض کیا ہے وہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام مریم صدیقہ کے سامنے ظاہر ہوئے وقت صورت محمدی میں تھے اور بشر سوی اور کامل الخلفیت بہت جلد محمدی تھی اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فیض محمدی سے ایک تثنائی انبیت کی نسبت ہو گئی اور ان کے صحرائے و کرامات میں جو زیادہ تر صورت سازی، صورت ثنائی، صورت آہائی اور صورت نیریانی کی شان پائی جاتی ہے، یہ اسی صورت محمدی کے آثار میں جس کی تثنائی نسبت سے مسیح علیہ السلام اپنے بدر خلقت میں مستفید ہوئے۔ ظاہر ہے کہ مریم صدیقہ کے سامنے نہ حضور علیہ السلام جلوہ گر ہوئے نہ آپ کی ذات و ہاں موجود تھی۔ موجود تھے نہ صرف جبریل علیہ السلام جس پر حسب استنباط مذکورہ شبیہ محمدی چھائی ہوئی تھی تو نہ یہاں کسی واقعی یا حقیقی نسبت کا سوال پیدا ہوتا ہے نہ ثابت کا۔ صرف ایک تثنائی اور شبیہ انبیت سامنے آتی ہے جو نسبت یا اقتساب درجہ رکھتی ہے نہ کہ نسب کا۔ پس اس پر کچھ شہمی قرائن اور کچھ متقدم علماء کے کلام سے استشہاد کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ کے پیدا ہونے کے خفیہ پر اس تثنائی انبیت سے جبکہ وہ بدرجہ استنباط بھی ہونے نہ کہ بدرجہ عقیدہ کیا اثر پر سکنا ہے۔ وہ عقیدہ اپنی جگہ جو واجب الاعتقاد ہے یہ علمی لطیفہ اپنی جگہ ہے جس کا نہ ماننا ضروری ہے نہ ترک ضروری۔

مسئلہ میں پیچیدگی بقا ہر اس سے پیدا ہوئی ہے کہ میں نے شیخ عبد العزیز ابن عسلی کے کلام کو درج اہل سنت کے موقع کے کچھ جٹا ہوا تھا، اس موقع کے قریب کہہ نہ رہا تھیں کہ عیسیٰ کی کسی کی تا کہ ان کا کلام نہ تھا، اہل سنت والجماعت نہ ہے۔ اس میں بھی دقت اور نزاکت پیدا ہوئی، مگر یہ کوئی حرم کی بات نہیں کہ کسی ٹیپ کے کلام کی توجہ کر کے

ضہیں۔ اور بھی کہنے ہی تو سے دیکھتا وقت ان کے قلم سے ایسے لکھے رہے ہیں جو نہ نکلے جا سکیں، لیکن ان کی زندگی نہ کسی ایسے خطرناک نشانے پر نہیں پڑی جو ان کی دکانوں کی خدیں حرام کر دے اس لئے بات بڑھتی نہیں۔

بہر حال استفادہ اور فتویٰ آپ کے بڑھ لیا۔ اب وہ وضاحتی بیان کی خاطر فرماتے ہیں جو حضرت ہتم صاحب کی طرف سے سب جٹکا سرخز جادو کے بعد دفتر ہتم کے انچارج مولوی عبدالحی صاحب کے اخبارات میں شائع کیا ہے۔

وضاحتی بیان

اخبار دعوت، دلی مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۳۳۲ھ میں حضرت مولانا محمد طیب صاحب دہتم دارالعلوم دیوبند کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے والا ایک استفادہ اور فتویٰ شائع ہوا ہے جس کو کچھ رنگ کے مختلف حصوں سے استفسارات آنے شروع ہو گئے۔ سوالات چونکہ باختلاف عبارات یکساں تھے اس لئے اس فتوے سے پیدا شدہ غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے حضرت ہتم صاحب مدظلہ سے درج ذیل جوابات تحریر فرمائے ہیں:-

(۱) کادالقی آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے اور کہا آپ کی ان رات کا مطلب بھی یہی ہے جو حقیقتی نے آپ کی کتاب "اسم اور مغربی تہذیب" سے پیش کی ہیں۔

جواب :- خاشا اللہ حاشا نہ میرا یہ عقیدہ ہے اور نہ میری کسی عبارت کا مفہوم یا اس سے میری مراد ہے، اس باب میں میرا عقیدہ وہ ہے جو تا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا آپ کے شخص مریم عذراء کے لپٹا سے پیدا ہوئے اور وہ اس لپٹا سے تھے، ان مریم تھے۔ خزانہ کے تولد کے بارے میں بھی اپنا ہی عقیدہ ہے جو قرآن حکیم کی روشنی میں تمام اہل سنت والجماعت کا مسلک کے خلف تک جلا آرہا ہے کہ مریم پاک کے سامنے حضرت

اسے سلف کے مکتب سے بننے نہ پا جائے۔ ورنہ اس مثالی و نسبت کے لئے اور اس کی طرف تفسیر و تفسیر کی تعبیر میں کوئی عیب نہیں ہے اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے خلاف ہے بلکہ اس کی تفسیر اور بھی تفسیر کے کلاموں میں ملتی ہیں تاہم پھر بھی یہ کوئی اصرار کے قابل بات نہیں اس کا رد اور قبول میرے نزدیک دونوں برابر ہیں۔

سوال ۲۰: کیا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے ایک وقت دو خاتم مانتے ہیں جو معنی علیہ السلام کو اپنی کتاب میں خاتم تسلیم کر رہے ہیں۔

جواب:۔ عہد اقدس ہے دو خاتمیں کا ذکر اسی آپ کی اس تحریر سے پیشتر بھی ماضیہ خیال میں بھی نہیں گذرا ہے جانتے اس غلط عمل کو کتاب کا موضوع بنا کر پیش کیا جاتا۔ اس کتاب کی کلی جہارت کا نہ یہ مفہوم ہے اور نہ میری مراد ہے یہ قصہ وہ معنی علیہ السلام کو اسراہیلی سلسلہ کے پیغمبروں کا خاتم کہا گیا ہے اس سے نہ تو حضور کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے نہ دو متوازی خاتم ثابت ہوتے ہیں۔

حقیقی معنی میں خاتم الانبیاء و مرصوف حضور کی ذات اقدس سے۔ آپ زمانی خاتم ہو گئے ہیں۔ منصب و مقام کے لحاظ سے بھی خاتم ہیں اعدائے کے لحاظ سے بھی خاتم ہیں۔ اس لئے خاتم النبیین کے لفظ کا جب اطلاق کیا جائے گا تو صرف آپ ہی کی ذات مراد ہوگی جیسا کہ میں نے اپنے ایک رسالہ خاتم النبیین میں اس کو کافی حلق اور مزید طریق پر واضح کیا ہے۔ معنی علیہ السلام اگر اسراہیلی سلسلہ کے خاتم ہیں تو وہ صراطی ختم ہوئے ہیں کہ ان پر خاتم النبیین کا اطلاق مجسم ہوا ورنہ اس سے حضور کی ختم نبوت پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے کہ دو متوازی خاتموں کا سوال کھڑا کیا جائے۔

بہر حال قرآن کریم نے جب ہر قوم اور ہر امت کے لئے ہادی و نذیر اور رسول تسلیم کئے ہیں اور قوموں کی ابتداء بھی جوتی ہے اور انتہا بھی جس سے ان اقوام میں نبیوں کا آغاز بھی ہوا ہے اور اختتام بھی۔ اسی طرح اور یہ سوال کے سلسلے میں سب سے آخری پیغمبر کو اس لئے سب کا خاتم کہا جاتا

تو اس سے حقیقی خاتم النبیین کے منصب کا ختم پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ ان کو خاتم کہا گیا ایک اضافی اور نسبتی بات ہوگی اور حضور کو خاتم کہا گیا حقیقی اور مطلق بات ہوگی جس سے عہد اقدس ختم نبوت کے انکار کا شاخسانہ نکلا ہو سکتا ہے اور نہ دو متوازی خاتموں کا حوالہ ہی پیدا کیا جاسکتا ہے۔ مولانا محمد عبدالحی صاحب انجارج: فتراجم دارالعلوم دیوبند حکم شہیدی علیہ السلام

تھیک اسی وقت وہ فتویٰ بھی پریس میں آیا جس کے بارے میں ہم بت چکے ہیں کہ مفتی محمدی جس کے رجوع سے اس پر کوئی اثر نہ پڑا اس کی اس کی سوسلی ٹیکسٹس تھے۔ اس فتوے کے مرتب نامہ مفتی مولانا جلیل الرحمان صاحب ہیں اور اس پر مفتی محمود احمد صاحب اور دارالعلوم کے تمام مشائخ ان کے دستخط ثبت کرانے گئے ہیں۔ اس میں مفتی سے بتایا گیا ہے کہ ختم صاحب کی جن جہادوں پر اعتراض کیا جا رہا ہے وہ اعتراض سے بالاتر ہیں۔

الہامی اسے ہم بعد میں کر دیے۔ ابھی آپ شاندار رجوع بھی ملاحظہ فرمائیں جو اسی جہاد جہاد کے دور میں مفتی محمدی جس صاحب کی طرف سے شائع ہوا اور اس کے آخر سے مستند کاخود شہانہ پرائیوٹ پریس میں چھپ گیا۔

لطف یہ ہے کہ رجوع پر آمادی ظاہر کے بغیر حضرت مفتی صاحب انہی دنوں اپنے وطن چلے گئے تھے اور ان سے حضرت مجتبیٰ صاحب کو خط لکھا تھا اس میں بھی کم و بیش یہ الفاظ ضرور موجود تھے کہ رجوع مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے دایات و خصوصیات اثر ہوتی ہیں۔

اس کے بعد خدا ہی بہتر جانتے ہیں کیا میں آؤ اور اسے مفتی صاحب کے قلب میں رجوع کا خیال ڈال دیا کہ چند ہی روز بعد مجھے (بات خارجہ جو سب سے) میں مندرجہ اطلاق و مفتی صاحب کی طرف سے شائع ہوتی ہے۔

نقل مطابقی اصیل

ملاحظہ ہو۔

ہے اور قتل بھی لیکن ظاہر ہے کہ جو ملک خوش میں نہ ہو کہ جو ملک کا فیصلہ سادہ گاہ عالم داخلی ہی تھا جتنا سنا جرم کے مطابق ہونی چاہئے۔ کفر کا توئی ہے اور بیخ صداور کردیہا لکن اقتصادات میں کفر صریح موجود نہیں ہے داخلی کا شاہکار ہے۔ گمراہی باتوں پر خوش میں آجاتا یا جیسی کی محبت کے ساتھ اہل کے چپے چپے جو بھی شریک کار ہو جاتیں تو خیر سے زیادہ مشرک و کافر بن جاتا۔ حضرت علی صاحب علیہ السلام نے تو شریعت کے حکم میں انھیں دیکھ کر خندہ شنی صفا کا صفا کھا یا جاسکتا ہے لیکن کج خلقی جن کی عقل و صورت اور لباس و صیغہ کا جزو لازم نہیں ہے۔ ہم متفقین گوشتوں کی تشنگی ہی کر رہے ہیں یہ اذیت کیا جاسکتا کہ مدوح کے اخلاق علیہ کن منازل میں ہیں۔

نشان و تشہید بیان کی جا رہی ہے اور یہ بھی کہ باب اللہ کو نہیں بلکہ ایک انسان کو بنا یا جا رہا ہے جو اگر مرید ہے بڑا پیغمبر ہے مگر ہر نوع بشری ہے اور کسی بیٹے کا پیدائش کی صلاحیت اس میں موجود ہے۔ بڑی سے بڑی بات جو ان جہنم کے باب میں کہی جاسکتی تھی یہ بھی کہ ان کا مصنف حالات کی تارک و اولوں میں بھٹک گیا ہے اور اندیشہ ہے کہ بہت عارفین کو بھی بھٹکا جائے گا۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے نکات قابل رد ہیں اگر وہ کہیں جرم و گناہ ہیں۔

الفاظ کچھ بھی ہوئے اور تشنابی غصہ میں صاحب ظاہر فرمائے لیکن سلطان پر کفر و الحاد کا فتویٰ آخری فتویٰ ہے۔ عدالت کسی قتل کے ملزم کو کچھ انصاف کی سزا اسی وقت دیتی ہے جب ثبوت و شہادت شہ سے بالاتر ہو اور کوئی گناہ جس بری کسب کی باقی نہ رہ جائے۔ ذرا اسی بھی خامی رہ جانے پر وہ نشانہ ملی سزا پر آگیا کرتی ہے کہ کوئی کچھ بھی نہیں سنا تو آخری سزا ہے جسے فوق و یقین ہی کی حالت میں نافذ کیا جاسکتا ہے۔ بیشک اسی طرح مفتی صاحب کو تو اذن تعدیل اور حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیے تھا۔

دیوبند میں یقین ہے کہ قصہ کے نیچے دین کی محبت اور کفر و الحاد کی نفرت ہی کا فرق ہے مفتی صاحب نے کچھ کہا کہ جو نہ ہو یہ عبارتیں کسی مشورے جوئے بدعتی یا فطریاتی کی ہیں گی۔ کفر اور شیطان زدہ لوگ آج بھی عیسائی فتنہ سلائی کر رہے ہیں ان کا تقاضا تو یہ ہے کہ باطل و فاسد عادی اور عدم نکات کی تحقیر سے تردید و توبہ کی جائے مفتی صاحب کا جو شش اور غصہ خاص نفسانیت کا پیرا کردہ نہیں بلکہ اصول و جذبہ حق پرستی ہی سے جزا ہوا تھا کہ صرف جذبہ اور خوشی ہی دنیا میں سب کچھ نہیں اس کے ساتھ ہر بار ہی فتنہ تو اذن اور دور اندیشی بھی ہونی چاہیے مفتی صاحب نے اگر مفتی سے صاحب اقتصاد اور کتاب وغیرہ کا حال دریافت کرنا ضروری نہیں تھا صاحب بھی غصہ مند اور دماغ سے اقتصادات کے ایک ایک لفظ پر غور کرنا اور یہ دیکھ کر "نزدہی تھا کہ جرم کس دہے کاسے۔ جرم جو رہی تھی

افلا بھی ہم صاحب کی خدمت میں عرض کر کے کہ جناب کا زیر بحث لطیفہ بے شہ کفر و الحاد نہیں ہے گویا بے ضرر اور پاکیزہ بھی نہیں ہے کہ اس کی مفاد انگریزی کا آئنا ہمارے خیر مظاہرہ ملنے آجائے کے بعد بھی آپ اسکی ابحاث پر اصرار کرتے جاتیں۔

علی پہلو سے اس پر یہ اعتراض ہے کہ آپ اپنے اعتراض ہی کے مطابق بیان و نقطہ ایک لطیفہ کر رہے ہیں مگر سچ میں ملے آئے ہیں شریعت کو ادبات کہی ہے اسلی نماز میں کو بیٹھے اور حقیقت کے سامنے کوئی واضح امتیاز باقی نہیں رہ گیا ہے۔

مفتی جن مطلق کی عظمت اپنی جگہ تسلیم لیکن یہ کہ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ ان کی تمام تصویروں میں اصل و باقوت کے ساتھ کوڑا بکڑا بھی ہے اور علوم و معارف کے پہلو پہ پہلو خامیاں بھی باقی جاتی ہیں۔ اسی صورت میں کی سنی سبوں کو میران تنقید میں تو لے بغیر سے لے لایا کم سے کم آپ جیسے علم و فضل والے کے نمایاں شان میں ہے آپ کی روئے شکر سے امت بے غبار جالوں کی امید رکھتی ہے۔

کتاب میں آپ کے صراحتاً یہ الفاظ لکھے تھے جی ہیں کہ بھونک
گویا بمنزلہ نطفہ کے ہے۔ ہم نہیں جانتے حضرت مریم جیسی
حیفہ کے سلسلے میں کی یا اللہ امی پرستہ آن گویا دے
وہ اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا آپ کے دل نے کیسے
گوارا کر لیا حالانکہ وجدان اس پر طغلا اٹھانے لگا۔ انا کہ آ
آپ تفسیر و تخیل کی کر رہے ہیں مگر الفاظ کی ظاہر شکل بھی اپنا
ایک اثر رکھتی ہے۔ ہر شخص بہت آسانی سے بتا دیتا ہے
کہ میں فلاں ماں باپ کا بیٹا ہوں لیکن یہ وہ کسی نہ کہے گا
کہ میں فلاں مرد و زن کی صحبت کا بوجھ ہوں۔ حالانکہ معنوی
فرق دونوں باتوں میں قطعاً نہیں، لیکن الفاظ بدلے جتے
ہیں۔ کچھ ایسا ہی معاملہ آنجناب کے لئے ہے کہ اگرچہ زود نفا
تخیل تفسیر پر ہے مگر الفاظ جنسیت کا رنگ دیتے ہوئے
ہیں جو حضرت مریم جیسی حیفہ کے ذکر و بیان میں ذوقِ سلیم
پر نہایت گراں گذرے ہیں۔

علامہ ازہر جبریل کا حضور کی شکل میں آنا تو ولادت
میں ہی کے ساتھ اسی طرح کوئی ربط نہیں رکھتا جس طرح جبریل کا
ذکر کئی جہ کی شکل میں آنا ملکوت یا مسمی سے کوئی ربط نہیں
رکھتا مگر بھونک مارنا بہر حال ربط رکھتا ہے لہذا اول درجے
کا تمثالی باپ جبریل کو قرار دینے بھر نہیں حضور تک پہنچتے
پہنچے گی۔ بلکہ شاید پہنچے ہی گی نہیں، کیونکہ ایک بچے کے دو
باپ تو شاید کوئی بھی پسند نہ کرے گا۔

یہ بات بھی نظر انداز نہ فرمائیے کہ قرآن نے نبی موعی
کے الفاظ فرمائے ہیں یعنی حضرت جبریل ایک ایسے بشر
کی شکل میں آئے جو جسمانی عیوب سے پاک تھا۔ زیادہ سے زیادہ
علامہ شبیر احمد عثمانی کی تفسیر کے مطابق یوں کہہ لیجئے کہ قرآن
دو مرد انسان کی شکل میں آئے۔ اگر فرض کر لیں کہ وہ شکل
محمدی ہی تھی تب بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسے غیر
معنوی اہمیت دیکر نکالت کی راہ ہوا اور نہ راست نہیں
ہے مگر چھ مہر اہمیت ہوئی تو قرآن خود جانتا ہے کہ
جبریل محمدی شکل میں آئے۔ نہ تا نا دلالت کرتا ہے کہ
نقصان سے بے ضرر رہا ہے۔ اگر تمثالی نسبت عند اللہ بھی

مفسرین کی طرح صواباً بھی تصور نہ کرے گا کہ نہیں ہیں۔
شیخ خود اسی نامی اگر ایک شورش مچھوڑے جس تو کی ضروری
ہے کہ آپ جیسا معقولیت پسند اسے سلیجے میں ڈھلے کی
سسی مسمراتے۔

آپ کے لطیف کی بنیاد اس پر ہے کہ حضرت جبریل حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آئے تھے۔ ہم عرض کیے ہیں۔
بیاد ہی مضبوط نہیں۔ درجہ یقین تک پہنچانے والی کوئی دلیل
اس پر نہیں پائی جاتی۔ پھر ان میں کہ ایسا ہوا ہی تھا تو
حاج کو معلوم ہے کہ چارہ صورت کی خدمت میں جبریل نے میر
ہجرت کی شکل میں متعدد بار آئے ہیں۔ تخیل اگر لطافت کے
اختیار و مسابقت کے لئے موزوں ہو سکتا ہے تو کیا اسلاف
میں سے کسی مستند عالم شیخ نے ایسا ہی کوئی کلمہ و جملہ کبھی
در صورت کی نسبت کے بارے میں بھی پیدا کیا ہے؟ کیا کوئی
کہہ سکتا ہے کہ جبریل وہ کلمہ کی شکل میں آئے اس لئے
وہ کلمہ جیسی حضرت کے معنی استاد ہیں یا ان کے بشری وجود
کی ملکوتیت سے کوئی تفسیر رابطہ ہے؟

ہائے علم کی حد تک کسی نے یہ بحث نہیں پیدا کی ہے
حضرت مسمی کے سلسلے میں اس کی کیسے گمان شکل سکتی ہے؟
علامہ ازہر یہ عجیب بات ہے کہ جبریل حضور کی شکل میں آئے
تو اس جذبے کے شکل کو تو آپ حضور کے لئے قتالی والد
کے لئے کافی سمجھ لیا لیکن جو جبریل بھونک مار رہے تھے
انھیں والد قرار نہیں دیا۔ علامہ کہ منطبق تو یہ کہتی ہے کہ قتالی
والدیت جبریل میں نسبتاً زیادہ پائی جا رہی ہے۔ مثل کے
طور پر یہ کہہ لیجئے جس نے کر کا بھیس بدل کر کلمہ کی گولی مار
دی۔ تو کیا یہ کہنا صحیح نہیں کہ مقتالی قاتل کہہ دے اور
اور نہ یہ یو قاتل ہی نہیں ہے کہ اس نے کر کا میک اپ
کر رکھا تھا۔ ظاہر ہے اگر آپ کسی جنسیت اور رشتہ کا قاتل
کر کو بھی قرار دینے لگیں گے تو یہ بہر حال ضروری ہو گا کہ اس
قاتل نہ ہی کو مسمی۔

آپ کا کہنا ہے کہ جبریل کے بھونک مارنے کے
عمل کو آپ سزا مرتب فرما دے رہے ہیں۔ جانتے ہیں

کے ظلی اور برزوی اور ذیلی جو نے میں کیا اسکی رہا باقی رہ
جب آئے۔

حاصل یہ کہ یہ کتنے کسی طرح اس لائق نہیں کہ حضرت
ہشتم جیسا معقولیت پسند اور قسیم دہی کی عالم اس ہوئے۔
ہم یہ ادب منورہ میں کرتے ہیں کہ کئی کے جیسا کہ میں سے
اسے خارج کر دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ منورہ
ضرور قبول کیا جائے گا۔ دینی عاقبتہ الامور۔

اب ذرا مفتی صاحب کے احوال پر نظر کیا جائے۔
فتویٰ انھوں نے جو کچھ یہ اس کے مرقعہ مطبوعہ پر لکھا تو ابھی
ہم ایضاً لکھیں گے۔ مرید خانی اس کی یہ ہے کہ زبان قریب
کی مستعمل نہیں کی گئی۔ مگر صریح برزوی صریح غلط و غصب
کچھ میں آئے مگر محض تحقیر کے کسی عبارت کی طرف توجہ
بدترین ملحدانہ مقاصد غریب کر کے منصفہ محمد فہم سے بالاتر
ہے یہ مغلوب القضا اور منصب افتاء میں کوئی ربط نہیں۔
مفتی کو ایک سچ کی طرح جذبات سے بلند ہو کر شریعت کے
احکام بیان کرنے چاہئیں۔ اسے مشکل نادرہ انداز سے کے
سہا ہے آگ برسانا تو نہیں دیتا۔

خیر تو یہی تو جیسا تھا تھا۔ کمال رجوع میں کیا گیا ہے
ایک بھونڈی سی کماوت ہے کہ کھار پر تو میں مرقعہ
کے کان اٹھ دیتے اس کی بہتری مثال یہ رجوع ہے کھلی
بات ہے کہ رجوع صرف اور صرف اس کے کیا گیا ہے کہ
بہتر سے نہ شائد وہ ہم صاحب ہو گئے جس کے براہ تمام
چلنے والی درمگاہ میں مفتی صاحب برسر درمگاہ میں۔ ایک
سراوڑی معقول خیال و رجوع کی موجود نہیں، تو کہ ہم صاحب کے
ایہ توضیحات میں اپنے کئے کو چوں کا توں دیکھ لے اور اسی
خیال پر تردد ہمے جو مفتی صاحب کی دانست میں میرے
سرے کا کفر و الحاد تھا۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ اختیارات
میں کوئی ابہام رہا ہو جو تو صبح کے بعد دور ہو گیا اور افتاء
مراحتہ بتا دے کہ حضرت مفتی اور محمد علی احمد علیہ السلام
کے مابین دعویٰ حقیقی اہمیت والدہ میر کا نہیں کہ حاکم ہے

کوئی چیز چوتی تو اس کی طرہ لطیف اشارہ کر کے کہتے قرآن
جائے بشی سوئی کے حضور کا نام لے دیتا۔ آخر میں ایسے
نکسے نکالے جاتیں جو خدا سے تعالیٰ کی حکمت و لافحت سے
منصاف ہیں اور آخر تحصیل حاصل کے سوا کچھ نہیں۔ ہمارے
انصاف رائے میں جن بزرگوں نے حضور کی تعلیم تفصیل میں
مکرر روایات پر اعتماد کیا ہے اور سورج کو روڑوں نہایت
کرنے کے خیالی بلند پر زانووں سے کام لیا ہے انھوں
نے دن کو فائدہ سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ مرقعہ جاتی
کی شواہد القیوت اس کی نمایاں مثال ہے۔ کسی شخصے
لکھے تو جان کو اسے بڑھواد دیکھئے علمائے سلف کی بصیرت
اور روایات کی تقدیس سے اس کا اعتماد اٹھ جائے گا۔
ہمارا یہ دور تو خاص طور پر اس کا متقاضی ہے کہ روایت
پرستی اور کتہہ سنجی میں ایسی ہی احتیاط ملحوظ رکھی جائے
جیسی دیکھنے میں بعض حلال و طیب خداؤں اور
پھلوں کے استعمال میں رکھی جاتی ہے۔

یہ علمی و منطقی ترخ ہو۔ اثرات و نتائج کے اعتبار سے
دیکھئے تب بھی اس کے کا فائدہ نقصان سے کہے۔ اس
کے حضور کی عظمت ہی لوگ مابین گے جو پہلے ہی سے
انھیں عظیم مان رہے ہیں لیکن گمراہی ان سادہ لوحوں کے
میں آسے گی جو نہ ان کی صریح و حکم اطلاع پر نہایت
سادگی اور اطمینان کے ساتھ حضرت مفتی کو بغیر اب کا
مربوطہ سمجھ رہے تھے۔ ان کی سادگی اور اطمینان میں اس
لطیفے سے جو کچھ لگ سکتی ہے۔ گویا فائدہ کے کی شکل تو
تحصیل حاصل کے سوا کچھ نہیں مگر نقصان کی شکل میں نہی
فساد بالکل نقد ہے۔

صاحب داران سے مجاہد پر اشارہ کیا ہے کہ کتہہ
کچھ یہ یہ اسلوب نہ رہا ہوں بدھویوں اور مشرکوں تک
کے کتہہ کفر کرے۔ نادانوں نے بھی وہی طرہ اور ردی
سے کتہے کمال کر کفر و بدعت کا آئینہ خانہ بن کر کیا۔
مسئلہ: اہل بیت اور نسبی اہمیت اگر کوئی شے ہے تو نبوت

تو یہ ہے کہ جس لاپرواہی اور جلد بازی کا ارتکاب خود موصوف سے ہوئے اس کا باور گناہ وہ خواہ خواہ مسائل کے سر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ عمل ایسے لوگوں کا نہیں ہو سکتا جن کا ضمیر زندہ 'دل بیدار اور روح عدل و دیانت کی گردیدہ ہو۔

اور سنئے۔ مسائل دہلیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ انھوں نے کبھی نہیں کہا کہ میں جماعت اسلامی کا ممبر ہوں۔ میں فیض تو ان کا ہے کہ مفتی صاحب کا کارنامہ جماعت اسلامی کے ایجاد دعوت میں جیسے پیچیدہ اسی سے مفتی صاحب نے یہ فیصلہ فرما کر وہ جماعت اسلامی کے رکن ہیں۔ جماعت اسلامی سے موصوف کی کہ کوئی راز نہیں۔ وہ شیعہ شوق سے یہ فتویٰ دیا کرتے ہیں کہ جماعت اسلامی والوں کے لیے نماز جائز نہیں۔ خیر بڑے جماعت اسلامی والوں کے لئے تو جنت کے مرتبہ دانے بند ہیں لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا اخلاقی اصول بھی جماعت اسلامی والوں کے لئے کسی نئے قرآن و حدیث سے اخذ کئے جانے چاہئیں؟ اگر نہیں تو پھر اسے بے ایمانی کو کہے گا کہ ایک شخص مصنف کا نام بتاتے بغیر کچھ اقتباسات میں دہلی میں کر دیتا ہے اور اتنی تفصیل سے پیش کر لے کہ مصنف کی مراد پورے طور پر مدلل و واضح ہو جاتے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ مسائل کو اس کی مرضی شناسی کی داد ملنی چاہئے تھی۔ مسائل نے اندازہ نہ لگایا تھا کہ اس وقت جو بزرگ دارالعلوم کی مسند افتاء کے صدر نشین ہیں وہ جبر سے دیکھ کر فتوے دینے والوں میں ہیں۔ اور یہ بھی اندازہ نہ لگایا تھا کہ ایک بار شوکر کھلنے کے بعد بھی ان کی جلد بازی رنگ لاکر رہے گی۔ وہی چوہا مفتی صاحب کے آؤ دیکھا نہ آؤ اور لگا دی جو استامیٹ کے ٹپتے ہیں آگ۔ اب اپنی غفلت اور جلد بازی کا یہاں غریب باقی بر نکال رہے ہیں۔ کوئی انصاف کرے کہ جس عدالت میں ملزم کا حسب نسب اور جرمہ جرمہ دیکھ کر فیصلے دیتے جلتے ہیں وہ ان کی ملزم کو برقعہ تینا کرے جانے والا ہے ایمان بکھولتے گا یا قابل جسم؟ مسائل جانتا تھا کہ ہم صاحب کا نام اگر اس نے لکھ دیا تو مفتی صاحب فتویٰ دینے کے عوض قصیدہ مدح لکھ بھیجے گئے

بلکہ بات غفلت و تشبہ کی ہے۔ توضیح میں ہم صاحب کے اسی کو کھول کر بیان کر دیا۔ پھر کچھ تجاویز بھی کہ مفتی صاحب کا جرمہ جرمہ کھردرا لگا دیا اس کے بدلہ جانا۔ ادنیٰ رب کے بغیر واضح ہے کہ رجوع کا فعل حدیث سے پرستی سے قطعاً نہیں۔ تاہم اسے جسے صاحب منصب کے بطور پر توقع کی جا سکتی تھی کہ جو تصور مراد ہو چکے اس کی لیا بونی میں وہ دانشور ہی جیسی ہنرمندی کا ثبوت دے گئے اور اپنی کمزوری پر خوبصورت مداخلات چڑھا سکیں گے مگر وہاں حسرتا کہ رجوع استناد غایتیں سنایا جس پر معمولی علم عقل کے لوگ بھی مطمئن نہ ہو سکیں گے اور موصوف کی دیانت و تقویٰ کے بارے میں بہت بُری رائے قائم کی جلتے گی۔

لطیفہ دیکھ کر رجوع میں مسائل کی دیانت کا نام نہ لیتے ہیں۔ پھر یہی دوسرا دیا جا رہا ہے کہ وہ جلتے مفتی صاحب کے پوچھنے کے خود صاحب کتاب کے مقصود معین کر آئے۔ کوئی پوچھے یہ فراموش نہیں ہو چکے والوں ہی کے ذمے ہیں تو حضرت مفتی صاحب کس بات کی خواہ پار ہے ہیں؟ مزید لطیفہ یہ کہ مفتی صاحب کی فتاویٰ کے مطابق ان کا مگر اہم فتویٰ بل جلتے کے بعد بھی مسائل کے لئے ضرور ہے تھا کہ صاحب کتاب کے دانداری کے ساتھ مقصود مراد کی وضاحت طلب کرنا۔

کسی مصنف کے زیر تاہم جو استاذ مفتی کر گزرا ہے یہی بات ہے کہ ان نصیحتوں کے کوئی معنی اس وقت تو تصور ہو چکے تھے جب ہم صاحب کی وضاحت کردہ مراد اقتباسات والی مراد سے مختلف ہوئی لیکن جب بدامنه ایسا نہیں ہے تو آخر کوئی وہ بھی مراد ہے جسے مفتی صاحب کا فتویٰ پالنے کے بعد بھی مسائل تاہم صاحب کے پوچھنے کی زحمت اٹھانا۔

اور مسائل بجا رہا تو مفتی صاحب کے خیال میں مارے بہت خواہ ملے کہ انے کا دوسرا حکم خود موصوف کا لفظ اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا کہ استغفار پڑھیں اور خوشے سے ڈالیں حالانکہ ایک ٹوکریلے کھا بھی چکے ہیں اور اس کا اجمالی تذکرہ میرے اس رجوع میں بھی موجود ہے۔

القصہ: رجوع قارئین کے سامنے ہے۔ اس کا جس مسئلہ قطعی طور پر اس کے سر پر نہیں ہے کہ چونکہ عبادتیں جنہم صاحب کی تکلیف اس لئے سجدہ پہنچ کر کیا گیا۔ معاملہ کسی اور کا ہوتا تو مفتی صاحب کے کانوں پر چرنے کی نہ ہو سکتی۔ کاش موصوف مولانا اشرف علی تھیں بزرگوں کی روش اختیار کر سکتے کہ جب بھی اپنے کسی قصور سے مطلع ہوتے بلا تکلف اعلان فرما دیا کہ مجھے سے قطعی ہوئی۔ انانیت کے اسخ پیچہ مشیت کی یاد میں اور مصنوعی وقار کی منفع سازی ان میں نہ تھی۔ مفتی صاحب کو بس اتنا ہی اعلان کر دینا تھا کہ بھائیو! مجھے سے بھولی ہوئی۔ میں نے تمہارا حق کیا۔ باتیں کوئی ایسا ویسا آدمی کر رہا ہے۔ مگر یہ حضرت جنہم صاحب کی تکلیف! لہذا فتویٰ جو طحا اور رجوع ہوتی۔ اس پر کچھ لوگ یہ کہہ سکتے تھے کہ مفتی صاحب سے بڑی حکمت تھی۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ان کے جذبہ عدل کا دورق بالکل کور ہے۔ بڑی کا الزام آنا بھی ایک نہیں کہ بڑی فتویٰ کی بالکل ہی نفی کر دے۔ بلکہ اس پر ترس بھی کھا یا جاسکتا تھا۔ لیکن بحالت موجودہ یہ الزام بھی قائم اور ترس کی بھی کوئی گنجائش نہیں کہ اپنے قصور کو دوسروں کے سر پر بٹھانے والے ظالموں پر کسی کو رحم نہیں آتا

آئیے کچھ ذکر قبل اس اضطرابی فتوے کا بھی ہو جائے جو بڑے مفتی صاحب کے رجوع سے قبل کا ہر اساتذہ نے اپنے دستخطوں سے مزین کر کے نکالا ہے۔ اسے نقل ہم اس لئے نہیں کرتے کہ ملکہ بر باد ہوگی۔ اس کے رتبہ نائب مفتی جانب جمیل الرحمن صاحب میں جو بڑے سخیہ اور فہم بزرگ ہیں۔ ان سے ہماری خاصی رسم دواہ ہے اور وقت بے وقت ہم ان سے بعض مسائل میں بھی رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں جو کہتے۔ ایسی صورت میں اگر ہم برملا یہ کہہ دیں کہ اس شخص کی ترغیب میں انھوں نے بھی برائی کی ہے تو اس شخص کی ترغیب میں کیا ہے تو اسے شاید طوطا جی اور کس کئی میں خطا آئے گی۔ مفتی تفسار دیا جائے گا بلکہ تنک حرامی بھی کہا جاسکتا ہے اگرچہ اس کا تنک حلال و حرام کے دائرے میں آسکتا ہو۔

لیکن اس لئے اس قلم کے ہاتھوں ہم بھی مجبور ہیں جو فقہانہ قوانین اور چروں کا لحاظ کرتے بغیر عدل و صداقت ہی کے خطا مستویہ پر گردش کر رہے۔

پہلے کہ فرما نائب مفتی جسٹ اس اعتبار سے طائر داد کے سختی ہیں کہ انھوں نے خاتل امر میں چل سے چل کر پھرتا ہے۔ لیکن سچی چوک۔ ان سے ہر حال چوٹی کو بس ایک ہی طرح پر چل گئے۔ حالانکہ فتویٰ کفر کی بجائے بد کہتے تھے وہ بھی بات بھی ان کے ساتھ کہہ سکتے تھے کہ اے نکات و نکات خطرناک ضرور ہیں انھیں طاقی لیاں ہی پر رکھ دیا جائے تو دین و ملت کے حق میں بہتر ہوگا۔

تغیب اس پر چوتھے کہ ان کا جہاد صاحب کے بقول کا ہر اساتذہ نے دستخط پورے فکر و خور کے بعد کئے ہیں مگر یہ سامنے کی بات انھیں بھی محسوس نہ ہو سکی کہ جنہم صاحب کے اقتباسات کو قطعاً غبار اور بے خطر رنگ سے صورت میں اس فتوے کی حیثیت ڈال دے زیادہ کچھ۔ چینی۔ لوگ اب سامنے سادہ لوح نہیں رہے کہ سماجی اور نالک میں تیار نہ کر سکیں۔ پھر قہر ہے کہ سامنے کو مٹھوں کو نہ کی چودش شے مفتی صاحب اقتدار فرمائی تھی یہ بھرتی مراد اس "اجماعی" فتوے میں بھی موجود ہے۔ گویا دنیا کو بغیر کسی پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ اب انصاف کرنے والا دارالعلوم کے احاطے میں اب کوئی باقی نہیں۔

نور علی زور یہ ہے کہ ان کا جہاد صاحب اپنے نوٹ میں یہ الفاظ بھی رقم کئے ہیں:-

"وہیں امید ہے کہ شیعہ حنفیوں کی قطع نفی اس فتوے کی اشاعت کے بعد دور دور ہو جائے گی۔"

والجہدہ امر جزوی علیہ

گویا جن بڑے مفتی صاحب کے غیر غلط اور عبادت فتویٰ دیگر غلط فیصوں کی رقم بڑی کی ہے ان سے تو حلت کرنا کوئی تعرض نہیں۔ ان کی ستم ظریفی کی طرف اشارہ بھی اس اضطرابی فتوے میں نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ستم ہے ان خیر عوام کی طرف جو ستم ظریفی کا شکار ہو گئے ہیں

کھوار کا اندازہ کرنے کے لئے کسی ہی چھوٹی چھوٹی باتیں سوچ
لائٹ کا کا ادنیٰ ہیں۔

یہ تمام کہانی قارئین کو جو بھی تاثر دے ہمارے نزدیک
اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ علماء کے فتاویٰ کا وقار
بڑی طرح مجروح ہوا ہے۔ ایک اتنی بڑی دینی درس گاہ سے
بار بار ایسے غلط فتوے نکلے رہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ آئندہ
جہاں کسی بھی فتوے پر مجروح ہو سڑک کی حالت اور ہم جب کسی حقیقی
مرد پر بھی ارتداد کا فتویٰ لگائیں تو لوگ حقاقت سے منہ سر
کھیں۔ ان محضوں کے فتووں کا کیا اعتبار ہے یہ وہی لوہیں جو
اپنے شیخ مولانا مولوی احمد ایسے محرم مولانا محمد طیب پر
غلط طور پر کفر و الحاد کے فتوے لگا چکے ہیں۔ یا حسرتاً کہ دینی
افتدائیں جو نے کے بعد علماء کے پاس فقط ہی ایک سرمایہ تو
باقی رہ گیا تھا جسے فتویٰ کہتے ہیں اب اس میں بھی گھٹنا جا
رہا ہے اور ہم بد نصیب اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے نابیت میں
کیلیں ٹھوٹھوٹکی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اس آخری بات پر ہم اپنی زبان بند کرتے ہیں کہ اظہار
خیال میں ہمارے قلم سے اگر کوئی غلط بات نکلے چوتھ حضرت محترم
صاحب اور حضرت کفایتی صاحب۔ دونوں بزرگوں کے لئے ہماری
صفحات حاضر ہیں وہ اپنے قلم گوہر قلم سے ہماری اصلاح
بلکہ گوشمالی تک کر سکتے ہیں۔ نیز نائب کفایتی صاحب یا انجیل
صاحب کچھ لکھنا چاہیں تب بھی میں اشاعت میں عمل نہ ہوگا۔
(عامر عثمانی)

ابن ابی ہے جیسے جنوں کی ایک قسم قائل کو تو نظیر انداز
دے مگر عقولوں کو اپنی مسجانی کا قائل کرنے کیلئے قبرستان
میں دھنڈا کر لیتے۔

قابل ذکر ایک اور شے یہ بھی ہے جو اگر غیر متعلق سا
ہے مگر ہمارے سرب ذکر: اردکا ایک گوشہ اس سے بھی روٹی
میں آتا ہے۔ وہ ہے کہ اس ہندو ارجن جی منوے کا نوٹ
لکھ کر محترم انجیل صاحب نے اپنے نام انامی کے ساتھ "مولانا"
بھی لکھ کر فرمایا ہے۔ بظاہر تو یہ بریکٹ داخلہ و عدالتی میں
ہے جس سے مجھے دالہ یہ قیاس کرے گا کہ یہ لفظ انجیلوں
سے اپنے طور پر ڈھار دیا ہے مگر یہ مست کندہ حقیقت اسکے
سوا کچھ نہیں کہ اس کی نوعیت "تعلیم خود ہی کی ہے۔

فرس بجئے آپ بغیر نبوت کے یہ سانسے کو تیار نہ ہوں
کہ عامر عثمانی محترم کہتا ہے پھر بھی یہ تو آپ کو نامانی پڑیگا
اس کی ذمہ داری لازماً علماء ہی پر ہے۔ الجبتہ علماء کا
آرگن ہے۔ اس کے دفتر میں ادارہ العلوم کی چادر لیا دی
میں جس سے بھی اس لفظ کا اضافہ کیا اسے جاہل نہیں کہا
جا سکتا تو کیا یہ انتہائی سچ کی بات نہیں ہے کہ خود مولانا
حضرات ہی ہر کردار کے لئے نقطہ حوالہ لکھ کر اس جہلوری
جہرم القاب کی مٹی پکڑ کریں اور یہی سہی دقت بھی کی
ختم ہو جائے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ لفظ "مولوی" تو اصطلاحاً
ایک ایسا لفظ ہے جسے عربی مدارس کے کسی بھی مسند یافتہ
فقیہ کے لئے بولا جا سکتا ہے چاہے اس کی علمی استعداد
کسی ہی کی گندہ مری کیوں نہ ہو لیکن مولانا کا یہ معاملہ نہیں
اس کا تعلق کسی شخص کی آن دینی و ملی خدمات سے ہے
جو منظر عام پر اگر مقارن ہو چکی ہوں۔ محترم انجیل صاحب
محمد عبدالحی صاحب مکن ہے اپنے بطن میں قلم و دانش کا
پورا خزانہ رکھتے ہوں لیکن اس خزانے کے نکل دیکھو تنک
باہر نہ جائیں انھیں مولانا کہنے کا مطلب یہ ہو گا کہ ہر شخص
خاص اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر جسے چاہے مولانا لکھ دیا کرے
اور کوئی دھار اس معزز خطاب کا باقی نہ رہ جلتے۔ بظاہر یہ
چھوٹی سی بات ہے لیکن کسی فرد یا گروہ کے منہاج فکر اور مزاج

اس سے ہمارا مقصود صرف یہ دکھانا تھا کہ ایک سیدھی سادی عبارت لکھ کر بھجوائی گئی تو اس پر فتویٰ دے دیا گیا مگر جب یہ پتہ چلا کہ یہ عبارت تو ہمارے اپنے بزرگوں کی ہیں، تو نگے فتویٰ پوچھنے والوں کو گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے کے اس نے دجل و فریب سے کام لیا ہے۔ ہمیں صاف صاف کیوں نہ لکھ دیا کہ یہ عبارت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ہے اور یہ ان کے پوتے قاری محمد طیب صاحب کی، تاکہ ہم اپنے پرائے میں تمیز کر سکتے۔

قارئین! یہی وہ ستم ظریفی ہے جس کا روٹا ہم رو رہے ہیں اور یہی ہمارے موقف کی بنیاد ہے کہ علمائے دیوبند عام حالات میں ان گستاخانہ عبارات کو کفر یہ قرار دیتے ہیں۔ علمائے حرمین کے سامنے نام بنام انہی عبارتوں پر فتویٰ کفر دے چکے ہیں، مگر بات جب اپنے بزرگوں کی آتی ہے تو پرنا لہ و ہیں کا وہیں۔ اب عقائد اور شرعی معاملات میں اس دوہری عینک کا ہمارے پاس کیا علاج ہے؟

یہاں تک ہی کیا محدود ہے، وہ تمام طریقے اور اذکار و اعمال جن کی بدولت ایک عرصے سے علمائے اہل سنت کو بدعتی اور مشرک کہا جاتا ہے۔ اندرون خانہ بڑی بشارت اور فراخ دلی سے ان حضرات نے اپنا رکھے ہیں۔ دم درود، تعویذ، چلے، مکاشفے اور خانقاہی نظام کی ہر ضعیف الاعتقادی میں یہ حضرات بریلویوں کو کوسوں پیچھے چھوڑ گئے ہیں، مگر آج بھی دوسروں کے لیے ان کی نفرت میں بدعتی اور اپنے لیے موحّد کے ہی الفاظ ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے شائع ہونے والی کتاب ”زلزلہ“ نے جب انتہائی مدلل طریقے سے یہ ناقابل تردید الزامات عائد کیے تو اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے معروف دیوبندی اہل قلم مولانا عامر عثمانی کو یہ تبصرہ کرنا ہی پڑا:

”بات یقیناً تشویشناک ہے، مصنف نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہے کہ ادھر ادھر سے چھوٹے موٹے فقرے لے لے کر ان سے مطلب پیدا کیا ہو، بلکہ پوری پوری عبارتیں نقل کی ہیں اور اپنی طرف سے ہرگز کوئی معنی پیدا نہیں کیے ہیں۔ ہم اگرچہ حلقہ دیوبندی سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ اپنے ہی بزرگوں کے بارے میں ہماری مطلوبات میں اس کتاب نے اضافہ کیا۔۔۔ اور ہم حیرت زدہ رہ گئے کہ دفاع کریں تو کیسے؟ دفاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کوئی بڑے سے بڑا منطقی اور علامۃ الدھر بھی ان الزامات کو دفع نہیں کر سکتا جو اس کتاب کے مستحضرات بزرگان دیوبند پر عائد کرتے ہیں۔ ہم اگر عام روش کے مطابق اندھے مقلد اور فرقہ پرست ہوتے، تو بس اتنا ہی کر سکتے تھے

1۔ یہ کتاب مجموعہ خراج حوالہ جات پاکستانی کے ادارہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ (ادارہ)

کہ اس کتاب کا ذکر ہی نہ کریں، لیکن خدا پچائے اشخاص پرستی اور گروہ بندی کی باطل ذہنیت سے ہم اپنا دیا نذرانہ فرض سمجھتے ہیں کہ حق کو حق کہیں اور حق یہی ہے کہ مقتدر علمائے دیوبند پر تضاد بیانی کا جو الزام اس کتاب میں دلیل و شہادت کے ساتھ عائد کیا گیا ہے، وہ اٹل ہے۔

اس کی توجیہ آخر کیا کریں گے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی یا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ جب فتوے کی زبان میں بات کرتے ہیں تو ان احوال و عقائد کو بر ملا شرک، کفر اور بدعت اور گمراہی قرار دیتے ہیں، جن کا تعلق غیب کے علم اور روحانی تصرف اور تصور شیخ اور استمداد بالا رواج جیسے امور سے ہے، لیکن جب طریقت و تصوف کی زبان میں کلام کرتے ہیں، تو یہی چیزیں عین کمال ولایت اور علامت بزرگی بن جاتی ہیں۔

ہم اگر فرض کر لیں کہ ان بزرگوں کی طرف دیگر مصنفین نے جو کچھ منسوب کر دیا ہے، مبالغہ آمیز ہے، غلط ہے حقیقت سے بعید ہے، تو بے شک ان بزرگوں کی حد تک ہمیں اعتراض سے نجات مل جائے گی۔ لیکن یہ دیگر مصنفین بھی تو علماء دیوبندی ہی ہیں، ان کی کتابیں بھی حلقہ دیوبند میں بڑے ذوق و شوق سے تلاوت فرمائی جاتی ہیں اور کسی اللہ کے بندے کی زبان پر یہ اعلان جاری نہیں ہوتا کہ ان خرافات سے ہم برأت ظاہر کرتے ہیں۔ برأت کیا معنی؟ ہمارے موجودہ بزرگ پورا یقین رکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں علم غیب اور فریادری اور تصرفات روحانی اور کشف والہام کے جو کمالات ہمارے مرشدین کی طرف منسوب ہیں، وہ بالکل حق ہیں سچے ہیں، پھر آخرازالہ اعتراض کی کیا صورت ہو؟ ہمارے نزدیک جان چھوڑانے کی ایک ہی راہ ہے۔

یہ یا تو تقویۃ الایمان فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ مدادیہ، ہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو جو راہے پر رکھ کر آگ لگا دی جائے اور صاف صاف اعلان کر دیا جائے۔ کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں، اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد و رواج خلاف، سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر ان موخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب دیا بس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد و بی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں ہیں۔“

غور فرمایا آپ نے کہ تضاد پسندی اور دو عملی کی اس پالیسی پر غیر تو غیر اپنے بھی چیخ رہے ہیں۔

1۔ بحوالہ زائر۔ مصنف علامہ ارشد القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صفحہ 152 مطبوعہ مکتب اعلیٰ حضرت لاہور۔

ہماری گزارش صرف یہ ہے کہ اوروں کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو لیکن حبیب خدا، سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی تو اس سے مستثنیٰ دینی چاہیے۔ اگر ہمارے اکابرین نام مبارک کے ساتھ *فدۃ نبی* و *ابنی* لکھتے رہے ہیں تو وہ یونہی تو نہیں کہتے رہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس نازک موقع پر علمائے دیوبند اپنے چند ساتہ کی آن کو سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان نہیں کر سکتے۔ علمائے اہل سنت بار بار وضاحت کر چکے ہیں کہ اصل مسئلہ یہی ہے۔ اگر یہ حل ہو جائے تو کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

معروف عالم دین علامہ سید احمد سعید کاظمی رقمطراز ہیں:

”مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا، تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے، خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لہٰذا ہو یا کانگریسی، پنجیری ہو یا ندوی، اس سلسلے میں اپنے پرانے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ایک لہٰذا نے کلمہ کفر بولا، تو ساری ایک معاذ اللہ کافر ہو گئی۔ یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا، تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہو گئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی کفریہ عبارت کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے۔ ہم اور ہمارے اکابر نے بار بار اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبند یا کھنڈوالے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور محبوبانِ ایزدی کی شان میں گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے اپنی گستاخوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخوں پر مطلع ہو کر اور ان کے صریح مضمہوم کو جان کر ان گستاخوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخوں کو مومن، اہل حق، اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں۔

اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی، ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی، اگر ان کو ٹھوٹا جائے، تو وہ بہت قلیل ہیں اور محدود، ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کارہنہ والا کافر ہے نہ بریلی کا، نہ لہٰذا ندوی، ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔“

پھر کیوں ایسا نہیں کیا جاتا کہ یہ تسلیم کیا جائیکہ واقعی چند لوگوں سے ان عبارتوں کے سلسلے میں غلطی ہوئی ہے، کیا یہ لوگ معصوم تھے، عبارات کے سلسلے میں علمائے دیوبند کا موقف انتہائی کمزور اور باہم تضاد کا شکار ہے۔ ان عبارتوں کی تاویلات میں ان حضرات نے جس ژرف نگاہی اور بالغ نظری کا

۱۔ الحق المسین معتمد علامہ سید احمد سعید کاظمی، مطبوعہ مکتبہ، ص ۲۳، ۲۴

Intanattari

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ثبوت فراہم کیا ہے وہ بجائے خود ایک مضمون کا متقاضی ہے۔ حیرت ہے کہ ایک بزرگ ایک عبارت کی جو تاویل کرتے ہیں۔ دوسرے بزرگ اس تاویل کو سراسر گمراہی بتاتے ہیں۔ اب آدمی کرے تو کیا کرے۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں لکھا جاتا ہے کہ وہ قبیح سنت تھا اور اچھا آدمی تھا، مگر علمائے حرمین کو مطمئن کرنے کے لیے ”المہند علی المہند“ میں فرمایا جاتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صاحب رد المحتار علامہ شامی کا ہے اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ علامہ شامی نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو خارجی اور باغی قرار دیا ہے۔ اور الشہاب الثاقب میں کہا جاتا ہے کہ عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ رکھتا تھا، نیز وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار فاسق تھا، ملاحظہ ہو، صفحہ ۲۲۱ کا ٹکس کتاب الشہاب الثاقب مصنف حسین احمد مدنی^۱

ناظر سرگرمیوں سے کیا کہیے

ان عبارات کی غلط سلف تاویلات کرتے ہوئے بالکل وہی بات ہوئی ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے سو جھوٹ مزید بولنا پڑتا ہے۔ قارئین کو حیرت ہوگی کہ جن صاحبان جب دستار کی عظمت اور آن کو برقرار رکھنے کی خاطر اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس کو بھی داؤ پر لگا دیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض حضرات نے خیر سے ایسے گھٹیا پن کا مظاہرہ کیا ہے جسے دیکھ کر دیانت و امانت کو پسینہ آ جاتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

براہین قطعہ میں المہند علی المہند کے مولف مولانا خلیل احمد انیسٹھوی لکھتے ہیں:

”شیخ عبدالحق محدث دہلوی راویت کرتے ہیں (کہ حضور نے فرمایا) مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں“ حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی معروف کتاب مدارج النبوة میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

”اس سخن اصلے نہ دارو را روایت ہوا لے صحیح نہ شدہ“^۲

حد ہے کوئی اس دیانت کی، انت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باشعور افراد سے نام خدا ہماری اپیل صرف یہ ہے کہ علوم نبوت میں قصص نکالنے کی خاطر جو شخص اتنا کھلا اور سفید جھوٹ بول رہا

1۔ ان کا ٹکس صفحہ 121 پر دیکھیے

2۔ مدارج النبوة شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں نہ عکس عکس ہو گا

ہے کیا اب بھی وہ شیخ الحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محب ہے؟

لگے ہاتھوں شیخ العرب والعجم نامی ایک اور بزرگ کی علمی دیانت اور تقویٰ میں ان کے بلند مدارج کا حال بھی دیکھتے چلتے۔

مولانا حسین احمد مدنی "الشہاب الثاقب" میں رقمطراز ہیں:

"جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور ص ۱۵ پر ارقم فرماتے ہیں وہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ جو شخص رسول خدا کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور تحقیق کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے۔"^(۱)

مولوی حسین احمد اسی کتاب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

علاوہ ازیں جناب بندہ درہم و دینار کے دادا مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور ص ۳۰ پر فرماتے ہیں۔^(۲)

قارئین کو حیرت ہوگی کہ یہ دونوں کتابیں فرضی ہیں۔ روشہاب ثاقب میں مفتی محمد اجمل شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"مسلمانوں مصنف شہاب ثاقب کے ان دو جیسے جھوٹ اور کذب اور صحیح افترا و بہتان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ مارہروی کی نہ تو کوئی کتاب بنام خزینۃ الاولیاء تصنیف ہوئی، نہ وہ کانپور میں طبع ہوئی نہ اس کا صفحہ ۱۵ ہے، نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اسی طرح جہاں بھر میں جناب مولانا مفتی رضا علی خاں کی کوئی کتاب ہدایت الاسلام ہے اور نہ وہ سیتاپور کے مطبع صبح صادق میں طبع ہوئی۔"^(۳)

غور فرمایا آپ نے اگر صدر المدرسین دیوبند مولانا حسین احمد مدنی کی یہ حالت ہے، تو اور کسی کی کیا بات کی جائے۔ الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اذا کان رب البیت بالطیل صارماً

ولا تلّم الا ولا فیہ علی الوقص

۱۔ الشہاب الثاقب حسین احمد مدنی ص ۹۸، ۹۹ مطبوعہ مکتب خانہ رحیمہ دیوبند

۲۔ الشہاب الثاقب حسین احمد مدنی ص ۹۸، ۹۹ مطبوعہ مکتب خانہ رحیمہ دیوبند

۳۔ الشہاب ثاقب مولانا محمد اجمل شاہ مفتی بندہ صفحہ نمبر ۱۵-۱۶ ادارہ نوید رضویہ کرم پورک مصری شاہلاہ پور

mar 2013

Click For More Books

اصل عبارات پیش کرنے سے پہلے ایک اور مسئلے کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب نے تمام گستاخانہ عبارات کے بارے میں علمائے حرمین سے رجوع کیا تو حرمین شریفین کے ۳۵ جلیل القدر اور نامور علماء نے واضح الفاظ میں ان عبارات کو کفریہ قرار دیا اور ان کے قائلین پر رجوع اور توبہ ضروری قرار دی۔ اب یہاں بھی علمائے دیوبند نے اپنی روایت کے مطابق وہی چال چلی، جس کے وہ عادی ہو چکے ہیں۔ بجائے اس کے وہ حرمین شریفین کے علماء کی بات مان کر ان عبارات کو واپس لے لیتے۔ انہوں نے بات کا رخ موڑنے کی خاطر ایک نیا محاذ کھول دیا کہ جی وہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے تو ہماری عبارات کے مفہوم غلط پیش کیے ہیں، ان کے تراجم سب مشاکبے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ گو اس ساری بحث سے بات اپنی جگہ ہی رہی، مگر بزمِ خورشید ان حضرات نے میدان مار لیا۔ علمائے دیوبند نے بطور خاص مدینہ منورہ کے معروف عالم دین اور نامور محقق علامہ احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی اس عبارت کو اچھا لایا ہے، جس میں انہوں نے علومِ خمسہ کے بارے میں فاضل بریلوی کے موقف سے اختلاف کیا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات پر دیگر علمائے حرمین کی طرح علامہ برزنجی نے بڑی شد و مد کے ساتھ گرفت کی اور انہیں کفریہ عبارات قرار دیا۔ آپ کے فتوے کے بعض جملے یہ ہیں:

”اور رہے امیر احمد اور نذیر حسین اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور ان کا کہنا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی نبی فرض کیا جائے، بلکہ اگر حضور کے بعد کوئی نبی ہو، تو اس سے خاتمیت محمدیہ کوئی فرق نہ آئے گا۔ تو اس قول سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت جدیدہ ملنی مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے، وہ باجماع علمائے امت کافر ہے اور وہ جو رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعتِ علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا دو وجہ سے کفر ہے۔

اور وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافتِ طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر جی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و نباتات

کے لیے حاصل ہے، تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ کھلا ہوا کفر ہے۔ بالاتفاق اس لیے کہ اس میں رشید احمد نے اس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان ہے۔

اتفاق سے اس کے کچھ عرصہ بعد فاضل بریلوی کی کتاب الدولۃ المکیہ سامنے آئی تو صرف علومِ خمسہ کے بارے میں علامہ برزنجی نے اس سے اختلاف کیا۔ یہ اختلاف ایک عامانہ اختلاف ہے۔ جو اپنے اندر پورا وقار اور سنجیدگی لیے ہوئے ہے، اس میں علامہ برزنجی نے فاضل بریلوی کے لیے قطعاً کوئی نازیبا لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے ذکر کیا کہ فاضل بریلوی کی طرح علمائے اسلام کی ایک جماعت آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علومِ خمسہ کی قائل ہے۔ آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ ہم اصل الفاظ کا ترجمہ علمائے دیوبند کی زبانی بیان کرتے ہیں:

”اما بعد، ہندوستان سے آنے والے ایک سوال کے جواب میں میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ علمائے ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے بارے میں جھگڑا پڑ گیا ہے کہ آیا آپ کا علم مغیبات خمسہ (جن کا ذکر آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ میں ہے) سمیت تمام مغیبات کو محیط ہے یا نہیں۔

علماء کی ایک جماعت پہلی شق کی قائل ہے اور ایک دوسری شق کی، اس کے بعد لکھا میں نے اپنے اس رسالہ میں بیان کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب سے زیادہ علم ہے اور آپ کا علم جمع دینی امور کو محیط ہے، بلکہ دنیا اور آخرت کے تمام اہم امور کو محیط ہے، لیکن قرآن و سنت اور کلامِ سلف کے واضح و اکمل کی بناء پر مغیبات خمسہ آپ کے علم شریف میں داخل نہیں۔“

آجے چل کر علامہ برزنجی موصوف تحریر فرماتے ہیں

پھر اس کے بعد علمائے ہند میں سے ایک شخص جسے احمد رضا خاں کہا جاتا ہے مدینہ منورہ آیا۔ جب وہ مجھ سے ملا، تو اولاً اس نے مجھے یہ بتایا کہ ہند میں اہل کفر ضلال میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک غلام احمد قادیانی ہے جو سچے علیہ اصول و اساس کے معاملے ہوئے اور اپنے بیسے وحی اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، انہیں میں سے ایک فرقہ امیر یہ ہے۔ ایک نذیریہ ہے۔

ایک قاسمیہ ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ آنحضرت کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض نہ

1۔ حوالہ آخر میں علیٰ منوالہذا، مکتبہ اربعین، ۱۳۹۶ھ

2۔ غایۃ الاسماء، مطبوعہ انجمنِ رشیدیہ، ۱۳۹۶ھ

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لیا جائے، بلکہ اگر آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے تب بھی آپ کی خاتمت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ انہیں میں سے ایک فرق وہابیہ کذاب ہے جو رشید احمد گنگوہی کا پیرو ہے جو اللہ تعالیٰ سے بالفعل کذب کے وقوع کا قول کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیتا انہیں میں سے ایک شخص رشید احمد گنگوہی ہے جو مدعی ہے کہ وسعہ علم شیطان کے لیے ثابت ہے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے نہیں۔

انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی ہے جو کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر علم مغیبات کا حکم لگانا بقول زید صحیح ہو تو، سوال یہ ہے کہ اس کی مراد بعض مغیبات ہیں یا سب؟ اگر بعض مراد ہیں تو اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص؟ ایسا علم غیب تو زید عمرو بکر، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔

اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ان فرقوں کے رد، اور ان کے اقوال کو باطل کرنے کے لیے ایک رسالہ موسومہ "المستند المستند" لکھا ہے۔ پھر اس نے مجھے اس رسالے کے خلاصہ (حسام الحرمین) پر مطلع کیا۔ اس میں صرف ان فرقوں کے اقوال مذکورہ کا بیان اور ان کا مختصر سار دیا تھا اور اس نے اس رسالہ پر تصدیق و تفریط طلب کی، ہم نے اس پر تفریط و تصدیق لکھ دی،

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے یہ مقالات صحیح ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و کمراد ہیں، کیونکہ سب باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں اور اپنی تفریط کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال کے ابطال کے لیے بعض دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا۔^{۱۰}

اب مخالفین نے آؤ دیکھا نہ تاؤ علوم غیب کی ایک شق کے بارے میں علامہ برزنجی کے عالمانہ اختلاف کو دیکھ کر اس قدر جوش و سرور سے بے خود ہوئے کہ انہیں یہ تک نہ یاد رہا کہ اس تحریر میں وہ حسام الحرمین والے فتوے کی دوبارہ شد و دہ سے تائید کر رہے ہیں اور ان کفریہ عبارات کے قائلین پر فتویٰ کفر دے رہے ہیں۔ یہ تو علامہ برزنجی کی کمال دیانت تھی کہ جہاں انہیں معمولی سا اختلاف ہوا، اسے انہوں نے انتہائی مہذب انداز میں بیان کر دیا اور ساتھ ہی اس بات کی بھی وضاحت کر دی کہ اس اختلاف سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب "حسام الحرمین" پر جو تصدیق و تفریط لکھی، وہ اس سے کالعدم ہو گئی ہے۔ نہیں نہیں، بلکہ وہ اپنی جگہ قائم ہے اور ان لوگوں کے لیے ہمارا فتویٰ آج بھی وہی ہے جو شروع میں تھا۔^{۱۱}

۱۰۔ حلیۃ المؤمنین، ص ۲۰۰، مطبوعہ دار الفکر، دمشق، ۱۴۰۲ھ۔ ۱۱۔ حلیۃ المؤمنین، ص ۲۰۰، مطبوعہ دار الفکر، دمشق، ۱۴۰۲ھ۔

رہی یہ بات کہ آیا یہ عبارات یا الفاظ علمائے دیوبند کے ہیں یا نہیں، تیس فاضل بریلوی نے عبارت کو سیاق و سباق سے الگ کر کے یا ان کے مفہوم کو بگاڑ کر تو فتوے حاصل نہیں کر لیے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس کتاب کا موضوع ہی یہی عبارتیں ہیں، ہم آگے اصل عبارات کی فوٹو کاپیاں دے رہے ہیں۔

قارئین کرام انہیں پڑھ کر اندازہ کر لیں کہ علامہ برزنجی کا فتویٰ آج بھی ان حضرات کے خلاف اس شان سے قائم ہے یا اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟ پھر طرہ تماشایہ کہ علمائے دیوبند کی حسنا خانہ عبارات کا جو عربی ترجمہ فاضل بریلوی نے علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا اور اس عربی عبارت کا اردو ترجمہ مولوی نعیم الدین دیوبندی نے بالکل انہی الفاظ میں کیا ہے جو ان حضرات کی اصل اردو عبارات ہیں۔ گویا یہ بات بھی علمائے دیوبند نے تسلیم کر لی ہے کہ فاضل بریلوی نے ان اردو عبارات کا ترجمہ ٹھیک کیا ہے، جیسی تو علمائے دیوبند اس عربی کا ترجمہ اصل الفاظ کی صورت میں کر رہے ہیں۔ اگر یہ عربی ترجمہ غلط ہوتا تو اس کا ترجمہ بھی اسی انداز سے کیا جاتا۔ اب علمائے دیوبند کے پاس یہ بات کہنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے کہ فاضل بریلوی نے غلط تراجم کے ذریعے علمائے حرمین سے فتوے حاصل کیے، علوم خمسہ کے مسئلے پر علامہ برزنجی نے عالمانہ اختلاف کیا ہے، مگر اپنی تحریر میں انہوں نے کہیں بھی فاضل بریلوی کو گمراہ کے لفظ سے یاد نہیں کیا، مگر اوپر فاضل بریلوی کے ساتھ اختلاف کا لفظ دیکھ کر یار لوگ کلیدیاں کرنے لگے، اور عایہ الماموں کے ٹائٹل پر لکھا۔

”احمد رضا خان صاحب کا گمراہ کن عقیدہ غیبیہ علمائے حجاز کی نظر میں “کاش! وہ غور فرماتے تو اس کا ٹائٹل اس طرح زیادہ موزوں اور مناسب ہوتا

”علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات پر علمائے حرمین کے فتویٰ کفر کی توثیق۔“

علامہ برزنجی نے علوم خمسہ کے بارے میں فاضل بریلوی سے اپنا اختلافی نقطہ نظر ان الفاظ میں

بیان کیا ہے

”پھر اس کے بعد احمد رضا خان بریلوی نے اپنے ایک اور رسالہ پر مجھے مطلع کیا، جس میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چیز کو محیط ہے حتیٰ کہ مفاہات خمسہ کو بھی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے علم سے مستثنیٰ نہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے درمیان احاطہ مذکورہ میں صرف حدود و قدم کا فرق

Click For More Books

ہے اور یہ کہ اس کے پاس اپنے مدعا پر دلیل قاطعہ اللہ تعالیٰ کا قول

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پ) ہے (یعنی ہم نے آپ پر قرآن کریم کو ہر چیز کا بیان بنا کر نازل کیا ہے) پس میں نے اس بات کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کی آیت مذکورہ اس کے مدعا دلالت قطعہ کے طور پر دلالت نہیں کرتی اور یہ کہ تمام معلومات غیر متناہیہ کا احاطہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔¹¹

آپ نے غور فرمایا کہ گستاخانہ عبارات: علامہ برزنجی کا فتویٰ جوں کا توں اپنی جگہ موجود ہے، بلکہ اس کتاب "غایۃ المامول" میں انہوں نے اپنے فتویٰ کفر کی مزید توثیق کر دی ہے، مگر صرف علوم خسہ کے بارے میں معمولی سے اختلاف کا سہارا لے کر فاضل بریلوی کی دیانت اور ثقاہت کے خلاف کسی قدر پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے؟

ہماری گزارش ہے کہ یہ گستاخانہ عبارات علمائے دیوبند کے لیے ایسا چھچھوندہ ہیں جنہیں نہ وہ نکل سکتے ہیں اور نہ ہی پھینکے کو ان کا دل چاہتا ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ عبارات اپنی اصل زبان میں ہوں یا دنیا کی کسی بھی زبان میں ان کا ترجمہ کر دیا جائے۔ دنیا کا کوئی بھی باخلاق اور مہذب آدمی کسی صورت میں بھی ان کی تحسین و تصویب نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ ایک مسلمان انہیں آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے برداشت کرے۔ پچاس سال سے ان عبارات کی تاویلات کی جا رہی ہیں۔ ان پر گرفت کرنے والے علماء کو خائن، مکر اور اہل حق کا مخالف بتایا جا رہا ہے۔ مگر یہ توفیق نہیں ہوتی کہ ان چند عبارات سے توبہ کریں۔ یہ بات قارئین کے علم میں ہوگی کہ علامہ اقبال مرحوم نے مولانا حسین احمد مدنی کے نظریہ وصیت کے بارے میں "ارمغانِ حجاز"¹² میں چند اشعار لکھ دیئے، تو علمائے دیوبند کا ایک بڑا طبقہ آج تک علامہ مرحوم کا یہ قصور معاف کرنے کے لیے تیار نہیں اور اس بات پر تو تمام علمائے دیوبند کا اتفاق ہے اور بارہا ان کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ یہ اشعار "ارمغانِ حجاز" سے نکال دیئے جائیں، اس کے لیے یار لوگوں نے فرضی خط و کتابت تک گھڑی ہے یہ ساری تک و دو اس لیے کی جا رہی ہے تاکہ علامہ مرحوم جیسے آفاقی اور زندہ جاوید شاعر کے قلم سے مولانا مدنی کی عزت و ناموس کو بچایا جائے۔

1- غایۃ المامول ص ۳۰۰ مطبوعہ مجن ارشد، السکین لاہور

2- علامہ اقبال کے دیوبند کے بارے میں چند اشعار بعد از ترجمہ کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۱ پر ہیں

مگر علمائے اہل سنت بعینہ یہی مطالبہ خود علمائے دیوبند سے کرتے ہیں کہ
حضور! حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کے بارے میں یہ
گستاخانہ عبارات آپ بھی تو واپس لیجئے، تو یہ حضرت اُس سے کس نہیں ہوئے۔

ملتِ اسلامیہ کے ہر ذی شعور فرد حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار ہر
مسلمان اور آقا و صولی کی نسبت اور تعلق کو کائنات و مافیہا سے افضل سمجھنے والے ہر کلمہ گو سے ہماری دور
مندانہ اپیل ہے کہ علمائے دیوبند اور علمائے اہل سنت کا اصولی اختلاف نہ علمِ غیب کے مسئلے پر ہے اور نہ
ہی حاضر و ناظر پر یہ اختلاف ہے اور نہ گیارہویں شریف کے بارے میں ہے اور نہ وعابعد جنازہ سے
متعلق۔ یہ اصولی اختلاف صرف اور صرف ان گستاخانہ عبارات کے بارے میں ہے جن میں حبیب خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کھلی توہین کی گئی ہے۔ ہم یہ تمام عبارات اصل کتابوں سے فوٹو کاپیوں کی صورت
میں پیش کر رہے ہیں۔ آپ میں سے ہر شخص ہر قسم کے تعلقات سے بالا تر ہو کر آئیے یہ فیصلہ کرے۔ وہ
بارگاہِ اقدس جس میں گفتگو اور حاضری کے آداب میں قرآن مجید میں یوں تعلیم کیے گئے ہیں

لَا تَقُولُوا اَرْأٰى عَنَّا وَقُولُوْا اَنْظُرْنَا (البقرہ ۱۰۳)

اے ایمان والو! اعلانِ کبریاویں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر نہیں۔ (ترجمہ کنز ۱۱۱ ایمان)

لَا تَجْعَلُوْا اَدْعَاۗءَ الرُّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدَعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور ۶۳)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(ترجمہ کنز ۱۱۹ ایمان)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْعَدُوْا مَوَابِئَ بَدِىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ (الحجرات ۱)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ (کنز ۱۱۸ ایمان)

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (الحجرات ۲)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے

اِنَّ الَّذِيْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُھُمْ لَا یَفْقَلُوْنَ (الحجرات ۳)

بے شک وہ جو تمہیں حجر میں سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

(ترجمہ کنز ۱۲۰ ایمان)

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیا وہ بارگاہ اسی انداز گفتگو اور طرز خطاب کے لائق ہے؟
 قسم ہے آپ کو پروردگار کی! آپ میں ایسا کوئی شخص یہ انداز گفتگو اپنے استاد، مرشد، والد یا کسی
 دوسرے لائق احترام بزرگ کے ساتھ اپنانے کی جرات کرے گا؟
 یہاں آپ یہ نہ دیکھیں کہ بات کس نے کہی یہ دیکھیں کہ اس نے کیا کہا ہے۔ دنیا و آخرت میں
 اگر کوئی تعلق و نسبت کام آسکتی ہے، تو وہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ہے۔ آپ ہر شخصیت کو اسی
 مرکز ثقل اور کعبہ انجذاب سے تعلق کی کسوٹی پر پرکھیں۔
 (مفتاح، تابش)

علمائے دیوبند اور تمام اہل اسلام کے متفقہ اصول و ضوابط

جن کی بناء پر کفر کا فتویٰ دیا جائے گا۔

- ۱۔ انبیاء کی توہین اور ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔^(۱)
- ۲۔ عابد زائد، محدث، مفسر اور مبلغ اسلام ہونے کے باوجود بھی انبیاء کی توہین کرنے والا حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کا انکار یا اس معنی کو غلط کہنے والا کافر اور مرتد ہے۔^(۲)
- ۳۔ ضروریات دین کے انکار کرنے والے اور انبیاء کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہنا اور
 احتیاط کرنا خود کفر ہے۔ مسلمان خوب سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ حالانکہ احتیاط یہی
 ہے کہ منکر ضروریات دین اور انبیاء کی توہین کرنے والے منافقین کو کافر کہا جائے ورنہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے زمانہ کے منافقین سب کچھ فراموش و واجبات ادا نہ کرتے تھے۔ اور کیا وہ اہل قبلہ نہ تھے۔ بس
 قسم یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر کہا جائے آسمان نئے زمین نئے یہ حکم نہیں مل سکتا۔^(۳)
- ۴۔ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو بچوں، چار پایوں، پاگلوں (مجانین) کے علم کے
 برابر یا اس جیسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے، اور جو اسے کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔^(۴)
- ۵۔ جو شخص شیطان کے علم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زائد کہے وہ کافر ہے، مرتد

۱۔ اشعد فعذ اب ص ۴۰، مصنف مولوی مرتضیٰ حسن، اعظم دارالعلوم دیوبند، مطبوعہ دفتر اجازت سنو، کراچی، شمارہ فیصلہ ۱۔

۲۔ اشعد فعذ اب ص ۱۰۹، مصنف مولوی مرتضیٰ حسن، اعظم دارالعلوم دیوبند، مطبوعہ دفتر اجازت سنو، کراچی، شمارہ فیصلہ ۱۔

۳۔ اشعد فعذ اب ص ۱۰۹، مصنف مولوی مرتضیٰ حسن، اعظم دارالعلوم دیوبند، مطبوعہ دفتر اجازت سنو، کراچی، شمارہ فیصلہ ۱۔

۴۔ اشعد فعذ اب ص ۱۱۲، مصنف مولوی مرتضیٰ حسن، اعظم دارالعلوم دیوبند، مطبوعہ دفتر اجازت سنو، کراچی، شمارہ فیصلہ ۱۔

سب ملعون ہے، جو اسے کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔^{۱۱}

۶۔ جو شخص ایک دفعہ خاتم النبیین یعنی آخر نبی کا انکار کر دے یا اس کو خدا قرار دے اس کے بعد وہ ختم النبیہ کا اقرار بھی کرے تو جب تک وہ اس کفر سے توبہ کا اعلان نہ کرے یا اس کی توبہ ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے اقرار ختم النبیہ کا پتہ اٹھتا نہیں۔^{۱۲}

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین موجب کفر ہے صرف توہین تو دور کنار اگر کوئی شخص ایسے عملات بھی کیے گا جو کہ موجب توہین ہوں گے (جن سے سننے والے کو توہین کا وہم پیدا ہو) تو وہ بھی کفر کا سبب ہوگا۔^{۱۳}

۸۔ جو شخص یہ کہے کہ کسی غیر نبی پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت اتنی ہے جیسی بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔^{۱۴}

فتویٰ کفر اور تکفیر (کسی کافر کو قرار دینے) کی شرعی حیثیت

اگر کسی شخص کو کافر قرار دیا جائے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کے سبب تمام اسلامی جگہ انسانی حقوق و املاات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کی جان مال اور عزت کا تحفظ ختم ہو جاتا ہے۔ اور تمام مسلمانوں جگہ انسانوں سے اس کے ہر قسم کے تعلقات موقوف قرار پاتے ہیں۔ اس موقع پر اس سے احادیث توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔

اگر وہ توبہ کر کے رجوع کرتے ہوئے دوبارہ اسلام قبول کر لے تو فیہا ورنہ مسلمان حاکم اس کو قتل کرنے کا حکم نافذ کر دے گا اور قتل کے بعد اس کو بے گورکھن گھسیٹے ہوئے کسی گھڑ میں ڈال کر مٹی میں دبا دیا جائے گا۔

اور اگر کسی طرفہ و قتل سے بچے یا مسلمانوں کو اس کے قتل پر قدرت نہ ہو سکے تو پھر اس کے رشتہ دار، برادری، بیوی اور بچے اور تمام انسانوں پر پابندی ہوگی کہ وہ اللہ اور رسول کے اس باغی اور دشمن سے ہر قسم کے تعلقات قلبی و جسمانی اور لین دین، بول چال، کھانا پینا اور امن و امان سب ختم کر کے عمل

۱۔ اشعۃ الہدایہ ص ۱۲۱، ۱۲۲ صفحہ مولوی مرتضیٰ حسن، دارالعلوم، بیروت، مکتبہ مطبوعہ لبنان
۲۔ اشعۃ الہدایہ ص ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱

بایںکات کریں اور جو شخص اس بایںکات کو لازم نہ سمجھے تو وہ بھی اللہ اور رسول کا باغی قرار پائے گا۔
اور اگر کسی طرح فتویٰ کفر جاری کرنے والے کو یہ احساس ہو جائے کہ میرا فتویٰ غلط ہے۔ تو اب
اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کر کے اپنی غلطی اور توبہ کا اعلان کرے۔ کیونکہ کسی کو مسلمان سمجھتے ہوئے اسے
کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔
فتح القدیر ج ۱ ص ۱۰۰، میرتاب
(تائید قسوری)

پردہ اٹھتا ہے

آئندہ صفحات میں علماء دیوبند کی اُن گستاخانہ عبارات کا عکس پیش
کیا جا رہا ہے۔ جن پر عرب و عجم کے علماء نے فتویٰ کفر صادر کیا ہے۔ ان
عبارات سے پہلے دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات مولوی مرتضیٰ حسن
درمہٹلی چاند پوری کے فتویٰ ملاحظہ ہوں۔ اشد العذاب کے متعلقہ صفحات
کا عکس بھی ساتھ دیا جا رہا ہے۔

تائید قسوری

Click For More Books

نام کتاب: اشد العذاب
مصنف: مرتضیٰ حسن درہنگی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند
مطبوعہ: اختر جزل سنور گاؤں شالہ فیصل آباد

توہین انبیاء انکار ختم نبوت دعویٰ نبوت، انکار ضروریات دین (مرزا کے چار کفر) یہ اعتراف ہے کہ توہین نبی مطلقاً کفر انکار ختم نبوت بھی مستقل کفر۔

ص ۵: عابد، زائد، مبلغ اسلام ہونے کے باوجود بھی انبیاء کی توہین کرنے والا ختم نبوت بمعنی آخر الانبیاء کا انکار کرنے والا خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہنے والا، مسلمانوں کے نزدیک کافر و مرتد ہے۔

ص ۹: مسلمان خوب سمجھ لیں کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ منکر ضروریات دین کو کافر کہا جائے ورنہ کیا منافقین سب کچھ فرائض و واجبات ادا نہ کرتے تھے۔

منافقین بھی اہل قبلہ تھے۔ مسیہ کذاب بھی اہل قبلہ تھا ورنہ پھر دیانند سرتی اور گاندھی جی نے کیا تصور کیا؟ بس حکم یہی ہے۔ مسئلہ یہی ہے آسان غلے زمین غلے یہ حکم نہیں مل سکتا۔ چاہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے حکم سنا دیا ہے۔ تمہارا نفع اسی میں ہے کہ منافقین کو کافر و مرتد کہا جائے اللہ کا یہ حکم نہیں چھپایا جاسکتا۔

ص ۱۲: یہ غدر کہ علماء ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ چنانچہ علماء دیوبند کو بھی علماء بریلی کافر کہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔

کہ بعض علماء دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے۔

جو پائے مجاہدین (پاگلوں) کے علم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر علم کے برابر کہتے ہیں۔ شیطان کے علم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد کہتے ہیں۔ لہذا وہ کافر ہیں۔ تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو اب کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے۔ لاؤ ہم بھی تمہارے فتویٰ پر دستخط کرتے ہیں۔ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے ایہ عقائد بے شک کفر یہ ہیں۔

ص ۱۳ اصل بات یہ عرض کرنی تھی کہ بریلوی تکفیر اور علماء اسلام کا مرزا صاحب اور مرزا بیوں کو کافر کہنا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے نہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے ہیں۔

Click For More Books

مولوی رفیع الحسن درہنگی
چاندپوری کی کتاب
اشد العذاب کے
چند صفحات کے فوٹو
جن سے ان کے فتوے
معلوم ہو سکیں گے۔
فتاویٰ ص ۳۴ پر
لاحظہ ہوں۔

[illegible]

سے بڑا پرہیزگار و فاضل مسلمان جانتا ہے۔ غرض کسی غرضی دین کا اندازہ قطعی یعنی باطنی کفر اور ارتداد ہے۔ مرد و عورت یہ اندازہ رکھ ہی کے نکاح کر لے۔ مسلمان مرد نہیں ہوتا، بلکہ جو غرضی دین ہے اس کے نکاح سے بھگتاتی امت ارتداد اور کفر ہو جائیگا۔ تو یہ اور ارتداد کا اندازہ کسی کو موجب ارتداد ہی لگنے ہوا ہے کہ وہ غرضیات

دینی ہے۔ تو پھر اس میں اور دو سکے ضروریات دین میں کوئی فرق اس وجہ سے نہیں ہو سکتا ہے
 (۱) سلامتی حقیقت دھرم اور تسلیم اور اقرار ہے تو جو شخص کو عید رسالت اور تمام ضروریات عید
 نے آئی ہے اور ان کو اس طرح تسلیم کر لے جسے وہ ثابت ہونے میں، تو اب اگرچہ وہ فتنہ دہریہ میں
 ضروری ہے اور تاہم ان غیر ہوا ضروری اس کو نہ ملے نہات حقیقہ اور منت ہے کہ اور رسالت

مستحق بخلات میں ہر فرد کے لئے جو کچھ ہندو مذہب کی ادوار کو کچھ اور شیخ اسلام میں ہندوستان کی ہر مذہب کی تمام
بہت کم بخل کی جانتا ہوں ہر فرد میں کوئی اور ان کی ساری کوشش ہے تمام یہ کہ وہ تمام ان کے لئے ہندوستان کی تمام

حیاتِ شریف کے لئے اس لئے سلاہ و ایلان سے کسی شیخ اور کوشش و سچ کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو ایلان و سلاہ
ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلام انبیاء یعنی ان کے انبیاء، نہ جاننا ہر جہت تعلیق کو سادہ و عمدہ ماننا سادہ و عمدہ

ایمان اسکی حادث بتا کہ ہر اللہ تعالیٰ ایک نئی اور قوی خبر سے کہ وہ حق و حقیقت میں ہر گاہ کہ وہ خبر بھی ایسی ہو
 ایک نبی کے دوسرے نبوت کا سبب ہو سہارا دے کہ ہر نبی اور جو شخصوں میں کہ نہ ہونے کے لئے نبی خود سفر
 رکھ لے اور وہ صفاتی کر کے نبی کو مانتا ہے کہ ہر ایک اور اسکی امت کو اگر کہے اور یہی خلاف ہر ایک حادث
 مشروط ہے یا اور ضروریات ہیں کہ اگر کہے کہ قضا فیضی تمام سالانوں کے نزدیک ہر مرتبہ کے لئے ہر ایک

کسی اور ملک کی دیوانہ گئی تھی۔ کات ایسا دور آسان نہ آئے۔ رگ ریش میں سرایت کر کے جو اندر جڑ کر اٹھ گیا
 وہ تمام دنیا کو چلبے کی طرح کرتے تمام ہندوستان کے دریا اور نہریں اسی کے قدموں کے نیچے سے بہتی تھیں
 کراس بن نصیب کو ایک طرف پاؤں کا نصیب نہیں ہو سکتا وہ دنیا کو سب کرے مگر خود تشنگام ہی دنیا سے
 نصبت ہو گا۔ انڈیا، یونیون، جٹ، بالو، جٹ، نصیب، دیوی کے کام کرنے سے سوزہ نہ ہو تا جا رہے قابل
 اعزاز ہے کہ وہ خود بھی سلطان ہے یا نہیں، عقل نہ القیاس کسی فاسق اور فاجر کو دیکھ کر مڑے ذلیل انسان ہیں
 کچھ حب کر یا یا اس کے قلب میں موجود ہے۔

یونانیا کیو! قہر یو! اب بھی کہ تکتے نر از صاحب اور زرد نمون، تکلیفینوں، قہر یو، پنجاب و نہاد گنگا سلاطین
یونانیا کیو ہے۔ معاصی سے نسبت نہیں بلکہ ایمان کی قدر ہے وہ کہ ہے نماز روزہ سے نفرت

اس مسئلہ کو چھل کر دیکھنا چاہئے، احتیاط نگاہ کی جگہ ہونی چاہیے اور یقیناً میں امتیاز نہیں ہو سکتی، مگر ایک چیز دور
 سے دیکھ کر اس سے نظر نہیں آتی اور شک و گمان ہے یہ انسان تو احتیاط کا تقاضا ہی ہے نہ کوئی نہ ملے مگر جب
 قرعہ کھول کر چھل کر دیکھ رہا ہے کہ شیعہ تمام خود بھی جانتا ہے اور دور سے جھڑپا آتی کہ وہ ہے میں کہ شیعہ
 تمام ہے مگر یہ بھی شکاری صاحب کوئی نہیں جانتے اور یہ جانتے ہیں کہ میں احتیاط کرتا ہوں کہ میں یہ آدمی نہ ہو تو
 یاد رہے کہ میں احتیاط کا تقاضا ہے مگر ایک احتیاطی عمل بھی چھل کر دیکھنا چاہیے، احتیاطی عمل یہ ہے کہ میں احتیاطی
 جب ایک شخص نے قطعاً یقیناً ایک ضروری دین کا حکم کیا اور وہ حکم کا مقصد یہ تھا کہ اس کو اب اس کا کفر نہ رہا خود ہے

احتیاطی سے کھڑے ہو کر بڑے بڑے علماء نے یہی مسئلہ کھنکھنایا دین جتنا کہ کسی جانی میں اس کے بعد بھی
 کوئی شخص جو صاحب کو مسلمان ہی کہے تو شک کی وجہ سے ہو جائیے یہ اسلام کی تعظیم کرتا یا جسی علیہ السلام کی تو میں نہ
 کرتا اس کے نزدیک ضروریات اسلام سے نہیں رہتا جو جو جیسے علیہ السلام کے لایا دینے کے بھی جب اس کی مسلمان ہو سکتا
 ہے تو صاحب کی جو اسلام نے گامیاب دینی اور انبیاء علیہم السلام کی تو میں کرنے کی اجازت دی ہے، حالانکہ
 خیر علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور تو میں نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔ تو میں صاحب کو کافر اور تہذیب کے

خود ایک ضروری دین کا حکم دینے کے کافر ہو گیا یا مشکوئی شخص یہ کہے کہ نہ ماننا چاہئے اور نہ کوئی اور ذرا آج کہ
 فسق نہیں اچھا سنی کوئی اپنے نزدیک تا وہ بھی کہے تو اب یہ شخص جو ضروریات دین کے منکر
 ہونے کے کافر ہو گیا اگر تہذیب ہو گیا پھر بھی باوجود اس کے ایک شخص احتیاط کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے مسلمان
 ہی کہو تو اس کا صاحب یہی ہو کہ یہ فرض اور یہ اس کے نزدیک فرض نہیں اس کی فرضیت کا کافر ضروریات دین
 سے نہیں ملتا کہ اس کو فرض جانتا ضروریات دین سے ہے۔ تو اب اس کی احتیاط کا حاصل یہی ہو کہ اس
 نے چار ضروریات دین کا انکار کیا اور خود کافر اور تہذیب آیا۔ حد نہ اس کے معنی کیا کہ یہ چیزیں تو ضروریات
 دین سے ہوں مگر نہ کافر نہ ہو اور مسلمان باقی رہے۔

جیسے کسی مسلمان کو تہذیب و تمدن اور عقائد اسلام پر کیوجہ سے کافر نہ کرنا کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر
 بتایا یا اسلام کی کفر کو عقائد کفر کے باوجود مسلمان کہتا ہے کہ کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام بتا دیا، حالانکہ کفر ہے اور
 اسلام ہے اس مسئلہ کو مسلمان غریب بھی طرح طرح سے گھڑا کر لیں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ امتیاز میں اس کو ضروری دین
 ہو اسے کفر کہنا مکمل ناقص تو یہ وہ دعوات کا تہذیب کرتے تھے پانچوں وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے منکر
 کہ انہیں غریب معین بوت میں قبلہ نہ تھے انہیں بھی مسلمان کہہ گئے، اہل قبلہ کے یہی معنی ہیں کہ تمام ضروریات دین کو

بعض حادثہ دو بند کو مان بریلوی نے فرماتے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں بیٹھنا یا کھڑے ہونے
بجائے کھڑے ہو کر نماز کی اصل اللہ علیہ وسلم کو کہہ کر برابر کھڑے ہونے کے ہم کو بیٹھ کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز
کرنے میں تشریف لے گئے ہیں۔ تاہم حادثہ دو بند فرما رہے ہیں کہ ناصواء کا یہ حکم باطل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے کہہ کر

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اب میں نے دیکھا کہ وہی کچھ روز اشد ملی شدہ اور مسلم کو خاتم النبیین یعنی مراد نبیاً نہ کہجے کسی کو بھی خلیفہ

یہ مسلمان تھے کہ آپ کے اہل ذمہ علم و عمل میں تھے۔ میں کوڑا دے گا۔ آپ کس اہل ذمہ

وہم اہل علم کے لیے یہ سب بیان و بیان و بیان کو کہ وہ کافر ہے اس سے کہ میں نے تو علم حاصل فرمایا ہے

القصہ میں ریلوے کیا سنی اپنے ملک کے کوئی بڑا سبب نہیں ہو سکتا بلکہ علم ہی سے کسی کے علم کو نسبت حاصل ہو سکتی ہے۔

مسلکات کو رد و کفر کے تحت ہم نے صحت کے جنگ میں درمیان آکر اور رافضیہ میں ہم کو آکر

کی ایک عمر و صاحب بیٹک کا فرزند مولوی محمد علی کی جیسی کی امت ہے اگر میں تو میری طمانہ دیوانہ سے

تسین کیا واسطہ دیکھ سکیں تم کچھ کاغذ تو غصہ بھرا کر لکھ کر دے کہ جانتی ہیں تم شکوہ کفر

یہی نہیں جانتے کہ تم لوگ زمین کا مالک کہتے ہو۔ ختم نبوت کا انکار کر کے گفتگو کو اسے جو قرآن و حدیث سے نہاتے

نبوت کو ثابت کرتے ہو۔ مزاحمی نبوت کو مجھ دھمکتے۔ دلی سچ موعود کیا کیا کرتے ہو، امر و نہی کا سہارا

یہ کہ کیا خدا نے اس کے رسولؐ کو ایسے کا زہن ملا کر جو بے اختیار اس کے فضل و تہذیب و تعظیم کو

پیشانی و سر پہ کر یوں کہا جاتے کہ اپنے کو اس سے افضل کیوں قرار دیتے ہو۔ جب اس سے کہا جاتا

جہ کہ تم نے یہ کیا تو جواب دے کہ ہاں کیا نہیں یہی ایسا ہی کیا کرتے تھے ہر کوئی ایسا امر فرمیں دے چکے

سایہ اہم السلام پر بندہ کے غرض جو ملام نکلیا گیا اس سے اندھنس بلکہ اقرار کے ساتھ اس کو صحیح جان

اب تو معلوم ہو گیا کہ کھانا دیو بنٹی تکفیر میں اور مرزا یحیوں کی تکفیر میں فریق و فاسق کا

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں اور وہ صاحب اور مرزا نے قتال کے لئے تو اس کو تسلیم کرتے ہیں، مگر اقرار کرتے ہیں کہ ان کو عین ایمان سمجھتے ہیں اور جو کہیں کہیں کہتے ہیں تو وہ باطل بتائیں، اسلام کا حال یہی ہے، غالباً ہے، ایک جگہ بتا دیا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا وہ اسلام اس کی تفسیر کرنا ہے، پہلے ماہر ہیں مگر ایمان سے دشمنی ہے، مرزا صاحب کو سمجھنا نہیں کہتے، اس فرض سے، رہ رہ کر کھاتا ہے، انہی تعلق مرزا نہیں کو اس سے دہشت اور مسلمانوں کو استقامت و صبر و قوت، "ابھی تک بیوقوف شاعری مسلمانوں سے نہ واقف نہیں کہ ان میں سے کئی کئی کو بھی دیکھ کر مرزا صاحب اور مرزا نہیں کو مسلمان ہی کہے گئے ہیں"

ایک بات جو قابل غور ہے، مرزا نے اپنے اس فرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کرتے ہیں۔
 جس نے ختم نبوت کا تصور جس طرح اس کی عظمت اور عظمت شعلہ کا اقرار ہے اس کا مقصد جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب اس کے پیٹ سے کھینچتے، ایک حد تک مسلمان تھے اور چونکہ وہ باطل تھے اس وجہ سے ان کے کام میں باطل کے ساتھ ہی تھے، تو یہ اہل اسلام غیر نہیں، جیسا کہ ان کی اسی حد تک نہ دکھادیں کہ ان کے جو مسلمان مسمیٰ ختم نبوت کے خدا بنائے گئے تھے وہ ان میں سے تھے، یہی کہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی حتمی نہ ہو گا یا جس طرح وہ ان کو جنوں جگہ لایاں دیکر لاف بولتا تھا اس سے تو یہ کہ مسلمان بڑھا چکی اور نہ دیے تو مرزا صاحب اور مرزا نے ان کا تصور اسلام ہی کے ہوتے ہیں ہی وجہ سے مسلمان دھوکہ کھا کر جاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے بھگتال ہیں جس طرح اسلام کی عظمت کی کہ یہی قرآن کو بھی اتنے ہیں مگر اس پر بھی ایمان لاتے ہیں فرض تمام آیت بالذکر اور ایمان لیں اور ان میں نہ ہو کہ مسلمان کیوں ہوں گے مگر مسلمانوں کے الفاظ میں بتائیں مضبوط نہیں جو قرآن و حدیث نے بتائے ہیں جن میں چار صاحب تفسیرت کہ کفر کی بنیاد ڈالی ہے، لہذا جو بدعت مرزا صاحب و مرزا نہیں کی مکمل جاتی ہیں، جب تک ان مضامین سے صحت تو یہ نہ دکھائیں یا تو یہ دکر ہیں تو ان کا یہ اعتبار نہیں مسلمانوں کی حقیقت کے لئے مرزا صاحب اور ان کے اوتاب کے چند اقوال بکھڑے ہیں اور نہ حقیقت کو معلوم اور کھڑے رائے کفریات بھرے ہوں گے۔

جہاں ہی اسلام کی خدات میں فرض ہے کہ اس عاجز حاج الی رست اللہ الغفار کے لئے اور عبد اللہ اسلام لیتے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے اور خاتمہ بالقرآن۔ آمین۔

جس طرح اسلام کی توہین کے متعلق جو مرزا نے صاحب دیتے ہیں وہ تو ہمیں اسلام میں بغض و تعاقب پورے آگئے ہیں، رہا ختم نبوت، دعویٰ نبوت سو پستیوں کیلئے تو مرزا صاحب کی عبارت ہی جاتی ہیں کہ مرزا صاحب

علماء دیوبند جواب دیں

عرب و عجم کے علمائے اہل سنت نے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات، کلمات، مقالات پر کفر کا فتویٰ دیا ہے خود علمائے دیوبند بھی ایسی عبارات اور ایسے کلمات کے بارے میں کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ ان فتوؤں کا حاصل یہ ہے کہ جو ایسا کہے وہ کافر ہے یعنی ان فتوؤں کا تعلق الفاظ سے ہے عقیدہ اور نیت سے نہیں ہے۔

علمائے دیوبند اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے پورا زور اس پر صرف کر دیتے ہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ علمائے عرب نے جب پوچھا کہ تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟ تو ان کے جواب میں بھی یہی لکھا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ حالانکہ جب فتویٰ کفر کا تعلق لفظوں سے ہو اور سوال بھی یہ کیا جائے کہ لفظ تم نے کہے ہیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ گستاخانہ الفاظ ہم نے نہیں کہے، مگر وہ ایسا نہیں کہتے کیونکہ یہ الفاظ ان کی کتابوں میں چھپے ہوئے موجود ہیں اور پیش نظر کتاب دعوتِ فکر میں بھی ان کا عکس موجود ہے۔ لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ عقیدے کا تعلق دل سے ہے اور دل کو چیر کر کون دیکھ سکے گا۔

علماء دیوبند سے استفسار

- ۱۔ جو شخص عقیدہ رکھے بغیر گستاخانہ عبارات و کلمات کہتا ہے علمائے عرب و عجم کے ارشادات الشہاب الثاقب، اشد العذاب اور المہند کی روشنی میں اس کا کیا حکم ہے؟
- ۲۔ وہ گستاخانہ عبارات، مقالات، اور کلمات جن پر عرب و عجم کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے علماء دیوبند نے کسی کتاب میں لکھے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں لکھے تو آئندہ صفحات میں جن کتابوں کے عکس دیئے جا رہے ہیں وہ کتابیں کس کی تصنیفات ہیں؟ کس نے شائع کی ہیں؟ اور آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہیں۔

تبش قصوری

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نام کتاب: تحذیر الناس

مصنف: مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی۔

صفحہ نمبر: ۲۴، ۱۸، ۵۰، ۴

خط کشیدہ عبارت ص ۵۰ کی ابتدا میں بتایا ”عوام کے خیال میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ زمانہ کے تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“

اس بات کو بنیاد قرار دے کر آیہ مبارکہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رُّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ^(۱)۔ پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ اس آیت کو تاخر زمانی کے معنی میں لیا جائے تو یہ آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں نہیں ہو سکتی۔ چونکہ یہ آیت مقام مدح میں واقع ہے اس لئے خاتم بمعنی آخری نبی نہیں ہو سکتا۔

پھر اس پر حریضاً اضافہ کیا۔ اگر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا جائے تو اس سے تین خرابیاں لازم آئیں گی۔

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ گوئی کا وہم ہوگا (نعوذ باللہ) کیونکہ جب خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا گیا تو یہ آیت کریمہ مدح نہ ہوگی اور لفظ خاتم اوصاف نبوت میں سے نہ ہوگا۔ بلکہ قد وقامت اور شکل و رنگ کی طرح ایسا وصف ہوگا جس کو نبوت اور اس کے فضائل میں دخل نہ ہوگا۔

دوسری خرابی یہ لازم آئے گی کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نقصان قد رکا احتمال ہوگا کیونکہ خاتم النبیین کا معنی اگر آخری نبی مان لیا گیا تو اب یہ وصف مدح اور کمال نہ رہے گا۔ جبکہ ایسے اوصاف جن میں مدح کمال نہ ہوا یہ ویسے ویسے لوگوں کے لئے بیان کیے جاتے ہیں۔

تیسری خرابی کو یوں بیان کیا اگر اس آیت قرآنی میں اس دین کے آخری ہونے کو بیان کرنا مان لیا جائے جو اگرچہ قابل لحاظ ہو سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں قرآنی آیت کے دونوں جملوں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رُّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں بے ربطی پیدا ہو جائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے معجزہ کلام میں متصور نہیں ہو سکتی۔

ان تین مفروضہ و لائل سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی (تاخر زمانی)

1۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اللہ کے رسول ہیں اور اس کے نبیوں کے پچھلے۔ (الاحزاب۔ ۵)

درست نہیں ہے۔ لکھا کہ یہاں خاتم النہین کی خاتمیت کی بنیاد اور بات پر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں خاتم کا معنی بالذات (بلا واسطہ) نبی کے ہیں یعنی خود حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور دیگر انبیاء علیہم السلام بالعرض بالواسطہ نبی ہیں۔

پھر ص ۱۸ اور ۳۴ میں اس بات کی تصریح کر دی ہے۔ آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تب بھی خاتمیت محمد یہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

بعض لوگ یہاں پر لفظ ”فرض“ کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بات فرض کی معنی ہے جبکہ فرض تو محال کو بھی کہا جاسکتا ہے۔ حالانکہ وہ چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جاسکتا ہے مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی۔ جبکہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔

نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے۔ بلکہ فرض تجویزی ہے۔ اس لئے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے۔ غرض یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال کہنا (جبکہ یہی معنی قطعی ہے اور اسی پر اجماع صحابہ اور اجماع امت ہے۔) پھر واضح طور پر تاخر زمانی کے لحاظ سے آخری نبی کے معنی کو تین طرح سے نادرست ثابت کرنا اور ساتھ ہی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النہین کا معنی بالذات نبی کے ہیں اور اس پر صراحتہ بار بار یہ کہہ دینا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو ”خاتمیت محمد یہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

یہی وہ عبارات ہیں جن کی بنیاد پر قادیانی مرزا نے اپنی نبوت کی عمارت قائم کی۔

تاہم تصویر

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اِسْمُهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد لله والمنة كریہ رسالہ طائفہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ
نانوتوی، مزیل التنبیہ اور موقع اثر ابن عباس مثنیٰ :

تحذیر التائبین

از حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

مختصر نبوت اور فضیلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

کے موضوع پر نہایت جامع و محققانہ کتاب

مع تکرار

از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

ناشر

دارالاشاعت - لاہور

فون ۲۱۳۶۹۸

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بتبع یک نام کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی وہ بارہ قول ابن عباسؓ جو در فثو وغیرہ میں ہے۔ ان اللہ خلق سبہ ارضین فی کل ارض آدم کا دم کا دم کا دم کن حکم ابراہیم کا براہیم و عیسیٰ کیسا کہ وہ نبی کتبیکہ کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے۔ اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں۔ اور ہر طبقہ میں مخلوق خاص ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طہات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ وہ خاتم مائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر و لغد کو معنا بنی آدم میں ہے۔ اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے۔ بلا جراح اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ نہیں دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں۔ آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہو مگر تو میں اسی کو مان لوں گا۔ میرا امر اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محمل میں یا نہیں۔ اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہو گا یا نہیں۔ بیوقوف و جاہل

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله خاتم النبيين و سيد المرسلين والحمد لله اجمعين۔ بعد حمد و صلوة کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ جو سوا رام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوا
کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وکن رسول
اللہ وخاتہر النبیین فرما اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف
کو اوصاف مدح میں سے نہ کیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیکھے تو البتہ
خاتیت یا تبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے
کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اہیں ایک تو خدا کی جانب نفوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے
آخر اس وصف میں اور قدر و قامت و شکل و رنگ و سبب و نسب و سکونت و غیرہ
اور اس میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا
اور وہی کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا
احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں ۱۰ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔
باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدیان نبوت کیا ہے جو کل
جہوٹے دعویٰ کر کے خلافت کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر تلبہ مآل
محمداً بالحد من تہجاً لکھ اور جلد و لکن ترسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا۔
جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک مستدرک منہ اور دوسرے کو استدرک قرار
دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں
منصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ
بناء خاتیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجانا
ہے۔ اور افضلیت نبوی و دبالا جو باقی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف
بالعرض کا قعد موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف بالعرض
کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی
ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب
اور استعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجیے زمین و کسار اور در و دیوار کا نور اگر
آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف

۱۲ اور ایسے دیے لوگ کہ اس قسم کے حوال بیان کرنے میں

Click For More Books

سلسلہ علم و عمل کیا چلے۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہو گا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم البین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس نقطہ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کیجئے۔ اسی طرح اطلاق نقطہ شلمیں جو آیه اللہ الذی خلق سبعة سموات والارض شلمیں یتزل الامر بینہما ۛ میں واقع ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ سوار تباثن ذاتی ارض و سما جو لفظ سموات اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بہت زیادہ استنارہ ہے اور نیز علاوہ اس تباثن کے جو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف تباث ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارقت بین السماء والارض مقصور ہے۔ اور بالترتیب مستثنیٰ ہے بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہئے سو اس میں سے مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوعہ سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضیں معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدعة الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورہ مدید کی تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے

ومن ابی ہريرة قال بینما نبی اللہ صلعم جالس واصحابہ اذا اتی علیہم صحابہ وقال نبی اللہ صلعم هل تدرون ما هذا قالوا لا واللہ ورسولہ اعلم قال هذا العنان هذه راویا الارض یوقها اللہ الی قوم لا یشکرون ولا یدعونہ ثم قال هل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الترفیع سقف محفوظ وموجہ مکفوف ثم قال هل تدرون ما بینکم ومبینہا قال اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم ومبینہا خمسۃ مائۃ ثم قال هل تدرون ما فوق ذالک قال اللہ ورسولہ اعلم قال سماء اذن بعد ما بینہما خمسۃ مائۃ ثم قال کذا مک حتمی حد سبع سموات

marhatab.com

Click For More Books

ہوں گی اور اوپر کے زمین کی فردا کل اعنی محمد رسول اللہ صلیم کی روح پاک جیسے ارواح انبیاء و موفیہیں کے لئے منبع ہوگی ایسے ہی فردا کل زمین ثانی کے لئے بھی منبع ہوگی، اور اس کی روح پاک باقی اس زمین کے مکان کے لئے بھی منبع ہوگی اور فردا کل زمین سوم کے لئے بھی منبع ہوگی علیٰ ہذا القیاس نیچے زمین تک خیال کرو اور تقریر سے یہ دہم بھی مرتفع ہو گیا کہ یہاں کا ہر فرد حاکم و مینوع محمد اور ارضی ماتحت کی افراد متبادل و متناظرہ اپنے اپنے نظائر کے تابع بلکہ نقطہ فردا کل کا قبوع ہونا اور ارضی مافصل کے فردا کل کا اس کی نسبت اولیٰ تابع اور اس کے سبب افراد باقیہ کا تابع ہونا سمجھا جاتا ہے مثال مطلوب ہے تو اولیٰ آفتاب اور آئینہ کے حال پر غور کیجئے اور یہ کی دھو میں ان دھوپوں کی اصل نہیں جو آئینہ صحن سے پیدا ہونے میں دوسرے دیکھے لاث تو لغشت پر مثلاً حاکم پر اس کی اردلی کے لوگ اس کی اردلی کے حاکم نہیں البتہ لاث بواسطہ لغشت ان پر بھی حاکم ہے جیسے آفتاب بواسطہ آئینہ نیچے کی دھوپوں کا بھی محذوم تھا اس تقدیر پر نیچے کی زمین سے سلسلہ نبوت شروع ہو گا اور رسول اللہ صلیم کے اوپر وہ سلسلہ ختم ہو گا جیسے یہاں کی نبوت کا سلسلہ بھی آپ ہی پر اختتام پاتا ہے اتنا فرق ہے کہ یہاں انبیاء باقیہ میں باہم نسبت حکومت و حکمرانی محض باشارہ عقلی نہیں نکال سکتے اور نیچے کی زمین سے جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس میں باشارہ عقلی ہم کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے زمین واسے میسری زمین والوں پر حاکم ہیں۔ اور میسری زمین واسے چوتھی زمین والوں پر علیٰ ہذا القیاس سو اس فرق کی تصحیح اگر مثال سے منظور ہے تو سنئے کہ ہم بادشاہ کو لاث پر اور لاث کو لغشت پر حاکم تو فقط اتنی ہی بات کے بہرہ جز سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو ان مراتب کا باہم فوق و تحت ہونا معلوم ہے پر لاث یا لغشت کے حکمران و علمہ میں یہ حکم برابر جاری نہیں کر سکتے غرض ایک سلسلہ نبوت توفیق تحت میں واقع ہے اور باقیہ فرق مراتب مکانی اسکے فرق مراتب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ایک سلسلہ نبوت ماضی و مستقبل میں واقع ہے اور باقیہ فرق مراتب زمانی اس کے فرق مراتب کی طرف سے کی گئی شرح اس کی یہ ہے کہ

نام کتاب: حفظ الایمان

مصنف: مولوی محمد اشرف علی تھانوی

مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ

صفحہ نمبر: ۱۴

آئندہ صفحات میں مولوی محمد اشرف علی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" کے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق بحث کرتے ہوئے علم غیب بالواسطہ کل ہوگا یہ بعض کل تو عقلاً محال ہے اور اگر بعض ہے تو ایسا علم ہر مہی (بچے)، مجنون (پاگل)، حیوانات اور بہائم (چوپائیوں)، کو بھی حاصل ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے؟ ظاہر ہے کہ جب کل علم محال ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بعض علوم مان کر ان علوم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پاگلوں، بچوں، حیوانوں، اور چوپائیوں کے ساتھ تشبیہ دینا کس مسلمان کو برداشت ہو سکتا ہے؟

جبکہ کوئی غیرت مند انسان اپنے باپ جیسے بزرگوں کے لئے مادی جسم کے لحاظ سے بھی حیوانوں اور چوپائیوں کے ساتھ تشبیہ کو گوارا نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ان کے روحانی کمالیں یہ تشبیہ گوارا کر لی جائے۔

جبکہ عرف اور محاورہ میں کسی معزز شخصیت کو حقیر چیزوں کے ساتھ اشتراک کے طور پر ذکر کرنا معزز شخصیت کی توہین قرار پاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مجلس میں جب یہ ذکر ہوا کہ نمازی کے آگے سے کتے، گدھے اور عورت کے گزرنے سے نماز نوت جاتی ہے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا۔

”تم نے ہمیں (عورتوں کو) کتے اور گدھے کے مشابہ کر دیا۔ تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے مساوی کر دیا۔“ (مسلم شریف ص ۲۱۸)

اس واقعہ میں صرف جنس عورت کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ کیا گیا ہے جبکہ کسی معزز شخصیت کا ذکر تو کیا کسی شخص کا بھی ذکر نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس انداز سے بیان کو عورتوں کی توہین قرار دیا۔

Click For More Books

حفظ الایمان

مَعَ
بَسِطُ الْبَيَانِ وَتَغْيِيرُ الْعُنْوَانِ

— (مُصَنَّفًا) —
حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صفا

— (نَاشِرًا) —
شَدِیْقِی کُتُبِ خانہ

مقابل آرام باغ کراچی ۱۰

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہ تاویل استنادی سبب کے بھی اطلاق کرنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں۔ پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب میں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں۔ دفعۃً بانشر منہا تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین مجازت دینا گوارا کر سکتا ہے؟ اس بنا پر تو بانوا فقروں کی تمام تر بے ہودہ صلاحیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی تو شریعت کیا ہوئی بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بتایا جب چاہا مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اسی غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر مسمیٰ (بجگہ) و معنوں (یا کل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر غیب کو سب کے لئے کالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مؤمن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے۔ اور التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نام کتاب: براہین قاطعہ

مصنف: مولوی خلیل احمد انیسٹروی

مصدقہ: مولوی رشید احمد گنگوہی

مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی

”شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں“

اس عبارت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔“ (معاذ اللہ) حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس من گھڑت روایت کو نقل کر کے اس کا کیا ہے اور آخر میں ”اصلے ندارد“ فرمایا ہے کہ اس روایت کا کوئی ثبوت اور اصل نہیں۔

دیکھئے کتاب مدارج النبوة جلد 1 ص 7۔

”جوابش آنت کہ ایں سخن اصلے ندارد“

حضرت شیخ متقی علیہ الرحمہ کے آخری جملہ ”اصلی ندارد کو چھوڑ دیا اور مردود روایت کو حضرت کی طرف منسوب کر دیا۔

خط کشیدہ دوسری عبارت میں ہے۔

”شیطان سے افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہوگا۔ معاذ اللہ“

اس عبارت میں مولوی خلیل احمد انیسٹروی اپنے مخالف مولف ”انوار الساطعہ“ کا رد کرتے ہوئے اس پر الزام دے رہے ہیں کہ مولف اپنے زعم میں بڑا اکل ایمان ہے۔ تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر شیطان سے اعلم میں بڑا اور اعلم من الشیطان ہوگا۔ انیسٹروی صاحب نے شیطان سے افضل واعلم ہونے کو گناہ سمجھتے ہوئے ساتھ ہی معاذ اللہ کہہ دیا۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ کسی کا شیطان سے افضل ہونا مولوی صاحب کو گواہ نہیں۔ اسی لیے انھوں نے اس کے بعد ضرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسعت علم کی نفی کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو نام روئے زمین کا اعلم ہے اور یہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ لہذا شیطان اور ملک الموت کے لئے ایسا اعلم جو محیط روئے زمین ہونا ضروری ہے۔

اور پھر کہا کہ شیطان اور ملک الموت کے اس حال پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیاس نہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیا جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وسعتِ علم پر کوئی نص نہیں ہے۔ لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایسا علم ماننا شرک ہے۔

اس بحث سے قطع نظر کہ شیطان کے لیے علم محیطِ روئے زمین کے اثبات پر کوئی نص قطعی ہے اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہی وسعتِ علمی شرک اور کفر کیسے ہوگئی، جبکہ شیطان کے لئے یہی وسعتِ علمی ثابت ہو۔

ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں شیطان کا ذکر کرنا اور پھر علمی کمال میں شیطان کو بڑھانا اور اس کے مقابلے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کمال میں نیچا دکھانا کیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی ہے یا نہیں؟

پہلے براہینِ قاطعہ کے ص 6 کا عکس ملاحظہ ہو۔ خط کشیدہ عبارت جس میں ہمیں نے اللہ تعالیٰ کے لئے امکانِ کذب جھوٹ کا قول کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ خلف وعید امکانِ کذب ہے۔ حالانکہ قیامت میں خلف وعید بالفعل متحقق ہے۔ جس سے ان کے نزدیک کذب بالفعل متحقق ہونا ثابت ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سے بالفعل کذب کا صدور ماننا کفر ہے۔

نوٹ: براہینِ قاطعہ کے ص 55-6 کے عکس میں یہ خیال رہے کہ صفحہ میں درمیانی خط کے نیچے براہینِ قاطعہ ہے۔ اور اوپر انوارِ ساطعہ

تابشِ قصوری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



البراهین القاطعة

على
ظلام الانجيل الساطعة
الملقب

بالدلائل الواضحة

على
كراهة المسيح من الملوك والفاطحة

بارضرت بقرينة سلف محمد الخلف من التقدير والحمد من تاج السلام الكالين من جلاله وشاربه احمد رضا لنگرہوی قس

دارالانشاعت

اردو بازار ایم ایے جناح روڈ ۵ کراچی ۱

اشاعت اول، ۱۰۰۰

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مکملہ خلاصہ، محمد

۱۷ واضح شد نیز چوبی صدی ۱۸ اقرار کرنے والے

اور بادی سوتے ہی ہر جگہ ملک الموت موجود ہے اور مشاہدہ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت کے سر پہنچتا ہے جو تپے موت کے کسی اور جگہ کے بھی حدیث طویل و دراز قاضی شمس الدین نے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے ایک بیٹ کو کھڑا کر اور بن مندو اس میں بیٹگی ہو کر ملک الموت رسول حضرت علیؑ سلم سے بیان کیا کہ ایسا گوئی مگر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا مکمل طرف لہو کہ تو ہر روز رات اور دن دیکھتا رہتا ہوں ماز ہر چھوٹے جوتے کو ایسا پہناتا ہوں کہ وہ خوبصورت ہو جائے گا اور بد چلتے ہیں انے انے عادیث سے معلوم ہو کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے جہاں ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مستطیع، دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے، وہ تمہارے سانس نکالتا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ ان کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ ذات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام دنیا، م کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے چاہا یا بعد اس کے لکھا ہے حافظہ علی ذلک جہاں اللہ ملک الموت علی نظر و ملک میں ہر مکان نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا حتیٰ کہ لکھامہ اب عالم ہمسام محسوس میرا کی مثال سمیٹے، کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک، بادی دنیا کی گھیر کرے جہاں جاوے گا چاہے کو کسور پاوے گا اور سورج کو کسی پاوے گا پھر آج کے لکھامہ سب جگہ موجود ہے اور ایک سوچ سب جگہ موجود رہتا ہے قاعدہ سے چلیے کہ کافر جاوے کہ اس نے چاہا کہ ہر جگہ موجود رہا حال کو تحقیق یہ ہے کہ وہ مشرب ہے و کافر خاصہ سلطان ہے پس اس

حضرت خضرؑ کا حال سے زیادہ پرکار دہنتے اور حضرت موسیٰؑ کو باوجود فضیلت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضرؑ مقبول کی برابر اس علم مشاہدہ کو میدان کر سکتے ہیں آفتاب و مانتاب کو جو اس ہیئت و سمت نور پر رہتا یا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ سمت و سمت معلوم اس کا حال مشاہدہ اور خصوصیت قطعیہ سے معلوم جواب اس کی، افضل قیاس کر کے اس میں بھی شش یا زائد اس مقبول کتابت کی کسی مانتا کی طرح کام نہیں اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کر قیاس کتابت جو جواب ملے قطعی میں قطعیات نفسوی کتابت جسے ہم نے کہہ دیا بعد میں یہاں مفید نہیں لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مکلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ ملحق کا مگر فاسد کیا جائے تو کتب کمال التفات ہو گا دوسرے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہو گئے اس کا خلاف کس طرح قبول ہو سکتا ہے بلکہ سب قرآن و حدیث کا رد ہو گا خود بخود عالم علیہ السلام قبول کرتے ہیں و لہذا اور حایض بی وادامہ حکم و احداث اور نسخ و احوال و اشیاء کرتے ہیں کہ کفر و ار کے کچھ کا بھی کفر نہیں اور ان کے کفر کا مسئلہ بھی مجرد ان و غیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگر چہ حق ہوں اور خود مکلف بھی شیطان سے افضل ہیں تو ان سب عوام میں اسب فضیلت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو کسی پر جو علم صریح نہ ہو ثابت کر دے اور مکلف کو اپنے ذہن سے یہ اہم نکالنا چاہیے کہ شیطان سے ضرور افضل ہو کر اس عالم شیطان ہو گا سزا دہندہ مکلف کے لیے عمل پر عجب بھی جو تپے اور عجب بھی جو تپے کہ کسی نالائق بات نہ کہ اس کا کس قدر دور از علم و عقل ہے، حاصل ضرر کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھو علم حیات زمین کافر عالم کو خلاف و خصوصیت قطعیہ کا اصل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شروع نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ شیطان و ملک الموت کو یہ سمت و سمت نفس کتابت ہوئی، کفر ظالم و سمت علم کی کوئی نفس طوی کہ جس سے تمام نفسی گور کے ایک مشرب ثابت کرتا ہے اور اس کی تحریف تہذیب

نہ محمدؐ کو فضیلت حاصل ہونے سے مراد حق ہے

نہ محمدؐ کو فضیلت حاصل ہونے سے مراد حق ہے

نام کتاب: صراط مستقیم

مصنف: اسماعیل دہلوی۔

مطبوعہ: ادارہ نشریات الاسلام قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

ذکورہ صفحہ میں نشان زدہ عبارت کا مفہوم:

”نماز میں زنا کے دوسے سے بیوی کے ساتھ جماعت کے خیال کو بہتر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ دگانے کو گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہو جانے کے مقابلے میں بدتر قرار دیا گیا ہے“ (نعوذ باللہ من ذالک)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال آنا یا نمازی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کرنا ایسا معاملہ ہے کہ قرآن پاک یا نماز میں پڑھے جانے والے کلمات کے مفہوم کو سمجھنے والا ذی شعور نمازی اپنی نماز کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور اور خیال سے بچ نہیں سکتا، بلکہ اس کے لئے یہ امر ناممکن ہے کہ عنوان کی تلاوت کرے اور معنوں کی طرف خیال نہ جائے، لہذا ایسے نمازی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو ترک کرنے کی پابندی، تکلیف مالا بلاق ہے۔“

اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: صَلُّوا اخْفَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اَصْلٰبِيْ یعنی نماز کی ادائیگی میں میری ادائیگی کا خیال رکھو۔

اس حدیث میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اس شرعی اور عقلی حقیقت کے باوجود بحث میں پڑے بغیر ہم جو عرض کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ زنا جماعت، بیل گدھے جیسی حقیر چیزوں کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جائے؟

”صراط مستقیم“ کی زیر بحث عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گدھے اور بیل کے ساتھ نہ صرف ذکر ہے، بلکہ یہاں تو صراحتہً مقابلہ کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

حالانکہ زنا اور بیوی کے ساتھ جماعت کے خیال کو ذکر کرتے ہوئے یہ احتیاط برتی گئی ہے کہ یہاں ان دونوں کا مقابلہ بہتری میں کیا اور جماعت کے خیال کو بہتر قرار دیا گیا۔

تاہم قصور

1۔ جس کی دو طاقت جس رکھتے۔

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صراطِ مستقیم

مترجم اردو

از
مولانا اسماعیل شہید

ادارۃ النشیرۃ اسلامیہ لاہور
قذافی مارکیٹ لاہور
اردو بازار

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کار پا کاں راقی اس از خود گیر گسرہ ماند در نوشتن شیر و شیر
حضرت خضر علیہ السلام کے لئے تو کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کے مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا
اور دوسروں کے لئے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ شکر کی
تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں میں سے ہو جاتی
تھی اس لئے کہ وہ تدبیر اشد میں شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو
شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی باطل اس کے برخلاف ہے اور
جس شخص پر یہ مقام مکمل جاتا ہے وہ جانتا ہے ہاں بمقتضائے غلظت بَعْضُهَا تَوْفِی بَعْضُ زِنَا کے
دوسرے اپنی بلبل کی ہمارت کا خیال بہتر ہے اور شیخی یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ مناسب
رہات گام ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے
بڑا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال کو تقسیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چھٹ جاتا ہے اور بیل
اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر جمیدگی ہوتی ہے اور نہ تقسیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور
غیر کی یہ تقسیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرے جاتی ہے حاصل کلام اس
جگہ دوسلوں کے مرتبوں کے تفاوت کا بیان کرنا مقصود ہے انسان کو چاہیے کہ آگاہی حاصل
کرے کہ کیا فائدے کے ساتھ اشد عزوجل کے حضور سے نہ رہے اور پیچھے نہ پڑے اور اس موقع پر
اس خلل کا علاج اس طرح سے بیان کرنا مقصود ہے کہ ہر کس دن اس کو سمجھ سکے۔ پس اگر
دوسرے بدترین دساؤں سے ہو تو نہایت ہی التماس کے ساتھ دعا کرے اگرچہ ساری چیزوں کے
حاصل ہونے کا مدار اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے لیکن بعض چیزوں میں ظاہری اسباب کو کسی قدر
مداخلت ہوتی ہے اور ان دوسلوں کا دفع کرنا تو بالکل اسی کے فضل پر منحصر ہے ظاہری اسباب
کو اس میں کچھ دخل نہیں اور اپنے پیر کی خدمت میں بھی عرض کرے کہ کیونکہ میرا اس کام میں اس
سے زیادہ باخبر ہے شاید کوئی عمدہ تدبیر بتلا دے اور دعا کرے اور شیطان یا نفس کی طرف
سے اس دوسرے کے علاوہ کوئی اور دوسرے ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ مثلاً اگر وہ دوسرے
غیر کی نماز میں پیش آیا ہے تو فرض اور سنتوں سے خارج ہو کر تنہائی اور خلوت میں دوسرے کو
دل سے بالکل نکال کر سولہ رکعتیں تہنہ بڑھے اور یہ جب یہ ہے کہ ساری رکعتوں میں نیلالت
یعنی اندھیرے ہی ہو رہے ہیں بعض سے بعض ادھر ہیں۔

دعوتِ فکر

نام کتاب: الجہد المقل

مصنفہ: مولوی محمد الحسن دیوبندی

مطبوعہ: مکتبہ بدالی، ساڈھورہ

2۔ رسالہ: یک روزہ

مصنفہ: اسماعیل دہلوی

مطبوعہ: فاروقی کتب خانہ ملتان

جھوٹ اور کذب ایسی برائی ہے جس کے فحش ہونے پر تمام ملتیں متفق ہیں۔ اسی لئے اس کو فحش لذت قرار دیا گیا ہے مگر علماء دیوبند مولوی محمد اسماعیل کی تھکید میں اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور وہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ کا لقا کر سکتا ہے۔

اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹی بات کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی یہ قدرت حاصل ہونی چاہئے، ورنہ بندہ کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔
حالانکہ تمام امت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ کذب، نقص اور عیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور عیب اور نقص کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے۔ جبکہ بندہ کے لئے نقص اور عیب محال نہیں۔

جائزہ قصوری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سورة الفاتحة

بجملہ اعلیٰ کم انعام دین یا مہم سعادت الیقین میں ساری توفیق مجازۃً
شکر لائل غفور محمدت ابتجاء اللعزیز المستفی -

الجهد المقل

فتنریه

المُعْزِلُ الْمُنْزِلُ

ایضاً تین تصنیفات شریفہ علامہ اہل حضرت مولانا محمود حسن صاحب

مدار استیجاری میروند

۳۵۔ استقام العباد للبلو بالبلوی محمد الدوری علیہ

طَبِيعُ الْبَرِّ إِلَى الْوَلَدِ هُوَ

حیثیت اور جہد و کوشش سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہر قدر صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہیں کیونکہ کلام غنی کے تو معنی منکر ہیں جو کلام
یہ ہوا کہ کلام لفظی یا قبیل افعال سے از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اس کی صفات کا بیان
وہ بالبداهتہ صفت فعلی ہوگی نہ صفت ذاتی ہمارا مطلب اس موقع میں فقط یہی ہے کہ صدق و
کذب مذکور صفات فعلیہ ہیں سو وہ تو بجا الحدیث ثابت و ظاہر ہو گیا مگر دو باتیں ہمارے مفید مطالعہ
مذکور سے اوجہ معلوم ہو گئیں اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت متعلق کے لئے جو کہ صفات
فعلیہ میں داخل ہے بیچ و بچہ جہان لا یفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے و جس
یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا وہ بیان
علی الصلحہ و مستشرق بطلانہ فرماتا اس کے لئے دلیل شافی جو یہ مصلحت باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

مقدمہ ہفتم

ہر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبلیج اور قدرت علی التبعاج میں زمین آسمان کا فرق ہے مراحل کو عند
اہل السنۃ پر نسبت ذات خالق امکانات محال کہا جائے تب تو اوجہ مسلمت میں سے ہے جب
چاہتے ہیں کہ ذات فعلی شانہ سے افعال قبو کے صدور کی ذمت نہیں سکتی لیکن خالص
کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جل جلالہ حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ خرابی ہے ممکنات کے صدور
میں ہے نفس مقدوریتہ میں اصلاح کوئی خرابی لازم نہیں آتی اگرچہ تاہے تو کمال تقدہ ثابت ہوتا
ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے میں عموم تقدہ علی امکانات جو داخل کمال امکانات
اہل سنت میں سے ہے باطل ہو جائے گا کتب عقاید میں قدرت تعالیٰ ہم سائر امکانات اور ممکن
مقدورہ موجود ہے اور امکان کو مصمم مقدوریتہ کہنا سب کا قیل ہے بہر صورت مقدوریتہ قبلیج میں
سواء شاہ مذکورہ استماع ذاتی میں سے کسی کا تحقق لازم نہیں آتا تو اب افعال قبو کو قدرت تدبیر حق
تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہیں البتہ جو امور ایسے ہوں کہ ان کے امکان صدور سے انکار
ذات عن نفسہ یا انکار کا لازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب غیرہ تو ان کو اگر قدرت تدبیر سے
خارج ملنے تو حق ہے کہ لایفعل علی السبب یا بحدہ قبلیج کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا و مذہب
اہل سنت ہے البتہ جو اقسام تابع بالظہر ان کے تحقق و فیصد و کے کسی ذمت نہیں آ سکتی چنانچہ خلاصہ
جو اگر قبلیج تحت تقدہ داخل ہو کر جو حکمت و عدل و تقدس مجتمع الوقوع میں یہ ہرگز نہیں کہ امور

Click For More Books

اَوَّلُ مَا تَلَا فِي حَقِّهِ الْقُرْآنَ فَكَانَ مِنْهُ لَقَدْ عَلِمْتُمْ فِيهِ مُخَوَّلًا
وَمَا تَلَا فِي حَقِّهِ الْقُرْآنَ فَكَانَ مِنْهُ لَقَدْ عَلِمْتُمْ فِيهِ مُخَوَّلًا

وہ جس نے آسمان اور
زمین پیدا کی ہیں۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان
جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے۔ مژدہ و قلم ہے اور وہ بڑے
بیدار و خوالہ و خوش طبع والا ہے۔ جب کہ کسی پر کلام کرے تو اس کا سہل و آسان ہے کہ اس پر کوئی
کہ ہو چاہے برائی ہے۔

یک روز

فارسی

ارتقینف

حضرت مولینا شاہ محمد اسماعیل شہید

ناشر

فاروقی کتب خانہ بکسیر سلطنت

تعداد اشاعت ایک ہزار

بند محال کو بند نہ کرے۔

قیمت ۳۶ روپے

صدر ایڈیٹر پریس خان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اقول۔ اگر قول یہ وقوعِ مثلِ مذکور تجویزِ کذبِ مسطور است معاذ اللہ ذلک
 واما قول: ممکن مثلِ مذکور پس مستلزم امکانِ کذبِ مسطور نیست۔ ملا و بریں
 قول کہ بہ امکانِ مثلِ مذکور یاس و تہرہم سے تو اند شد کہ اصلاً اختیارِ عدم وقوعِ اوائس واقع
 نمی شد و عدم اختیارِ عدم وقوعِ مثلِ مذکور بل بہ عدم اختیارِ بقرآن مجید راست ادا اصل
 ممکن نیست و غل تحتِ قدرتِ الہیہ کہا قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ
عَلَيْكُمْ وَلَا تَأَذَّرْتُمْ الْكُتُبَ، و نیز بعد اختیارِ ممکن است کہ ایشانرا فراموش گردانید و شود پس
 قول: ممکن وجودِ مثلِ مسطور متعجب بہ تکذیبِ نفسِ الانحوس گردد و سلبِ قرآن مجید و حقیر
 انزالِ ممکن است و غل تحتِ قدرتِ الہیہ کہ قال اللہ تعالیٰ وَلَنَرِيَنَّ لَكَ مَا لَا ظَنُّكَ بِهِ وَإِنَّكَ عِنْدَ عَيْنَيْ
إِلَٰهِكَ لَعَدُوٌّ مُّكَذِّبٌ۔

قوله۔ وهو محال لانه نقص والنقص عليه تعالى محال۔

اقول اگر مراد از محال متمنع لذات است کہ تحتِ قدرتِ الہیہ داخل نیست
 پس لائسم کہ کذبِ مذکور محال بمعنی مسطور باشد چه مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع و الاعا
 آں بر طبقہ و انہیہ خارج از قدرتِ الہیہ نیست و لا لازم آید کہ قدرتِ انسانی از یہ
 از قدرتِ ربانی باشد چه عقدہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع و اقلے اکی بر مخاطبین و در قدرت
 انفرادی انسانی است۔ کذبِ مذکور اسے من فی حکمت است پس متمنع بالغیر است۔
 بعد عدم کذبِ الالہیہ است حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ ہاں مرجع
 نہ مخلفِ اخرس و محاد کہ ایشان را کہے بعدم کذبِ مرجع کے کنندہ و غیر ظاہر است

Click For More Books

کہ سفت کمال ہیں کہ کھنچے کہ قدرت بڑی کلمہ گزشتہ ہے۔ و بنا بر مایت سے ہے۔
حکمت تنزیہ از طویش کذب کلمہ۔ کلام کاذب نے نہایت ہاں شخص مخرج سے گرد۔
پر مہم عیب کذب انصاف بہ کمال صدق پنڈت کے کہ کہ سن اوہ وہ شدہ
بائند و محکم بہ کلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت غفہ او شدہ شدہ۔ غفہ غفہ قیہ
مطابقہ واقع نے تواند کرد۔ یا شخص کہ ہر گاہ کلام صدق سے گوید کلام مذکور از مصاد۔
سے گرد۔ و ہر گاہ ارادہ نکلمہ بہ کلام کاذب سے نمایند آرا و بند سے کہ وہ یا بند۔ وہ زان
سے شود یا کہ دیگر دین اور بند سے نمایند یا مطلق اور۔ شخص سے کہ یا کہ چند قضایا
صادقہ ایا و گرفتہ است و اصلاً بر ترکیب قضایا سے دیگر قدرت نے و در۔ بند ملیہ
کلام کاذب از مصاد سے گرد۔ ایں اشخاص مذکورین نزد قاضی مخرج مست۔
و ہر گاہ عدم کلمہ کلام کاذب ترقی من عیب کذب تنزیہ من مکتوت ہاں
صفات مخرج مست و بنا بر ہر گاہ کلمہ کلام کاذب۔ یہ بلون از صفات مخرج مست۔ یا
مخرج آل بسیار آدوں سے۔ یا مخرج آل۔

قولہ: "کبری دلیں" ع

اقول: ایں دلیل کبری قیاس اولیٰ سے یعنی ہر جہ متنع است داخل تحت
قدمت الیہ نیست۔

تخفی نہ اند کہ اگر مراد از لفظ متنع وہیں مقام متنع ذاتی مستہکین مقدرہ نہ
ست اما مفید نیست نہ کہ وجود مثل مذکور متنع ذاتی نیست، و کہتہ کہ یہی نزاع ہے۔

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

رسالہ الامداد

نام کتاب: رسالہ الامداد

مصنف: اشرف علی تھانوی

مطبوعہ: تھانہ بھون

اشرف علی تھانوی کو کون نہیں جانتا۔ آپ کے زمانے میں آپ کے ملفوظات اور افادات پر مبنی ”الامداد“ نامی ایک پرچہ تھانہ بھون سے شائع ہوا کرتا تھا اس کے صفر المظفر 1336ھ کے شمارے میں حضرت کے ایک مرید کا حال اور حضرت کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

مرید صادق خواب میں کلمہ پڑھتا چاہتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ کے بجائے اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے۔ غلطی کا احساس کر کے صحیح پڑھتا چاہتا ہے مگر زبان سے وہی کلمات سرزد ہوتے ہیں۔ اتنے میں نیند سے بیدار ہو جاتا ہے اور بیداری کی حالت میں درود شریف پڑھتا ہے۔ مگر زبان سے اللھم صلی علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی نکلتا ہے۔

مرید صادق اپنی یہ کیفیت اور حال مرشد کی خدمت میں لکھتا ہے۔

صاف اور سیدھی بات تھی کہ اسے ان کفریہ کلمات سے توبہ کی تلقین کی جاتی مگر اس ظلم کی فریاد کس کے سامنے کی جائے کہ حضرت تھانوی سید افتاء اور سجادہ طریقت سے اسے جواب دیتے ہیں۔

”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ قبیح سنت ہے“

اور اگر اسے پچانا ہی مقصود تھا تو اسے بے خود مغلوب الحال قرار دیا جاتا۔

اہل محمود تمکین نے بھی حالت بے خودی و حالت سکر میں تو انا اللہ یا انا الحق کو بھی درمیانی منزل قرار دیتے ہوئے پسند نہیں کیا، مگر یہ عجیب بزرگ ہیں۔ کہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صلی علی نبینا و مولانا اشرف علی جیسے صریح کفریہ کلمات کو پسندیدہ قرار دے رہے ہیں۔

تاج بش تصویر

Click For More Books



Click For More Books

داعی ہوتا ہے بعض اوقات حد و شرعیہ کا خیال بھی نہیں رہتا ایسا شخص مشاہیر حضرت صدیق اکبرؓ کے اس حال کے ہے جب تک وہ اسلام دلائے تھے کہ اس وقت بھی وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرماتے تھے مگر محض محبت طبعیہ سے نہ کہ محبت شرعیہ سے پس خواہ میں ایسے خادموں کی حقیقت بتلائی گئی اس تھا میں جڑ و تہم با شان بھی تھا باقی ظاہر ہے والسلام
۲۰۔ سوال نمبر ۱۳۴۵۔

سوال۔ اب وہاں کی عرض کرتا ہوں کہ سب سے بڑے کا خیال مجھ کو کیوں ہوا اور حضور کی طرف کیوں رجوع کیا بیعت کا شوق صرف مطالعہ کتب تصوف سے اور حضور کی جانب رجوع پہلے کہ پہلے صاحبان مولانا مولوی محمد صاحب مرحوم مولانا مولوی عبدالرشید صاحب مرحوم و مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم لودیانہ والوں سے حضور کے اعتقادات ملتے جلتے تھے اس سے یہ غرض تھی کہ جہاں سے نانا یا اور کوئی بچے دادا وغیرہ علماء کے اعتقادات کو خراب ہی ہوں ان کو بلاوجہ ترجیح دی جائے اہل غرض یہ ہے کہ حضور کے اور بندہ کے اعتقادات بالکل ملے ہیں یا اگر مولوی صاحبان لودیانوی اور حضور کے درمیان کسی فروعات میں اختلاف بھی ہو تو اس میں ہی جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں (۲) اور حضور کی تصنیف چند کتابیں زیر مطالعہ رہی ہیں جن میں سے ہشتی زیور و تحریز جان ہے اور شرح شہنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بھی چند تصانیف نظر سے گذریں (۳) ایک دفعہ لاہور ریاست میں جہاں سے اتفاق ہوا تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب طالب علم تھے ان کے پاس ٹھہرتے کا اتفاق ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت ہیں اس لئے ان سے اور بھی محبت ہو گئی ٹیڈنا گنگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھولن سے دور سالہ الاملاذ اور حسن العزیز بھی مامواری آتے ہیں بندہ نے ان کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو ان مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالے مجھ کو دیکھنے کے واسطے دئے الحمد للہ جو لطف ان سے اٹھایا بیان سے باہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکر رہا تھا اور دو مہر کا وقت تھا کہ نیند سے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اس لئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب لے لیا

اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکتا ہوں کہ کلمہ شریف لا اھلا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام ایسا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے میساخہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جانا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلنا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوتی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور یہی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کلمہ کلمہ ابوجہاں کے کہ رفت طاری ہو گئی زمیں پر گر گیا اور نہایت دور کے ساتھ ایک قبیح فحاشی اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن پر کچھ تنہا بے حسی تھی اور وہ اثر نا طاقتی پرستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا یہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا مادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے یا اس خیال بندہ چلے گیا اور پھر دوسری کروٹ لپیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی حاکم اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے خالوں میں نہیں آس ہذا ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دھڑکے بیداری میں رفت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے حوالت میں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہ انکے عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں نہیں تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ قیج سلسلے سے۔
۲۳ سوال مسئلہ ۲۳۔

سوال جناب محمد و مناد مولانا غم فریضہ و علیکم السلام درجۃ الشرف و بركات۔ مکرمت نامہ وارد ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناچیز حضرت جدامجد قبلہ عالم طلائعہ العالی کا بڑا نواسہ مولوی صاحب مرحوم کا رملہ ہے اس میں شہید نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی ہے اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں (زما کو گوں کو مستفیض فرمایا اگر آپ سے

تقویۃ الایمان

نام کتاب: تقویۃ الایمان

مصنف: مولوی محمد اسماعیل دہلوی

مطبوعہ: اسلامی اکادمی، اردو بازار لاہور

ص 30 ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ

ذلیل ہے۔

ص 70 جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

ص 92 انبیاء اولیاء و ذرہ نا چیز سے بھی کمتر ہیں۔

ص 92 حضور علیہ السلام گنوار کی بات سن کر مارے دہشت کے بے حواس ہو

گئے۔

ص 99 انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو

اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کی جائے۔

ص 100 یعنی میں بھی ایک دن مرکز منی میں ملنے والا ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اب اس انداز بیان کو کیا کہا جائے گا؟ ہمارا اختلاف ہی

اس بات پر ہے کہ یہ حضرات حبیب خدا علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کرتے ہوئے ٹھہر کر سوچنا تو

بجائے خود الفاظ کے استعمال میں اتنی رعایت بھی نہیں برتتے جتنی وہ اپنے اساتذہ کے لئے

برتتے ہیں۔ اگر یہ انداز بیان گستاخانہ نہیں ہے تو پھر ہمیں گستاخی کی تعریف بھی نئی وضع کرنی

پڑے گی۔

جہانگیر قسوری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَقْوِيَةُ الْإِيمَانِ

تأليف

الشَّاهِ إِسْمَاعِيلُ الشَّهِيدُ الدَّهْلَوِيُّ

تَصْحِيحٌ وَتَقْدِيرٌ

مُحَمَّدُ رَاحِمَةُ الدَّوِيُّ

نَاشِر

إِسْلَامِي اِکَادِمی
اُردو بازار، لاہور۔ پاکستان

www.zohaibhasanattari.com

Click For More Books

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى -

وَإِذْ قَالَ لِقَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ
يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ
إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ
اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے اور وہ
اس کو نصیحت کر رہے تھے اے میرے بیٹے اللہ
کیساتھ شرک نہ کرنا، بیشک شرک بہت بڑا
(سورہ لقمان آیت ۱۳) ظلم ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے لقمان کو عقل دی دی تھی، انھوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے
کہ کسی کا حق کسی اور کو دیا جائے۔ تو جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا اس نے
بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا، جیسے بادشاہ کا تاج ایک چار کے
سہار رکھ دیجئے، اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی؟

اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑی جو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے
ہمارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے
بڑا گناہ ہے ایسے ہی عقل کی راہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب
ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی جس بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی
بے ادبی کرے۔ اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اس کی بے ادبی ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى -

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُولٍ
إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا
فَاعْبُدُونِ - (الانبیاء آیت ۲۵)
اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کو
یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، مرنے
میری بندگی کرو۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ان مالکوں کی کچھ حقیقت نہیں، وہ اصل میں کچھ چیز ہی نہیں ہیں بلکہ اپنے آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ بارش برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانہ اگانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے، تندرستی کوئی اور دیتا ہے، پھر آپ ہی ان کے نام مقرر کر لیتے ہیں کہ فلاں کام کے مختار کا نام یہ ہے اور خود ہی ان کو مانتے ہیں اور ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں۔ پھر اسی طرح ایک مدت میں یہ رسم بن جاتی ہے حالانکہ یہ محض اپنے غلط خیالات میں ان کی کچھ حقیقت نہیں، وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی ہے اور نہ کسی کا یہ نام ہے اور اگر کسی کا یہ نام ہے بھی تو اس کو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں، سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا کوئی شخص مانگ و مختار نہیں، جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی میں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں، ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علی ہو اور اس کے اختیار میں دنیا کے سب کاروباروں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں، بلکہ محض اپنا خیال ہے، اس قسم کے خیال باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا اور کسی کا حکم اس کے مقابل معتبر نہیں بلکہ اللہ نے تو ایسے خیال باندھنے سے منع کیا ہے۔ اور اللہ کے سوا دوسرا وہ کون ہے کہ اس کے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار ہو؟

”یہی اصل دین ہے کہ اللہ کے حکم پر چلے اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں برسرِ زمانے۔ لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں اور درویشوں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ درم کو ماننا اور اسی کے حکم کو نہ سمجھنا یہ بھی انہی باتوں میں سے ہے جنہیں اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے مخصوص کیا ہے، پھر جو شخص یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔

یعنی مرتب میں قحط پڑا تھا ایک گنوار نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش ہم اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی سفارش آپ کے پاس چاہتے ہیں، یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی آپ کے منہ سے نکلنے لگی، ماری مجلس کے لوگوں کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے، پھر اس شخص کو آپ نے سمجھایا کہ کسی کو جو کسی کے پاس سفارشی شہرہ توایا جو تلے کہ اصل کاروبار اس کے اختیار میں ہو اور سفارش کرنے والے کی خاطر سے وہ اس کام کو کر دے۔

لیکن جب یہ کہا کہ اللہ کو ہم نے پیغمبر کے پاس سفارشی شہرہ یا تو گویا اصل منہا پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی، یہ بات بالکل غلط ہے، اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء اور اولیاء اس کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں اور اس کا عرش زمین و آسمان کو ایک قتبہ کی طرح گھیر رہا ہے اس وسعت کے باوجود اس ہمنشاہ کی عظمت کو نہیں تمام سکتا بلکہ اس کی عظمت سے چرچر رہا ہے، کسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اس کی بڑائی کا بیان کر سکے اور اس کی عظمت کے میدان میں اپنا خیال اور دیم بھی دوڑا سکے؟

پھر کسی کام میں دخل کرنے کی اور اس کی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی کس کو قدرت ہے؟ وہ خود مالک الملک، کسی لشکر اور فوج اور وزیر و شیر کے بغیر ایک آن میں کروڑوں کام کرتا ہے بھلا وہ کس کے سامنے سفارش کرے اور کس کی ہمت کہ اس کے سامنے کسی کام کا مختار بن بیٹھے، سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک دیہاتی کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک اللہ کی جو عظمت بھری ہوئی ہے اُسے بیان کرنے لگے لیکن ان

لَكَ الْبُعَارِءُ وَالشَّجَرُ فَتَحْنُ أَحَقُّ
أَنْ تُسَجَّدَ لَكَ؟ فَقَالَ عَبْدُكَ وَارْتَبَّ كُمُ
وَأَكْرِمُوا أَخَاكُمْ۔
درخت اور جانور سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ
مقدار میں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے
فرمایا اپنے رب کی تعظیم کرو اور اپنے بھائی
کی عزت کرو۔ (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

یعنی آدمی آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، س کی بڑے بھائی کی
طرح تعظیم کیجئے اور سب کا مالک اللہ ہے بندگی اسی کی کیجئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء و امام زادہ، پیرو شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب
بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور عاجز بندے میں اور ہمارے بھائی ہیں مگر اللہ نے ان
کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے، ہم ان کے چوٹے ہیں
ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے نہ کہ اللہ کی طرح۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بزرگوں کو بعض درخت اور بعض جانور مانتے ہیں چنانچہ بعض
درگاہوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں اور بعض پر باغی اور بعض پر بھیڑیے، مگر آدمی کو اس کی سند
نہیں پکڑنی چاہیئے، بلکہ آدمی ایسی ہی تعظیم کرے جیسی اللہ نے بتائی ہو اور شرع میں جائز ہو
مثلاً قبروں پر مجاور بنا شرع میں نہیں بتایا گیا، ہرگز نہ بنے، اور کسی کی قبر پر رات بھر شیر
بیٹھا رہتا ہو تو اس کو سند نہ بنائیے، کیونکہ آدمی کو جائز کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔

أَخْبَرَنِي أَبُو دَاوُدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ ابْنِ دَاوُدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ

لَهُ اَوْنٌ اَللّٰهُ كِي طَرَفٍ سَے مَاورِ تَہَا اَسْ نَے سَجدہ کِیا، وَہ مَعدو رَہے جِیسے فَرشتوں نَے
اَللّٰہ کَے حَکَم سے آدَم کو سَجدہ کِیا، یَہ ہمارے نَے دَلیل نِہیں، رَسل اَللّٰہ صَلی اَللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کِی مَحَبّت وَ
عَقِیدت چَٹے دَل سے کَرنی چاہیئے لیکن تَعظِیم و عِبَادت کا حَق صرف اَللّٰہ کا ہے۔

قَالَ آتَيْتُ الْعَبِيرَةَ فَأَرَيْتُهَا سَجْدُونَ
لِإِسْرَافَانَ لَمْ تَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يُسَجَّدَ
لَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي آتَيْتُ الْعَبِيرَةَ
فَأَرَيْتُهَا سَجْدُونَ لِإِسْرَافَانَ لَمْ
تَأْتِ أَحَقُّ أَنْ يُسَجَّدَ لَكَ، فَقَالَ
لِي أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتُ بِقَبْرِى أَكُنْتُ
سُجِّدُ لَهُ قُلْتُ لَا، قَالَ لَا تَفْعَلُوا.
(مشکوٰۃ :- باب عشرة النساء)

روایت کیا کہ میں نے حیرہ شہر میں لوگوں کو
دیکھا کہ وہ اپنے راجہ کو سجدہ کرتے تھے میں نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ
حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے، چنانچہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر میں نے عرض
کیا کہ حیرہ شہر میں جا کر میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے
راجہ کو سجدہ کر رہے ہیں، تو آپ زیادہ حقدار ہیں کہ
میں آپ کو سجدہ کروں، آپ نے فرمایا اگر تم میری
قبر پر گزرد گے تو کیا اس کو سجدہ کر دے گے، میں نے
کہا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر مجھے بھی سجدہ نہ کرو۔

یعنی میں بھی ایک دن مرکز میں ملے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں، سجدہ تو اسی پاک
ذات کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے :-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی مردہ کو، نہ کسی تبر کو نہ کسی تھان کو
کیونکہ جو زندہ ہے ایک دن ضرور مرنے والا ہے اور جو مر گیا وہ کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید
میں گرفتار تھا پھر مگر خدا نہیں بن گیا ہے۔ بندہ بندہ ہی ہے :-

شِرْكَ كَے مُشَابِهَة کلمات بولنے کی مِمَّا نَعَتْ :-

أَخْرَجَ مُسْنِدًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَ

مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کوئی تم میں سے ہرگز نہ کہے کہ میرا بندہ اور

فتاویٰ رشیدیہ

ہام کتاب: فتاویٰ رشیدیہ

مرتبہ: مولوی رشید احمد گنگوہی

مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال پوچھا جاتا ہے۔

سوال: بند و تہوار بولی یاد یوانی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو عیسیٰ یا پوری یا تہجد اور کھانا

بلور تھکے بیجے ہیں۔ ان چیزوں کا لینا اور کھانا اور استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

(فتاویٰ رشیدیہ ص 575 ایچ ایم سعید)

جواب: درست ہے۔

سوال: بند و جو پیاؤ پانی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا

درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس پیاؤ سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص 576 ایچ ایم سعید)

اسی فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ 130-134-139 پر دو سوال پوچھے جاتے ہیں۔ یہ سوال و

جواب بھی پڑھئے مگر قسم ہے آپ کو پیدا کرنے والے کی، محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھرانے کی محبت

اور حرمت کا پاس رکھتے ہوئے پڑھئے۔

سوال: محرم میں جہاد (اس محرم) وغیرہ کے روز شہادت بیان کرنے سے اشعار

برائیت حیدر یا انفس خونیہ بھی نیکو کیل لگانا اور چند روزینا اور شہادت دہاؤ دھوپا نام درست ہے یا نہیں؟

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسین صبا السلام کرنا اگرچہ برائیت صحیح ہو یا نیکو کیل لگانا،

شہادت پانا یا چند نیکو کیل و شہادت میں دینا یا دہاؤ دھوپا نام درست اور محرم و انفس کی وجہ سے حرام

ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 139 مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

سوال: جس محرم میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو جائے یا

Click For More Books

نہیں؟

جواب: کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں کوئی ساعرس اور مولود درست

(فتاویٰ رشیدیہ ص 134 ایچ ایم سعید کھٹی کراچی)

نہیں ہے۔

پھر دریافت کیا جاتا ہے۔

سوال: انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب: انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص 130 مطبوعہ ایچ ایم سعید کھٹی کراچی)

مسلمانو! خدا کے لئے یہ بتاؤ یہ کون سی شریعت ہے جس میں ہولی، دیوالی کی چیزیں جائز اور

محرم کی سبیل نہ جائز جس میں ہندو کے سودی کاروبار کی رقم کی پیادہ درست مگر مولود کی شیرینی حرام۔

غضب خدا کا! شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان صحیح روایت سے بھی جائز نہیں ہے۔ یہ

کہیں اس دور کے مفتی تو نہیں جس دور میں اہل بیت کا ذکر فتوے کی رو سے ناجائز قرار دے دیا گیا تھا۔

اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ خود قرآن کریم میں بھی

بیان ہوئے ہیں۔ آل نبی کی محبت شروع ہی سے مسلمان قوم کے ایمان کا جزو رہی ہے۔ واعظین و خطباء

برور میں آل نبی کے ذکر کے ذریعے خیر و برکت حاصل کرتے رہے ہیں۔ مگر رشید احمد گنگوہی ہیں کہ

مرے سے ہی ان کا نام نہیں لینے دیتے۔

کیوں آخر ان کا قصور کیا تھا؟ یہی کہ ان کے جدا مجد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں

توحید سے آشنا کیا، انسانیت سے آگاہی بخشی اور آج ہم مفتی اور شیخ الحدیث کے منصبوں پر بیٹھنے کے قابل

ہوئے۔

یاد یہ کہ انہوں نے راجح پر اپنا سب سے چھ قربان کر کے ملت اسلامیہ کی آبرورکھ لی۔ اگر اسلامی

تاریخ سے جسکی کردار و منہا کر دیا جائے تو ہمارے پاس وہ کوئی روشنی اور جینا راجح ہے جسے نمونہ بنا کر ہم ہر

دور کے بزمیوں سے نیچا آزمائی کا جواز نکال سکتے ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے جدا مجد

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات کا بدلہ خوب چکایا ہے کہ ہمارے ممالک ان کے

ذکر پر ہی کرفیو لگا دیا۔ فالی اللہ المشتکی

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور آگے آپ نے غور فرمایا کہ اگر کسی میلاد کی محفل میں قیام نہ کیا جائے اور بیان بھی صحیح روایات پر مبنی ہو تو اس میں حاضری جائز ہے یا نہیں۔

فرمایا نہیں نہیں، کسی محفل میلاد میں جانا جائز نہیں، چاہے کتنی ہی پابندی کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو رہی ہو۔ ذکر حسین علیہ السلام ہی کی کیا بات ہے۔ یہاں خود ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ صاف ہو گیا۔

میلاد پاک کی محفلیں شروع ہی سے اہل اسلام کے ہاں خیر و برکت اور باعث لطف و سرور رہی ہیں۔ خود مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ کا فیصلہ 'نفث مسئلہ' دیکھ لیجئے۔ اس میں آپ نے فرمایا ہے "میں ہر سال میلاد کی محفلیں منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لذت محسوس کرتا ہوں۔" سچ کا عمل یہ ہے مگر مرید فرماتے ہیں کہ صحیح روایات سے بھی میلاد جائز نہیں۔

اب یہ فیصلہ قارئین کرام کریں کہ ذکر حسین اور میلاد کی محفلوں پر تالے ڈالوانے کی مہم محمد و آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت و نسبت کی دلیل ہے یا کچھ اور

محمد منشا پور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

فتاویٰ رشیدیہ

مبتوب بطرز جدید

از اضافات مبارکہ

حضرت مولانا الحاج المافظ رشید احمد صاحب گنگوہیؒ



ناشران

سید ایچ ایم سید مکینی و ادب منزل کراچی
پاکستان چوک

Copyright © 2012 by Zohaib Hasan Attari
All rights reserved. No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means, electronic, mechanical, photocopying, recording, or by any information storage and retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جواب :- کفار سے سلام نہ کرے مگر بغیر ذرت مباح ہے۔

آریہ سماج کا لکچر سننا

سوال :- آریہ سماج کا لکچر سننا اور اس موقع پر کہ سرگ پر ہورہا ہو ایک کھلے مکان میں کھڑا ہو جائے تو گناہ تو نہیں ہے۔

جواب :- آریہ کے وظائف کو نہ سنے کہ احتمال فساد دین کا ہے مگر جو عالم ہے اور رد کرے تو کھڑا ہونا جائز ہے ورنہ منع ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریزی ادویہ

سوال :- اکثر ادویات انگریزی شل عرق وغیرہ جو تیار ہو کر آتا ہے بظاہر اس میں اختلاط شراب جو بوجہ سرعت نفوذ تاثیر کے باوصف قلت مقدار جو خالص شراب ہے اور بعض واقف لوگوں کے بعض عرق و بکٹ وغیرہ میں اختلاط شراب معلوم ہوا بھی ہے ایسی حالت میں استعمال اس کا منع ہے یا نہیں۔

جواب :- جس میں خلط شراب یا نجس شے کا ہے اس کا استعمال باوجود علم کے حرام ہے۔ اور لاعلمی میں معذور ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

بکٹ نان پاؤ کا مسئلہ

سوال :- جو نان پاؤ یا بکٹ وغیرہ خمیر تاڑی ہو جو منجملہ مسکرات ہے کھانا اس کا جائز ہے یا نہیں۔

جواب :- یہ مسئلہ مختلف ہے امام محمد کی روایت نجاست و حرمت کی ہے اور شیعین کی چوڑکی تفتیق اور فتویٰ دونوں جانب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوؤں کا ہدیہ قبول کرنا

سوال :- ہندو تنوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیل یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

جواب :- درست ہے۔

ہندوؤں کی شادی میں جانا

سوال :- ہندوؤں کی شادی برات میں جانا جائز ہے یا نہیں مگر مسریم سے جو حالات معلوم ہوتے ہیں ان کو ٹھیک جانا درست ہے یا نہیں۔

جواب :- یہ دونوں امر درست اور حرام ہیں مرتکب ان کا فاسق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولایتی قند اور تر و خشک مٹھائی کا حکم

سوال :- ولایتی قند اور مٹھائی تریا خشک کھانی درست ہے یا نہیں۔

جواب :- جس کی نجاست یا حرمت تحقیق ہو یا غالب لگان ہو وہ نہ کھائے اور جس کا حال معلوم نہ ہو اس کا کھانا درست ہے فقط۔

ہندوؤں کے پیادو کا پانی پینا

سوال :- ہندو جو پیادو پانی کی گتاتیں میں سوئی دیر مرنے کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

جواب :- اس پیادو سے پانی پینا منکر نہیں۔

حضرت حسینؑ کی مجلس غم منانا

سوال :- مجلس غم مقرر کرنا جیسے شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یا وفات مادر وغیرہ خاکبرد زماثورہ

میں بوجہ غم کے مجلس مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں انعام فرمادیں۔

جواب :- غم کی مجلس تو کسی کی واسطے درست نہیں کہ حکم مبرک نیک اور غم کے رفع کر دینا ہے عزیر و تسلیم

اسی واسطے کیا جاتا ہے نواسکے خلاف غم پیدا کرنا خود معصیت ہوگا اور شہادۂ حسین کا ذکر جمع کر کے سوائے اسکے مشابہت و انقض کی بھی ہے اور تشبہ ان کا حرام ہے لہذا عقد مجلس غم کسی کا درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضیوں سے مراسم رکھنا

سوال :- بدافض سے اس رکھنا اور اتحاد رکھنا اور رسم دوستی اوکنا اور اس کی دعوت کرنا اور اس

کی بیان دعوت کھانا یا وجود کیا اس سے دین و دنیا کا کوئی مطلب ہو جائز ہے یا نہیں اور جو شخص بلا ضرورت و انقض سے اتحاد رکھے وہ کیسا ہے اور ثقات کو اس کی معیت میں اکل و شرب بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

جواب :- بدافض خوارج اور سب فساق سے ربط ضبط صورت کا حرام ہے مگر سبب معاملہ

چاری کے معذور ہے اور ان کے مودت کرنے والا دامن فی الدین عاصی ہے۔

حسینؑ کی تصویر گھر میں رکھنا

سوال :- عورتوں امام حسین علیہ السلام کا گھر میں رکھنا کیسا ہے اور ان کا فروخت کرنا اچھا ہے

نہیں اور آگ میں جلا دینا مناسب ہے یا نہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایصال ثواب و صدقات کرنا اور تعین آب و طعام بھی مثل شربت ہے یا کچھ دبا ہے اور ہر غنی اور فقیر کو اس کا لینا اور تبرک جانا اور جو غنی یا سید اس کو نہ ليوے تو مطعون کریں اور بر جانیں اور فی الجملہ ریا کو اس میں بہت دخل ہو تا ہے تو ایسی صورت میں امید ثواب کی ہو سکتی ہے یا نہیں اور یہ کُل امور بدعات و معصیت ہیں یا نہیں۔

جواب :- ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بہت بہت روافض کے منع ہے اور قائم نوحہ کرنا حرام ہے۔ فی الحدیث نہی عن المراثی الحدیث لے اور خلاف روایات بیان کرنا سب الواب میں حرام ہیں۔ تقسیم صدقات تخصیص ان ایام کرنا اگر یہ جانتا ہے کہ آج ہی زیادہ ثواب ہے تو بدعت ضلالہ ہے علیٰ ہذا تخصیص کسی طعام کی کسی یوم کے ساتھ کرنا لغو ہے اور صدقہ کا طعام غنی کو مکروہ اور سید کو حرام ہے اس پر طعن کرنا فسق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیران پیر کی گیارہویں

سوال :- تبارک اور جہی اور گیارہویں پیران پیر کی کرنا درست ہے یا نہیں۔

جواب :- تبارک و جہی بدعت ہیں اُن کی کوئی اصل شرع میں نہیں اور ایصال ثواب بروح حضرت قدس سرہ درست ہے اور تعین تاریخ کہ پس پیش نہ کرے بدعت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایام محرم میں کتب شہادت کا پڑھنا

سوال :- کتاب ترجمہ سرالشاہدین یا دیگر کتب شہادت خاص شہادت کی رت کو پڑھنا کیسا ہے حسب خواہش نمازیان مسجد یا کسی کے مکان پر۔

جواب :- ایام محرم میں سرالشاہدین کا پڑھنا منع ہے حسب مشابہت مجالس روافض کے۔

محرم میں سبیل لگانا و دودھ کا مشربت پلانا

سوال :- محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیح یا بعض ضعیف صحیحی و نیز سبیل لگانا اور چنیدہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

جواب :- محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیح ہو یا سبیل لگانا مشربت پلانا یا چنیدہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور شبہ روافض کی وجہ حرام میں فقط لے حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

Click For More Books

محمدی سنہ ۱۴۰۰ حنفی
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ محمد المصطفیٰ
البنی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرس میں شرکت

سوال ۱۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم خیرین ہو شریک ہونا جائز یا نہیں
جواب ۱۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعی اور مولود درست نہیں ہے۔

ہر سال عرس کرنا

سوال ۲۔ جناب مولانا فضل الرحمن صاحب کا عرس کنج مراد آباد میں ہر سال تاریخ معینہ پر ہوتا
ہے بذریعہ شہداء تاریخ عرس تشہیر بھی کی جاتی ہے خاص مریدان سلسلہ کو بذریعہ خطوط اطلاع بھی
دی جاتی ہے تاریخ معینہ پر لوگوں کا اجتماع ہو کر قرآن خوانی ہوتی ہے اور ایصال ثواب کیا جاتا
ہے قوالی راگ سماع مزامیر و دیگر خرافات وغیرہ رقص بھی نہیں ہوتی ہے امیدوار ہوں کہ جواب یا صواب
مرحمت فرمادیں کہ میاں صاحب موصوف کے یہ عقائد بموجب شرع شریف جائز و درست ہیں یا باطل
لغویات سے ہیں اگر ناجائز و نارست نزد شائع علیہ السلام ہیں تو ایسے شخص اور ایسے عقیدہ رکھنے والے کی
امامت درست ہے یا نہیں اور صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و
سلم کو ظلم الغیب جلنے والے یا وجود یک قرآن و حدیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت کو ظلم غیب نہ تھا
اور پھر واقف کار لوگوں کا سمجھانا اور میاں صاحب کا اصرار اپنے عقائد پر ان کو کس درجہ کانگہار بنانا ہے
اور وہ اپنے اس کبر و سبب سنت جماعت کے خارج ہووے گا یا نہیں ایسا عرس جس میں سب
التزام ہوتا تاریخ تعین بھی ہو اجتماع بھی ہو پر قوالی راگ مزامیر سماع و ناجائز مجمع عورتوں کا نہ ہو
جائز و درست ہے یا نہیں۔

جواب ۳۔ عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بدعت اور نارست ہے تعین تاریخ سے قبروں پر
اجتماع کرنا گناہ ہے خود اور لغویات ہوں یا نہ ہوں اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ
لعنوں سے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت کے خارج
ہوگا۔ از بندہ محمد کبلی السلام علیکم علم غیب کے متعلق دو تین رسالے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت
فکتاب بر زمین قاطع میں یہ بحث اور بحث عرس وغیرہ خوب بہ دل مذکور ہے والسلام۔

ذول حجہ من غیر شک و شبہ دین شک فیہ فقد کفر محمد عبد الجبار علیہ

محمد بن یحییٰ حرّاحم الرضیٰ شہ کوفی

محمد بن یحییٰ علیہ

درس سہ روزگی

الجواب صحیح والمجیب بنیح

الجواب صحیح کتبہ عبد الواحد بن عبد اللہ غزنوی

الحق لای تجاوز عمالی ہذا الجواب

وانا ابو عبید احمد اللہ علیہ محدث امرتسری کتبہ عبد الجبار بن عبد اللہ غزنوی

بذل الجواب صحیح عبد الرحمن ابن مولوی غلام العلی المرتوم اشاعۃ القرآن

الجواب صحیح ابو الحق محمد الدین علیہ

احمد بن عبد اللہ غزنوی

و کم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ جواب صحیح اور بالکل صحیح ہے

ابو اسحق محمد الدین

محمد عبد الرحمن البہاری

شہادت محمود ہے

ابو الفانشار اللہ کفاه اللہ نادہ مدرسہ تائید اسلام امرتسر

مولود خوافی مطلقاً وغیرہ رسوم و سادات جہلاموت فوت میں جو اوپر مذکور ہوئے سب بدعت و ضلالت

اور مرتجع گمراہی ہیں کل بدعتہ ضلالتہ و کل ضلالتہ فی النار وماذا بعد الحق الا الضلال من لم یقبل لیسابنی

اللهم ارنا الحق حقاً و ابطال باطلاً

عبد الحق غزنوی مبطل اہل باطل

الجواب حق وماذا بعد الحق الا الضلال ابو العلی عبد اللہ علی غزنوی۔

لہذا من اجاب احقر الدہر بزندہ عبد الغفور

محمد عبد العزیز

الجواب صحیح

عبد الغفور سنواری

ذکر ولادت اور ایصال ثواب میت کو جائز اور مستحب ہے لیکن جس طرح جہلانانہ نے قیام و غیرہ متفرق

تقدیر نکالی ہیں۔ یہ بدعت سیئہ میں اور امر کرنا بدعت کبریٰ ہے اور بعض وقت نوبت کفر تک پہنچتی ہے۔

حکیم محمد ضیاء الدین علیہ تعلیم زندہ احمد

حکیم محمد ضیاء الدین خلیفہ

حضرت حافظ ضامن صاحب شہید

بدون قیام کے مجلس میلاد کا انعقاد

سوال :- انعقاد مجلس میلاد بدین قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں۔

جواب :- انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے تلامذہ امر مندوب کے واسطے منع

ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سے ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے اور کیا ہے اور جو قبول نہ کرے وہ لمحہ سے بہا ہوا

ہے اللہ ہم کو حق دکھائے اور باطل دکھائے اور باطل کو حق نہ سمجھائے

علمائے حجاز کا فتویٰ تکفیر اور علمائے دیوبند کا اقرار

علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ سمیت تقریباً پچاس نامور علماء حجاز نے علماء دیوبند کی زیر بحث گستاخانہ عبارات پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ان میں سے سات نے اپنے فتویٰ میں یہ لکھا کہ ان علماء دیوبند کی یہ عبارات گستاخانہ امر ثابت ہو جائیں تو بلاشبہ یہ علماء کافر ہیں۔ جبکہ باقی سینٹرلوں علماء عرب و عجم نے زیر بحث عبارات کی بناء پر علماء دیوبند پر غیر شرع و طغویٰ کفر صادر کیا ہے۔

علمائے دیوبند نے اپنی گستاخانہ عبارات کے ثبوت میں الجھاؤ پیدا کرنے کی غرض سے حجاز مقدس کے سات علماء کرام کے مشرور طغویٰ کفر کو نفی سمجھا اور ان سات علماء کرام کو انہوں نے سراہا۔

دیکھئے مقدمہ الشہاب الثاقب

مگر اس سے آگے الجھاؤ پیدا کرنے کے لئے علماء دیوبند کو کچھ نہیں سوچتا کہ وہ کیا کریں۔ زیر بحث عبارات سے ان کے انکار کی کوشش اس لئے کامیاب نہیں ہو سکتی کیونکہ دیوبند سے مطبوعہ یہ عبارات لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔

ان عبارات پر فتویٰ کفر کو غلط اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ خود علماء دیوبند بھی ایسی عبارات پر یہی فتویٰ دے چکے ہیں علماء عرب و عجم کے فتویٰ سے انکار یوں نہیں ہو سکتا کہ وہ خود اپنی تصنیفات میں ان فتاویٰ کا اقرار کر چکے ہیں۔

اب آخری حربہ یہ رہ جاتا ہے کہ زیر بحث عبارات کی غلط سلف تاویلات کر دی جائیں اور یعنی مطلب یہ مطلب وہ ہے، مراد یہ ہے، اور مراد وہ ہے، کا سہارا لیا جائے، مگر یہ حربہ اس لئے ناکام ہے کہ زیر بحث عبارات حرف اور محاورہ میں صریح گستاخی قرار پا چکی ہیں۔ جب الجھاؤ کے لئے کوئی موقوف متعین نہ ہو، تو علماء دیوبند نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے بیرون کو بچانے کے لئے جو آچھو ہو سکتا ہے وہ سب آچھو کر مایو جا۔ انہی وجہ سے کہ علماء دیوبند اس مسئلہ میں سخت تشکیش کا شکار ہیں اور بے حواسی میں مائل رہے ہیں۔

ہمیشہ قصہ نر

Click For More Books

الشَّهْبُ الشَّاقِبُ المُسْتَرَقُّ الكَاذِبُ

از

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

معد

ترغیم حزب الشیطان
بتصویب حفظ الایمان

از

حضرت مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ قاسمی بناری
رحمہ اللہ تعالیٰ

غایۃ المأمول
فی ترمیج الوصول فی تحقیق علم الرسول

از

علاستید احمد آفندی برزنجی مدنی مدنیہ منورہ
علی ساکنہ القلۃ والسلام



انجمن ایشیائیہ - الماسلین

۶- بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عرضِ ناشر

تقریباً دو سال پیشہ انجمن ارشادِ اہلسلیم کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف لطیف ”الشباب الثاقب“ کا اشاعت کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن مختلف حواضی کی بنا پر اس کی طباعت تاخیر و تعویض کا شکار ہوئی رہی جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انجمن کے ناظم اعلیٰ محترم انوار احمد صاحب کا ارادہ تھا کہ کتاب پر ایک ایسا محققانہ مقدمہ لکھا جائے کہ جس میں کتاب مذکور کے خلاف پھیلائی جانے والی بعض اہم غلط فہمیوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ جس سے احمد رضا خان صاحب کے سفرِ عمر میں تشریفین کے تمام نفی کو شے اجاگر ہو جائیں اور حرمین شریفین میں احمد رضا خان صاحب نے جو مکر وہ کارروائی پورے مکر و فریب کے ساتھ کی تھی اس کے ساتھ خال نوگوں کے سامنے آجائیں اور ان کی تکفیری کارروائی کا سارا پس منظر واضح ہو جائے۔

لیکن۔۔۔ کے لئے کوئی دوسرا شخص تیار نہ تھا اور وہ اپنی گونا گوں مصروفیات کے باعث اس کے لئے مناسب وقت جلد نہ نکال سکے۔ بہر حال اب یہ طویل مقدمہ تکمیل کے مراحل سے گزر کر آپ کے سامنے ہے۔ ہم اس کی تعریف و توصیف کے سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتے اس کا فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

ہم ”الشباب الثاقب“ کے ساتھ علامہ سید احمد آفندی برزنجی، مفتی مدینہ منورہ، افتخار خان صاحب نے موصوف کا ذکرِ خیر جن الثقات و خطابات سے کیا ہے وہ حسام اکر میں ص پر ملاحظہ ہو، کی کتاب ”غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق عم الرسول“ بھی شائع کر رہے ہیں جو علامہ موصوف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی جس پر ”مدینہ منورہ“، ”ادارۃ تہذیب و تعلیم“ نے اپنی تقریظات لکھیں اور اپنے مابیندی و تحفظ ثبت فرمائے جس سے یہ

Copyright © 2015 by Zohaib Hasan Attari
All rights reserved. No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means, electronic, mechanical, photocopying, recording, or by any information storage and retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

Click For More Books

حقیقت یہی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ "فاضل بریلوی علماء مجاہد کی نظر میں کیستے ، اور ان کے نزدیک احمد رضا صاحب کے بعض عقائد و نظریات کس قدر گمراہ کن تھے ؛ یہ کتاب آج کل نہ صرف کیا ببلکہ قریباً نمایاں ہو چکی تھی ۔ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی شائع کر رہے ہیں ۔ جو ہمارے رفیق کار اور انجمن کے اول نائب میر جناب مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے ۔

چونکہ بریلوی حضرت ایک سید اعتراف بھی کرتے ہیں کہ علماء دیوبند نے "حفظ القرآن" کی عہد کے جو جوابت دیئے ہیں وہ آپس میں متخالف و متعارض ہیں چنانچہ حضرت مولانا سید محمد رفیع حسن چاند پوریؒ کے جواب کے مطابق حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا فرقہ بڑھاتے ہیں اور حضرت مدنیؒ کے جواب کے پیش نظر حضرت چاند پوریؒ کا فرامی "العیاذ باللہ" اس لئے ہم "مشہب الشائب" کے ساتھ ہی حضرت مولانا ابوالرضا محمد عطار اللہ صاحب قاسمی بہاریؒ کی کتاب "ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان" بھی شائع کر رہے ہیں جس میں اس اعتراف کا سخت و دندان شکنی جواب دیا گیا ہے ۔

"مشہب الشائب" میں درج شدہ بعض الفاظ کے بارے میں حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کی ایک پرانی روایت کا درج کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں ۔ اور وہ یہ ہے کہ ۔

"ایک بار حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی طالب علم نے یہ سوال کیا کہ "مشہب الشائب" میں بعض مقامات پر "دہلیہ" کے لئے لفظ "خصیت" استعمال کیا گیا ہے جو بہت سخت ہے ۔ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "مشہب الشائب" کا مسودہ جس طالب علم کو صاف کرنے کیلئے دیا گیا وہ "ہیون کاخت" مخالف تھا ۔ اس نے بعض مقامات پر "دہلیہ" کے ساتھ ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیا ۔ پھر جلدی اشاعت کے باعث یہی تصحیح دکھائی جاسکی اور اگلے طبعین پھر اسی کی کاپی کرتے رہے :

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

لگا دیا ہے۔

اپنی تعاریف میں شرط لگانے والے علمائے حرمین شریفین

کی اصل عبارتیں ملاحظہ ہوتے



۱ : مولانا شیخ احمد ابوالخیر میردادہ اپنی تعریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ ! کیونکہ جو شخص اس رسالہ	فلان من قال بعدہ الاقوال
کی تفصیل کے مطابق ان اقوال کا	معتقد الہا حکما
معتقد ہوگا تو اس کے گمراہ اور	مبسوطة فی هذه الرسالة
گمراہ کرنے والے کافروں میں سے	لا شعبة انه من الکفرة
ہونے میں شبہ نہیں۔	الصالحین المحضین - ۱۰

۲ : علامہ شیخ صالح کمال رقمطراز ہیں۔

ترجمہ ! وہ لوگ دین سے خارج	فہم والحال ما ذکر
ہیں۔ بشرطیکہ حال وہی ہو جو تو	صارقوت من اللدین -
نے ذکر کیا ہے۔	۱۱

۳ : علامہ محمد علی بن حسین بکلی رقمطراز ہیں۔

ترجمہ ! واقعی جس طرح مصنف	فاذا هو حکما قال ذالک
بلند صمت نے بیان کیا ہے اس	الہمام یوجب ارتدادہم
کے بموجب تو ان کے اقوال ان	۱۲
کا کفر واجب کر رہے ہیں۔	

۱۳ : حاشیہ برصغورائے سندھ

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۴ : مولانا عمر بن حمدان المحرسي ۛ لکھتے ہیں۔

ترجمہ ! ان لوگوں سے اگر وہ	فعلوا لام ان ثبت عنہم
بائیں ثابت ہو جائیں جو اس شیخ	ما ذکرہ هذا الشیخ ...
(احمد رضا خان صاحب) نے فلا شک فی
ذکر کی ہیں..... تو پھر ان کے	کفر ہم - لہ
کفر میں کوئی شک نہیں۔	

۵ : مولانا سید شریف احمد برزنجی ۛ اپنی تقریظ میں رقم فرما ہیں۔

ترجمہ ! ان فرقوں اور شخصوں پر	هذا حکم هؤلاء الفرق
حکم کفر تب لگے ۛ اگر ان سے یہ	والاشخاص ان ثبت
مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں۔	عنہم هذه المقالات
	الشیعیۃ - لہ

۶ : شیخ محمد عزیز وزیر مالکی ۛ نے اپنی تقریظ میں اپنے سلسلہ زاد شیخ مولانا
سید شریف احمد برزنجی ۛ کی تقریظ کی تائید کی ہے۔ لہ
۷ : شیخ عبدالقادر توفیق شبلہ طرابلسی حنفی ۛ مدرس مسجد نبوی اپنی تقریظ
میں ارقام فرماتے ہیں۔

ترجمہ ! سوال میں ذکر شدہ	ما ثابت و تحقق ما
باتوں کی نسبت ان لوگوں کی طرف	نسب هؤلاء القوم.....

لہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) حسام اکرمین - ص ۳۷۔ حسام اکرمین ص ۴۱۔ حسام اکرمین ص ۴۲
ۛ حسام اکرمین - ص ۱۲۵۔ حسام اکرمین - ص ۱۴۱۔ حسام اکرمین - ص ۱۵۵

..... معاهو مبین فی
السوال فعد ذاللف یحکم
بکفره۔ ۱

جب ثابت ہو جائے گی تب
ان کے کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

اس کے بعد مصروف اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وانما قیدنا بالشبوت و
التحقیق لان التکفیر
نجا حه خطرۃ و محایله
وعرة۔ ۲

ترجمہ ! ہم نے ثبوت اور تحقیق
کی قید اس لئے لگا دی ہے کہ
تکفیر کی راہوں میں خطرہ ہے۔
اور اس کے راستے دشوار گزار ہیں۔

چونکہ مذکورہ بالا تقریظ لکھنے والے سات علماء حرمین نے اپنی تقریظ میں شرط
لگا دی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جملہ شرطیہ کے اہل شرط اور جزاء میں حکم نہیں
جرا کرتا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بالا حضرات نے نہ خود علماء دیوبند کی تکفیر
کی ہے اور نہ احمد رضا خان صاحب کے فتوے کفر کی تائید۔ بلکہ ان ساتوں حضرات
کی تقریظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر علماء دیوبند کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان
صاحب نے اپنے رسالہ "حسام الحرمین" میں ذکر کئے ہیں تو وہ کافر
قرار پائیں گے ورنہ نہیں۔

۱۔ ۳۳ میں ہے جب سات علماء یوں نکل گئے۔ اب باقی بچ گئے ۲۶ علماء۔
گویا علماء دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں علماء حرمین شریعین میں سے صرف ۲۶ علماء
کرام نے احمد رضا خان صاحب کی بظاہر غیہ مشروط تائید و تصدیق کی ہے۔

۱۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸

بَابِ اَوَّل

فتویٰ لینے میں جو دھوکہ اور کید و
 فریب بازی کی گئی اس کا بیان

کیدا اول دینی پہلا فریب، جسے مالک دین کی نسبت
 مکر کا فتویٰ عربوں سے ماموں کیا ہے ان پر وہ محمد نے
 الزام و اتہام لگائے تھے میں جن سے وہ باطل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات
 ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس مالمان ہندوستان مکت پیر اور جی اور خود بھی
 ان کو کفر کہتے ہیں، عربی شریعتیں کے مالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دیا اور ایسا مفیدہ
 رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ جیسا سوال ہوتا ہے ویسی ہی جواب لکھا جاتا
 ہے اگر یہی سوال لکھ کر کسی شخص پر بھی الزام اور پستان لگا کر ہندوستان کے ان مقدس مالموں کے
 سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی کفر و شرک کا حکم لگا دیں گے چنانچہ متعدد فتوے حضرت مولانا گفری
 رحو اشرف علی کا خدمت میں آئے کہ جو شخص شیطان کو رسول اشرف علی اشرف علیہ وسلم سے اطمینان کے ساتھ کوکھتا
 ہے اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے فتویٰ اس کے کفر کا دیا اور ہم فتاویٰ سے ان کی عمارت بھی نقل کریں
 گے اس سے عربی شریعتیں کے بعض مقلد اور پر احتیاط مالموں نے یہ کھد یا ہے کہ اگر اس کا بیان کیا
 ہے اور ان لوگوں کا فی الواقعیت یہی عقیدہ ہے تو وہ کافر و جہمی ہیں چنانچہ بطور نمونہ ہندو مالموں کا
 قول فتویٰ میں سے نقل کیا جاتا ہے ایک عالم فرماتے ہیں میں نے چند بار وہاں معتقد ہونے کی وجہ
 مسبوطی بعد از رسالۃ و شیعہ ان میں انھیں بھی جو شخص ان باتوں کا نقل ہو اور جس قسم
 سے اس رسالہ میں لکھا ہے اسی تفصیل سے اعتقاد رکھتا ہو وہ بلاشبہ کفر ہے لا طعنے تو خدا تعالیٰ
 پر اس سطر ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳

اس نے اپنے استاد خاص المیس میں سے لکھا ہے۔

چٹا بہتان اور مکر عظیم | یہ قریب اور مکر بہت نمایاں اور اہل الجہاد میں اور اس کے اتباع کا بہت

کچھ کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اہل ہند میں غلو، اسس
ظاہر کی شاعت ہوتی ہے، اور اسی نام کی بدولت دنیا جہان سے دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں یہ جملہ
مکاروں کی اصل اور تمام دغا بازیوں کی بنیاد ہے۔ حاجوہ محمد بن عبد الوہاب نجدی امتہ افتر ہوئی صی میں

نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد قاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت
سے قتل و قتل کیا ان کو بالآخر اپنے خیالات کی تکلیف دینا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور طلال بجا
الہیہ کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اہل حجاز کو غلو اس نے تکلیف

شاذ و منہا میں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت
سے لوگوں کو جو اس کی تعالیف شدہ یہ کہ دین سرورہ اور مکر عظیم چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس
کے اور اس کی فوج کے انھوں شہید ہو گئے۔ اٹھارہ دو ایک ظالم و باغی خود کو اور فاسق شخص تھا اسی وجہ

سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے۔ اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم جو د
سبب دفعہ دہری سے دوسروں سے دھوکہ دہریات مذکورہ الصدق وجہ سے ان کو اس کے ظلم
سے اٹلی درجہ کی عداوت ہے اور شک جہ اس نے ایسا اسی تکلیف دی ہیں تو غرور و بنا مکی چاہیے وہ برگ

ہو و دفعہ دہری سے مستور رجا و عداوت میں رکھتے تھے کہ وہ اس سے لکھتے ہیں جو کہ بعد المظنیں اور اس
کے اتباع کو بنی عرب کی نظروں میں حسرتاً اور اہل بند کی نگاہوں میں غلو، ان کے جی خواہ اور دوسروں
کو ان کا دشمن دین کا مخالف ظاہر کرنا مقصود ہو تا ہے اس لئے اس لقب سے بڑھ کر انکو کوئی لقب اچھا

معلوم نہیں جو یہ جہاں کسی کو فتح شریعت و امامت سنت یا باجہت و بائی کہد یا تاکہ نوک تنہا ہو جاویں اور ان لوگوں
کے مصالح اور ترغیوں میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں فرق نہ پڑے، حاجوہ سزا ب
جو، ڈاڑھی منڈاؤ، گمہ دہی، کدو، اندھیرا، تھانوا، زنا، کوری، اغلام، پانوی ترک جماعت و صوم، صنوف جو

کچھ کو یہ سب علامات اہل سنت و جماعت جو سنے کی ہو اور اتباع شریعت صورتہ و عمل جس کو حاصل ہو وہ
وہابی ہو جاوے سنے کچھ مشہور ہے کہ کسی قراب صاحب نے کسی اپنے ہنشین سے کہا کہ میں نے سنا ہے
تم وہابی ہو۔ انھوں نے جواب دیا خصوصاً میں تو ڈاڑھی منڈاؤ، پانویں میں کیتہ وہابی ہو سکتا ہوں میں

تو خاص سنی ہوں، دیکھئے علامت سنی میرنگی ڈاڑھی منڈاؤ، ہو گیا و جال بعد دین نے اس رسالہ میں اس
موضوع خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا ہے تاکہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ و غضب میں نہ آکر ملامت و تہلیل

مناہد مانی
کے ایک
انگل جس میں
نے محمد بن
کے متعلق
اس فیسے ہیں
۲۳

اقرار کفر

حال ہی میں دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے علامہ سید احمد برزنجی مفتی مدینہ منورہ کی تصنیف ”غایۃ المامول“ شائع کی گئی ہے جس کے ناٹھل پر مصنف کے القاب تین سطروں میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ علامہ برزنجی دیوبندیوں کے نزدیک انتہائی مسئلہ شخصیت ہیں۔

علامہ برزنجی صاحب نے جہاں مولانا احمد رضا خان بریلوی اور دیگر علماء عرب و عجم کی موافقت کرتے ہوئے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے اور انتہائی استہمام سے کفر کی تائید فرمائی ہے۔ وہاں انہوں نے مولانا احمد رضا خان بریلوی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے بارے میں بھی اختلاف کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی کی رائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام ممکنات حتیٰ کہ علوم خمسہ کو بھی محیط کیا ہے، جبکہ علامہ برزنجی موصوف کی رائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شریف اگرچہ تمام ممکنات کو محیط ہے، مگر علوم خمسہ اس سے خارج ہیں۔

علامہ برزنجی نے اپنی اس رائے کے اثبات میں رسالہ ”غایۃ المامول“ لکھا، جس کے مقدمہ میں انہوں نے اس ساری حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے مسئلہ میں مولانا احمد رضا سے اختلاف کرتے ہوئے یہ رسالہ لکھ رہا ہوں، مگر علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کے کفر پر دوسرے علماء کی طرح میں بھی متفق ہوں اور آج بھی میرا یہی فتویٰ ہے۔

فرماتے ہیں: ”ہم نے اس رسالہ (حسام الحرمین) پر تقریق لکھ دی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں (علماء دیوبند) سے یہ مقالات شیعہ ثابت ہو جائیں، تو یہ لوگ کافر اور کمراد ہیں۔ کیونکہ یہ سب باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں۔“

(ترجمہ) غایۃ المامول، ص 299۔ مترجم مولوی نعیم الدین دیوبندی

دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے غایۃ المامول کو چھاپنے اور شائع کرنے کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ علامہ برزنجی مفتی مدینہ منورہ نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کی مخالفت کی ہے جیسا کہ انہوں نے اس کے ناٹھل پر لکھا ہے۔ ”احمد رضا خان صاحب کا محرر، کن عقیدہ غیبیہ، علمائے حجاز کی نظر میں“ بلکہ ”اشہابِ اشراق“ کے ابتداء میں ص 8-9 عرضِ ناشر کے تحت لکھا ہے ہم اشہابِ اشراق کے ساتھ

Click For More Books

علامہ عابد بن عبد اللہ بن زنجی کی کتاب "غایۃ المامول" کے چند صفحات کے فوٹو بھی شائع کر رہے ہیں۔ علامہ مہدوی نے احمد رضا خاں صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی، جس پر دیگر علماء مدینہ منورہ نے اپنی تحریکات نکلیں اور اپنے تائیدی دستخط ثبت فرمائے، جس سے یہ حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں کیا تھے؟ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے اس کتاب کو شائع کر رہے ہیں۔ جو ہمارے رفیق کار اور انجمن کے اہل تائب امیر جناب مولوی ضمیم الدین صاحب نے کیا ہے، "مخلصاً"

غرضیکہ "غایۃ المامول" کی اشاعت اور اس کے مصنف کے القابات خود اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ کتاب اور اس کا مصنف علماء دیوبند کے نزدیک انتہائی مسلم اور مقبول ہیں۔

غایۃ المامول کے مطالعہ سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

1۔ اگرچہ بقول علماء دیوبند احمد رضا خاں کے "مگر اوکن عقیدہ غیبیہ" سے علامہ برزنجی کا اختلاف معلوم ہوا (حالانکہ علامہ برزنجی نے اپنی کتاب میں کہیں بھی گمراہ ہونے کا حکم لگایا اور نہ ہی یہ فتویٰ دیا) مگر علامہ دیوبند نے اپنے خلاف علامہ برزنجی کا فتویٰ کفر و دوبارہ تسلیم کر لیا اور اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ یوں ایک بار پھر انہوں نے اپنے کفر کا التزام کر لیا۔

2۔ علامہ برزنجی نے "غایۃ المامول" پر مزید ۱۳ علماء مدینہ منورہ کی تصدیقی دستخط کروا کر علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر کی تقریظ و تصدیق کرنے والے علماء حجاز کی تعداد میں اضافہ کر دیا جس کو دیوبندیوں نے خود بھی تسلیم کیا، کیونکہ "غایۃ المامول" کے مشمولات میں علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات اور ان پر علامہ برزنجی کا فتویٰ شریعتی موجود ہے۔

3۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے ایک مسئلہ میں اختلاف کے باوجود علامہ برزنجی کا علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر میں مولانا احمد رضا خاں کی تائید و توثیق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ علماء حرمین نے علی وجہ البصیرت بڑے غور و فکر کے ساتھ علماء دیوبند کی کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

ان تفصیل سے دیوبندیوں کا یہ الزام بے بنیاد ثابت ہو گیا علماء حجاز نے احمد رضا خاں کے تعارف یا ان کے مباحث علیہ یا ان کے مجروح و انکسار سے متاثر ہو کر اور یا علماء حرمین نے اپنی شہرت کی خاطر یا سادہ لوح ہونے کی بناء پر دھوکہ میں آ کر علماء دیوبند کے خلاف فتویٰ کفر پر دستخط کر دیئے جیسا کہ "شہاب ثاقب" اور اس کا مقدمہ میں کہا گیا ہے۔

بیش قسمی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ
لے پھر! آپ فرمائیجے کہ زمین و آسمان میں کوئی شخص غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔
(آئل ۶۵۱)
احمد رضا خان صاحب کا گمراہ کن عقیدہ غیبیہ، علمائے حجہ کی نظر میں

غایۃ الہامول فی تہمة

منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول

للشیخ الفاضل الکامل الجامع بین المعقول والمنقول الحامی للفروع والاصول
علامۃ الزمان فہامۃ الاوان حامل لواء تحقیق مالک ازمتہ المستہقین حضرت
مولانا اسید احمد آفندی البرزنجی الحسینی المفتی بالمذینۃ المنورہ، مدرسہ اہل حقانی
ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۱۶ بی۔ ساداب کالونی جمیہ نظامی روڈ۔ لاہور۔

www.zohaibhasanattari.org

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پر جسے کھلی ہوئی نشانیاں اور بڑے بڑے
معجزات دیئے گئے جو سہارے آقا و سوا
میں جن کا ہم نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ
و سلم ہے۔ جو بستر بن ویلہ ہیں۔ جس سے
قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا
کہ جس سے سوال کیا گیا ہے وہ قیامت کے
بارے میں سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا اور
ان کے ساتھ ہی، دیگر تمام انبیاء و مرسلین
اور ان کی آل و اصحاب و اتباع پر بھی۔

اما بعد !

ہندوستان سے آنے والے ایک سوال
کے جواب میں۔ میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا
تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ۔

” علماء ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم کے لئے میں مجبوراً پڑ گیا ہے کہ آیا آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم منیبات خمسہ جن کا
ذکر آیت اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَہٗ عَلَمُ السَّاعَةِ
میں ہے۔ سمیت تمام منیبات کو متحد ہے یا
نہیں۔ علم کی ایک جماعت پہلی شئی کی قائل

۳۴۰ : السجده

ادنی الايات البينات . والمعجزات
الباہرات . سیدنا و مولانا محمد
خیر الوسائل . القائل حین سئل
عن الساعة . ما السؤل عنها
با علم من السائل . و علی
جميع الانبياء والمرسلين . و علی
آلہم و صحبہم و التابعین .
اما بعد !

فقد كنت الفت رسالة
مختصرة جواباً عن سوال
و ردائی من الهند مضمونها انه .
” وقع تنازع بين علماء
الهند في علمه صلى الله عليه
وسلم هل هو محيط بجميع
منیبات حتى الخس المذكورة
في قوله تعالى . اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَہٗ
عَلَمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْفَيْثُ اشیاء
او غیر محیط بذلک و ان
جماعة من العلماء ذهبوا الى
الاول والاخرون الى الثاني
نعم اخی الفریقین یکون الحق

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نريد منكم بيان ذلك بالاحلة
الشافية :

فالت تلك الرسالة وبينت
فيها انه صلى الله عليه وسلم
اعلم الخلق وانه عليه محيط
بجميع مهمات الدين ومحيط ايضا
بمهمات الحكائيات في الدنيا
والآخرة - ولكن المغيبات الخمس
لا تدخل تحت شمول علمه الشريف
للا دلة الواضحة الدالة على
ذلك من الكتاب والسنة وكلام
السلف وان ذلك لا يحدش
ادنى خدش في علم مقامه و
رفعة درجته فتلقوا رسالتي
المذكورة بكمال الرغبة ونهاية
القول -

شروع ذالك ورد الى
المدينة المنورة رجل من علماء
الهند يدعى احمد رضا خان
فلما اجمع على اخبار في اولادان
في الهند اناسا من اهل الكفر و

ہے۔ اور دوسری دوسری شق کی سمجھا
ہیں کہ آپ شافی دلائل سے یہ بیان فرمیں کہ
حق کس جماعت کے ساتھ ہے ؟ =

پس میں نے وہ سابقہ رسالہ لکھ
کیا اور اس میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب
سے زیادہ علم ہے۔ اور آپ کا علم جمیع دینی
امور کو محیط ہے۔ بلکہ دنیا و آخرت کے تمام
انہ امور کو محیط ہے لیکن قرآن و سنت اور
کلام سلف کے واضح دلائل کی بنا پر عیناً

خمس آپ کے علم شریف میں داخل نہیں
ہیں اور یہ بات آپ کے مقام کی برتری اور
بلندی مرتبت میں ذرہ بھر قاصر نہیں ہے
پس انہوں نے میرے اس رسالے کو اثنی
رغبت اور پوری قبولیت کیساتھ لے لیا۔

پھر اس کے بعد علامہ ہند میں سے
ایک شخص جسے احمد رضا خان کہا جاتا ہے
مدینہ منورہ آیا۔ جب وہ مجھ سے ملا تو اولاً
اس نے مجھے یہ بتایا کہ ہند میں اہل کفر و ضلال
میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک
علامہ احمد قادیانی ہے جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے مثال ہونے اور اپنے لئے وحی اور نبوت کا حوئے کتاب ہے۔ انہیں میں سے ایک فرقہ امیر ہے۔ ایک خیر ہے۔ ایک قاسم ہے۔ جو دعویٰ کرتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کر لیا جائے گا تو اگر آپ کے بعد کوئی نبی نبی پیدا ہو جائے گا تب بھی آپ کی غایت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ انہیں میں سے ایک فرقہ وہابیہ کہتا ہے جو رشید احمد گنگوہی کا پیرو ہے جو اللہ تعالیٰ سے بالفعل کذب کے وقوع کا قول کرنے والے کو کافر نہیں قرار دیتا انہیں میں سے ایک شخص رشید احمد ہے جو دعویٰ ہے کہ دست علم شیطان کے لئے ثابت ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں۔ انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی ہے جو کہتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر علم غیبیات کا حکم لگنا بقول زید صحیح ہو تو سوال یہ ہے کہ اس کی مراد بعض غیبیات ہیں یا سب؟ اگر بعض مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص یا علم غیب تو زید عمرو۔ کچھ بکرا جمع

الضلال منهم غلام احمد القادری فانہ يدعى معانلة المسيح والوحي اليه والنبوة. ومنهم الفرقة السماة بالاميرية. والفرقة السماة بالنذيرية. والفرقة السماة بالقاسية. يدعون انه لو فرض في زمانه صلى الله عليه وسلم. بل لو حدث بعده نبي جديد لم يخل ذلك بخاتمته. ومنهم الفرقة الوهابية الكذابية استباح رشيد احمد الكنكوهي القتال لعدم تكفير من يقول بوقوع الكذب من الله تعالى بالفعل. ومنهم رشيد احمد الذي يدعى شوت استباح العلم للشيطان وعدم تنويع النبي صلى الله عليه وسلم. ومنهم اشرف على التآبي "فتايل" استباح الحكم على ذات النبي صلى الله عليه وسلم علم الغيبات كما يقول به

حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔

اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ان فرقوں کے رد اور ان کے اقوال کے باطل کرنے کے لئے ایک رسالہ موسومہ

”المعتد المستند“ لکھا ہے۔ پھر اس نے مجھے اس رسالہ کے خلاصہ حسام الحرمین پر مطلق کیا۔ اس میں صرف ان فرقوں کے اقوال

ذکرہ کا بیان اور ان کا مختصر سا رد تھا۔ اور

اس رسالہ حسام الحرمین پر تصدیق

و تقریظ طلب کی۔ ہم نے اس پر تقریظ و

تصدیق لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر

ان لوگوں سے یہ محاللات شنیعہ ثابت ہو جائیں

تو یہ لوگ کافر و کمرہ ہیں۔ کیوں کہ یہ سب

باقی اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اور اپنی

تقریظ کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال

کے ابطال کرنے کے لئے بعض دلائل کی طرف

بھی اشارہ کیا۔

پھر اس کے بعد مجھے احمد رضا خان

نے ایسے ایک اور رسالہ پر مطلع کیا۔ جس

میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی پر

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بہ چیز کو

زید قال مسئول عنه انه ماذا اراد

بعدا ؛ البعض الغيوب ام كلها ؟

فان اراد البعض فامى خصوصية فيه

لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم

بالغيب حاصل لزید وعمر وبل لكل

صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات

والبهايمة۔

وانه ان رسالة في انرد عليهم

دابطال اقوالهم شتمها ۔ المعتد المستند

ثم اطلعتني على خلاصة من تلك

الرسالة فيما بيان اقاويلهم المذكورة

فقط۔ والرد عليهم على سبيل الاختصار

وطلب تقریظا وتصدیقا على ذلك

فكتبنا له التقریظ والتصدیق للطلب ثم احوال

ما كتبنا انه ان ثبت عن هؤلاء تلك

المقالات الشنیعة نعموا هل كفر ۔

صلال لان جميع ذلك خارج لاحياء

الامة۔ واسترنا في ضمن ذلك ان

بعض الادلة في ان العلم اقاويلهم

ثم بعد ذلك اطلعتني احمد رضا

خان بهذا كور على رسالة به ذهب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محیط ہے۔ حتیٰ کہ غیباتِ خمسہ کو بھی۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے علم سے مستثنیٰ نہیں۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے درمیان احاطہ مذکورہ میں صرف حدوث و قدم کا فرق ہے اور یہ کہ اس کے پاس اپنے اس معنی پر دلیل قاطع اللہ تعالیٰ کا قول وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن کریم کو ہر چیز کا بیان بنا کر نازل کیا ہے، پس میں نے اس بات کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ آیت مذکورہ اس کے معنی پر دلالتِ قطعیہ کے لئے اور پر دلالت نہیں کرتی۔ اور یہ کہ تمام معلومات غیر متناہیہ کا احاطہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور ائمہ دین میں سے کسی نے بھی غیر اللہ کے لئے غیر تنہا ہی کے احاطہ علیہ کا قول نہیں کیا۔ لیکن احمد رضا خان نے اپنے قول سے جو ع نہیں کیا بلکہ وہ اپنی بات

فیہا الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمہ محیط بكل شیء حتی الغیبات الخمس وانہ لا یستثنی من ذالک الا العلم المتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاتہ القدسۃ۔ وانہ لا فرق بین علم الباری سبحانہ وتعالیٰ وعلمہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحاطۃ المذكورۃ الا بالقدم والحدوث۔ و ان لہ علی مدعاہ ہذا برہاننا قاطعاً وهو قوله تعالیٰ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فلم الی جمعا فی بیان ان الایۃ الذکورۃ لا تدل علی مدعاہ دلالتہ قطعیۃ و ان الاحاطۃ العلمیۃ بجمیع المعلومات الّتی لا تنناہی مختصۃ باللہ تعالیٰ ولم یقل بحصولہا لغیرہ تعالیٰ احد من ائمۃ الدین ولم یرجع من ذالک واصروا عند ولما کان زعمہم هذا غلطاً وحرارة علی تفسیر کتاب اللہ بغیر دلیل احبت الان ان اجمع کلاماً مختصراً

يكون تتمّة لرسالتنا الاولى
فيه بيان بطلان استدلاله
على مدعاها بالآية المذكورة -
مشيرا الى بعض مهمات رسالته
المذكورة التي ذكرها تاسيدا
لقوله - مبينا نقضها وعدم
صحتها من وجوه عديدة
لثلا بظن من اطلع على تقريرنا
المذكورة اننا وافقنا في هذا
المطلب فاقول وبالله التوفيق ان
رسالتنا هذه تنقسم الى بابين -
الباب الاول في الوجوه الدالة على
عدم صحة دعواه - والباب الثاني
في ذكر نصوص ائمة الدين للدالة
على صحة ما جرينا عليه في
هذه الرسالة وفي التي قبلها -

پر اڑا دیا اور حق سے عناد کیا۔ چونکہ اس کا
یہ گمان غلط اور اس کی قرآن کی یہ تفسیر
باطل تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ایک
مختصر کلام جمع کروں جو ہماری پہلے رسالہ
کا ترجمہ بن جائے جس میں اس کے اپنے دعوے
پر آیت مذکورہ سے استدلال کے باطل
ہونے کا بیان کرتے ہوئے اس کے رسالہ
کی بعض اہم باتوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے
ساتھ ہی متعدد وجوہ سے اس رسالہ کے نقض
اور اس کی عدم صحت کو بھی بیان کر دیا جائے
تا کہ جو شخص ہماری مذکورہ تقریظ پر مطلع ہو وہ
یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے اس مطلب میں اس
کی موافقت کی ہے۔ پس اللہ کی توفیق سے کتنا
ہوں کہ ہمارا رسالہ دو بابوں پر منقسم ہے پہلا
باب ان دلائل کے بیان میں ہے جو اس کے
دعوے کے صحیح نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں
اور دوسرا باب ائمہ دین کی ان تصریحات کے
بیان میں ہے جو ہمارے موجد اور سابقہ
رسالہ میں بیان کردہ مسلک کے صحیح ہونے
پر دال ہیں -

www.ataunnabi.blogspot.com

Click For More Books

علامہ اقبال کے تاثرات

۱۹۳۳ء میں حضرت حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حجت الاسلام نے علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات سنا کیں، تو علامہ نے بے ساختہ مندرجہ بالا تبصرہ کیا۔ اس واقعہ کے راوی ہیں حضرت استاذ العلماء مفتی تقدس علی خاں مدظلہ العالی جو حضرت حجت الاسلام کے شاگرد خلیفہ اور امام ہیں۔ اور طویل عرصہ تک دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے مجتہم رہے ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ راشدیہ پیر جوگنھ (سندھ) کے شیخ الجامعہ ہیں۔ ذیل میں ان کی ایک مکتوب پیش کیا جا رہا ہے۔

مآلہ ۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے جبکہ مسجد وزیر خاں میں آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت حجت الاسلام قبلہ قدس سرہ یہ نفس نفس الامور شریف لے گئے تھے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی کو خصوصی دعوت دے کر ان کے لئے ڈپرہ ریزہ کروا کے ان کی آمد کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔

اسی موقع پر کسی مقام پر حضرت حجت الاسلام قدس سرہ اور ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے واپسی پر بریلی شریف کے چند احباب کے سامنے یہ تذکرہ فرمایا کہ دیوبندی حضرات کی گستاخانہ عبارتیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے پڑھی گئیں تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا۔

”مولانا ایسی عبارات“ گستاخانہ“ ہیں ان لوگوں پر آسمان

کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان پر آسمان ٹوٹ پڑنا چاہئے۔“

علامہ محمد اقبال

تقدس علی قادری رضوی بریلوی

مورخہ ۱۴۱۲ھ خاص ربیع الثانی آخر ۱۳۰۲ھ

1۔ اب ان حضرت کا سوال ہو چکا ہے۔ ان تلامذہ الیہ رحمہم (۱۰۷)

علامہ اقبال کی وصیت جاوید کے نام

۱۹۳۵ء میں علامہ اقبال نے اپنی رتی ہوئی صحت کے پیش نظر وصیت لکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ایک دستاویز ۱۱۳ کتوبر ۱۹۳۵ء کو تیار کی جو روزگار فقیر جلد دوم مرتبہ سید وحید الدین کے صفحات ۵۶-۵۹ پر درج ہے اس کے چند روز بعد اقبال نے ایک تحریر تیار کی جس میں آپ نے خاص طور پر اپنے فرزند ارجمند جاوید اقبال کو وصیت کی ہے علامہ اقبال کی یہ یاد تحریر اقبالیات کے مشہور ماہر جناب محمد عبدالقد قریشی کا عطیہ ہے۔

جاوید کو میری عام وصیت یہی ہے کہ وہ دنیا میں شرافت اور خاموشی کے ساتھ اپنی عمر بسر کرے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار تعلقات رکھے۔ میرے بڑے بھائی کی اولاد سب اس سے بڑی ہے۔ ان کا احترام کرے اور اگر ان کی طرف سے کبھی سختی بھی ہو تو برداشت کرے۔ دیگر رشتہ داروں کو اگر اس کی مدد کی ضرورت ہو اور اس میں ان کی مدد کی توفیق ہو تو اس سے کبھی دریغ نہ کرے جو لوگ میرے احباب ہیں ان کا ہمیشہ احترام ملحوظ رکھے اور ان سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرے۔

باقی دینی معاملے میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد میں بعض جزوی مسائل کے سوا جوار کان دین میں سے نہیں ہیں، سلف صالحین کا پیرو ہوں اور یہی راہ بعد کا تحقیق کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔ جاوید کو بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اسی راہ پر گامزن رہے اور اس بد قسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے مختص کر لیے ہیں ان سے احتراز کرے۔

بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس واسطے مائل ہو جاتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے دنیوی فائدہ ہے میرے خیال میں بڑا بد بخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کر دے۔ غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہیے اور آخر اہل بیت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہیے۔

محمد اقبال

۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

Click For More Books

علامہ اقبال کے چند اشعار
علماء دیوبند کے بارے میں

عجم ہنوز نداند رموز دیں اور نہ
زدیوبند خسین احمد ایں چہ بواجبی است
سردو برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر زمقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ دوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است!

ان اشعار کا مفہوم:-

تعجب ہے کہ ابھی تک وہ دین کے رموز نہ سمجھ پائے جو حسین احمد مدنی ہے۔ وہ تو
انتہائی حماقت میں مبتلا ہیں۔ وہ منبر پر گاتے رہے کہ ملت یعنی دین شریعت تو وطن سے
عبارت ہے۔

اے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام و مرتبے کی خبر ہیں نہیں۔
(اے ایماندار): اپنے آپ کو تو بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پہنچا دے
کیونکہ وہی ذات ستودہ صفات تمام تر دین ہے۔
اگر تو ان کی خدمت میں نہیں پہنچے گا تو یہی تمام تر ابوالہبی ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی

کی طرف سے فتویٰ کفر پر تقریظ و تائید

یہ کچھ عرصہ پہلے سرگودھا سے ایک پمفلٹ شائع ہوا تھا۔ جس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی۔ قدس سرہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ہائی دارالعلوم دیوبند اور مصنف ”تحدیر الناس“ کے مداح اور معتقد ہیں۔ اور یہ کہ ”تحدیر الناس“ میں عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرنے پر انہیں نانوتوی صاحب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی مضمون ماہنامہ ”الرشید“ دیوبند نمبر میں شائع کیا گیا، حالانکہ یہ سفید جھوٹ تھا۔

ذیل میں ہم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے مکتوب گرامی کا عکس پیش کر رہے ہیں جس میں انہوں نے دیوبندیوں کی فریب کاری کا پردہ چاک فرمایا ہے۔

۵۸۶
۹۳

پیش نمونہ

بابت یہ ستمبر ۱۹۳۳ء و اتر ہے جبکہ سید ذریعہ نوح قمری حنیفین
منہجہ عالمیہ کی گئی تہا مضمون محمد امجد علیہ السلام کے بارے میں
لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر
لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر
لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر
لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر
لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر
لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر
لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر
لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر شریف گئی تہا اردو میں لکھ کر

(تقدیر علیہ السلام)

مکتوب حضرت مولانا محمد علی خاں مدظلہ
مکتوبہ دارالعلوم دیوبند

Click For More Books

لحم المراد عن الرسول

الحمد لله وحده والعزة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين - اما بعد ! کچھ عرصہ پہلے فقیر کے پاس ایک استغناء کا پینچا کر دیا یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ کہیں کیا جائے بلکہ یہ معنی بھی کر لیا جائے کہ تمام انبیاء و ائمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و قیوس سے متعین ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کہ زید پر فتویٰ کفر لگایا جاسکتا ہے یا نہ ؟ جواب : پس لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہہ جائیگا بعد میں سنایا کہ بعض علماء اہل سنت نے فقیر کے اس فتویٰ کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ تو کوئی ماسم یا تو توئی کے رسالہ تحذیر انسان کی اس نوعیت کی عبارت پر علمائے اہل سنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے - چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا تو تحذیر انسان کی عبارت اور اس استغناء کی عبارت میں فرق بعد ثابت ہوا

۱) رسالہ مذکور کا قصیدہ میں مندرجہ ذیل تعریحات پر مبنی ہے -
(۱) خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مبنی ہے - حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح میں ثابت ہے - اس پر اجماع صحابہ و من بعدہم الی یومنا فلا متواتر متواتر ہیں معنی کیا جا رہا ہے -

(۲) رسالہ مذکورہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء کرنے سے کلام ماقبل لکھنا واجبہ لکن یعنی مستدرک عند مستدرک تک مابین کوئی تناسب نہیں رہتا -
(۳) رسالہ میں موجود ہے کہ معنی کرنے سے کلام الہی میں حشو و زوائد کا قول کرنا جائز ہے لہذا لکن زیادہ حروف ماننا جائز ہے

(۴) کہتا ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور آخر الانبیاء و ماننے سے مدح ثابت نہیں ہوتی بلکہ عامی انسانوں کے عام حالت ذکر کرتے ہیں اور یہ معنی لینے سے کوئی فرق نہیں وغیرہ لکھ کر انہما فیہ الغیۃ الخیر والی اس فقرہ ضرور خیال کیا کہ اس صورت و اقعہ اور اس فرضی استغناء میں فرق کی بنا پر رسالہ مذکورہ کی عبارت کے بارے میں اپنی ناقص رائے ظاہر کرے -

(۵) تحذیر انسان میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تا کہ دو معانی صافۃ الجمع کی تامل کا جاسکے - بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لکھے ہیں لکھنا اور حاشیہ میں انکار اور اجماع صحابہ سے قرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے لغت و قطعی طور پر ثابت ہے

Click For More Books

(۲) مصنف رسالہ کے وہی ہیں مگر نام مائل الیٰں و بعد کسی پر تاسیہ کی جی جیو گری ہے
اپنے کئے ہوئے معنی پر نظر ڈالیں تو اس صورت میں بھی اس کو وہی لفظ آتا ہے جی جیو گری
صلیٰ علیہ وسلم تم میں سے کسی فرد کے ایسے نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول پر سلام
اس بار کو بعض رساں ہیں۔ اب بتائیں گے کہ اس مسئلہ کو کہنے اور مستند کے پاس فرق
کون سے کیا گیا۔ اور کیا مناسبت اس استدرک کی وجہ سے پیدا ہوئی؟

(۳) اور معنی کے اختصار سے بھی حرف لکھنا ثابت نہ ہو تو کیا ہوگا۔ دو عاطفہ پر نام
کو سمجھ سکتے تھے؟ استدرک کی تشریح کیوں استعمال فرمائی گئی؟ اس کو گردان
بائیں کیلئے انہیں انفس اور اہل بیت میں لایا جس سے مدح باہرات اس موصوف
بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ شہد ذعن الجماعہ بھی نہ کرنا پڑتا اور فرمائیے اہل بیت
فرمائیے نا کا، محمد آقا و خدیجہ تہا رجا یلم، و لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم جیسے مردوں میں سے کسی کے باب نہیں لیکن تم بہت
کافہ اہل بیت میں کیلئے قیامت تک آخری رسول ہیں جن کی شفقت و رحمت باب سے
بہرہ ور درج زیادہ ہے جو ہمیشہ کیلئے تمہیں انصاف دے گی وہ تو غنیرہ علیہ السلام
خیر لعل علیکم بالموہبین و روف رحیم کا لقب رکھنے والے رسول ہیں۔ اس تالیف
موصوفہ انذات و خاتم مدح والا اشکال حل ہوا یا نہ؟ اور مستند کے منہ اور
استدرک کے مابین مناسبت سمجھ سکتے ہو؟ اور مصنف کے دماغ سے خود
درود خارج ہوا یا نہ؟ مصنف محمد پر انساں ان چند غلط مصطلحات کا ترجمہ
بھی بالکل سے محمل اور بے ربط کرتے ہوئے اس عاصیہ نظر و فکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور
انفراٹا شکر احادیث صحت و خصوص شوارہ قطعہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذین
الجماعہ و رافق اجماع ثابت ہوا۔ لہذا فقیر غفور علیہ السلام کی فریضی زبرد کے متعلق
ہے کہ مصنف محمد پر انساں کیلئے۔ و الحق ما قد قبل فی حقہ من قیش العلم والاحص
مقبول کر لیا اس لیے کہ اس کی سیارہ نشیں آستارہ عالمیہ دل نشیں

۱۲۹

مسک دیوبند چودھوی مدی کی سپیدار ہے
محمد قاسم بانو تو می اور رشید احمد گنگوہی سے پہلے
کسی سکر شخصیت سے ان کا تعلق نہیں

ادارہ العلوم دیوبند کے شیخ کا اعتراف

۴۶

مرد سید انور شاہ صاحب

استاذ تفسیر و العلوم دیوبند

مسک دیوبند کیا ہے؟

ادارہ البلاغ کا مضمون کے ہر حصہ جز سے مکمل اتانی فرمادی نہیں

۱۲۹م جو کہ ہوا اور جو ہوتا ہے وہ بھی ہو کر رہے گا۔
اتنا تو بعد تھریٹ نصرت حق کرنے کی ہمت رکھتا ہی ہوں کہ
اب رو و قبول کا سہارا بکھلاؤ خفیہ نہیں بگو دیکھ رہے ہیں جو
یکہ بیجا اور بیجا کا معنی کی کسی لے خود بھی پر کر دیکھنے
بندہ ذافر کوئی ہے، جو یا کہ اچھی دشمنی نہیں، بلکہ اپنے گے
بندہ سے کام ہی معروف ہیں، قرآن حدیث انبی اہل پیروان
وقت و نقد و روایت، بلکہ حد تو یہ ہے کہ اپنے اسلاف کے
بارہ میں جو کہ سنا اور سن رہا ہوں خوب ٹھونک بکا کر اسے
قبول کرنے کی عادت بن چکی، یہ کچھ نہ گوئی بھی، ادھر تو کی
کوئی ملی دینی ٹھونک نہیں بلکہ آنے والے بیانات و عقائد کو قائل
قبول کرنے کی ایک مقول تہجد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر مسئلہ
اسنے والے، یعنی یہ کہہ کر، تحریر کرنا قبول سے ذرا کہ دیکھنا

مکمل ہے ایک عزیز کریم کا جو غالباً حوس کم اور علم و ذکا
نہم و اہل حق میں براہی گئے ہیں، کہ اگر دیوبند براہی کے، تو
کے لئے کہ کہوں لیکن سوچنا ہوں کہ اگر ایک نہاد سے پہلے تو
دیوبندیت ہی کو بھاننے کی ضرورت ہے کہ چتہ اور کوئل، برگ و
ریشہ، شاخیں اور ان کا لبا سلسلہ سب کچھ جڑی سے براہ راست
تعلق رکھتا ہے، اگر اہل حق شخص دشمن نہیں تو برگ و شاخ کی طرف
و تہاد و حقیقت کی دریافت کی وانی و کافی راہ نہیں بخمون
نہم کہ ہے تو ہر چاہیے کے سن و سال سے آگے قدم بڑھا رہی
ہے، بات اگرچہ اس دوسری جگہ دیکھا ہے، جو کر یا کہ مصنف
نے غالباً جو ایسوں ہی کے لئے لکھی تھی کہ

۳۰ چہل سال عمر و بڑا دست گزشت
مراجہ تو از حال غفلت و گشت

۱۲۹م کی ایک عجیب شان، یہ ہے جس سے غالباً کہ سوچا اور کہنے کا جو ٹھونک، اپنا ہے اس کو کوئی خاص ملک ہے مانتے
کہ جسک اسراف رنگ سبھی بڑا دست طہارت بھی شرکت کر رہے تھے، اپنے کا ہریت ہر دستا کو جس وقت حضرت
عافتا من مشہد، شہادت کے مقام، فتح پورہ تو بیگنے تو غالباً یہ اطلاع حضرت اعلیٰ سوا ۱۲۹۰ء سے انشاء میں
اسر وینے تو بکا کر، ہر ایک جنگ لڑائی، وہ تو اتنا ہی کہ عافتا کی کے شوق و تہاد کی گئیں مقصدی جمعیہ و ماہیہ کار
کو ۱۲۹۰ء کی ایک شان لی جی کیسا شہادت، و ہر انیس ایک، سب سے پیش سب سے، بلکہ غیبت عافتا سے جس

Click For More Books

1851

ایک طیارہ اور روڈیات کا پتہ ہے ایسا نہیں ہو کر فراغت کے لئے
امام ہی اکملہ بر حال سترہ برس کے عرصہ کے بعد جسے مدینے آقا
ی و زینت ممکن ہوگی۔ بعد و جد کے اسی عامل کو سامنے
درایوں، کہنا ہے کہ جس طرح اس مقام امام ہی مذہب
ہیں، مذہب کے تقاضا کے مطابق بعد میرے لئے ایک مدین
برحق ہے، جس کے ایک ایک جو چہرہ خدا کا کفر ہے، کیا ایمان
روا کی دوست سے سرفراز ہوں، اسی طرح نبی مکاتیب میں خفی
فرز کی جاسیت گہرائی و گیرائی پر۔۔۔ دل و دماغ مطمئن ہیں
دوسرے مکاتیب کی محنت و سرنگی کے کفریہ کے باوجود حق فیض
کی ترقی، علم و تہذیب کے دور میں حاصل ہے، یہ کہ امام اعظم کے
عسوی نقض پر رد اسی وجہ مطمئن ہے، جبکہ کائنات و انسانیت
حضرت سیدنا شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے بارہ میں بتواتر
تا کہ جس قول میں امام اعظم کو منفرد جانتے، تاہم ان کے کہہ سکتے ہیں

اس موقع پر سیدنا امام سجادؑ انور شاہ کثیری تشریف فرما
 بنظرانہ کہ وہ آخری تغیر بھی پٹیل نظر نہ پائے، جو آپسے
 جاسراسلایہ ڈائبل کے ساتھ اس اجلاس میں الحادی خزانہ

[illegible]

کرتو چیس خواہد شد انو چیس

ہر روز مالکِ عاصی سے مشفقِ عادت کو قبول کر لیں کہ انکے لیے اب کوئی تخریب نہیں، اور بخیر و سلامت دنیا و دیتِ محسوسہ پہ تو آفرین کر کے، مکانِ کعبہ میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ سب کچھ اس کی کیا نواہ، کیا نہیں۔

جس کے بعد ہر سال ناسوتی دنیا میں آپ کا قیام صدوں سے
چند ماہ بعد باغیچہ پاک:

”بہشت“ یعنی جس کے چالیس سال میں اس مقصد
کے لئے صرف کر رہے کہ کہیں کوئی حدیث کے
مطابق ہے یا نہیں، سو ہم اپنی چالیس سالہ مدت
کے بعد دیکھا کہ اس میں، جہاں جس حدیث کی حدیث
غصہ کے پاس ہے اسی دم کی حدیث اوقات
کے پاس بھی موجود ہے اور جہاں حدیث نہ ہو
کی بنا پر امام ابو حنیفہ نے مسئلہ کی بنیاد قیاس
پر رکھی وہاں دوسروں کے پاس بھی کوئی حدیث
موجود نہیں۔“

یہ نقص و تلاش نہ ہو سکتے تھے اور ذکر الہی موجود
مستحق، تاہم اگر کوئی کہہ دے کہ وہ شہادت پر آمادہ نہیں ہو
اس علوم و جہل کو وہ دولت، الحمد للہ یہ حاصل ہے۔

اسی طرح ہندوستان اور ہرون ہند میں جس قدر
تقریباتی اعتبار سے مکتبہ کوئی تقریباً پورے پورے جانتے ہیں
ان میں۔ دلو بندیت کی اصابت، اور مکمل حدیث و قرآن
یا سنت و حدیث سے اس کی موافقت پر اس طرح سے کہ کئی اہل
نہیں سہ سہ، پر حسب سے بالاتر ہو کر جس قدر میں نے خود کیا
یا فکر و نظر کی جتنی راہیں مجھ پر کھلی گئیں، دلو بندیت کو اسی دین
کی ایک کل تصور میں نے پائی جو مکمل اور ہمیشہ زاد امام اللہ شرفاً
و تحقیق سے، اپنی ابتدائی اور انتہائی، بلکہ ابتدائی شکل میں خلافت
ہے، ایک مختصر جواب، تہذیب میں اٹھائے ہوئے اس سوال کا
کہ ”خروج ہند یا دلو بندیت ہے کیا چیز، اور تفصیل دار اس کا
جو جانی جائے تاکہ دلو بندیت اپنے تمام زوایا و گوشوں میں

اور عزت کے ساتھ دوسرے تمام مکتبہ نگاروں میں متا:
ہو جائے۔

میرزا خیال رکھیں کہ ”خاندان علیہ و اوصالیہ“ جو سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان الطہرہ، اسی سوال کے جواب
میں تراش دیا تھا، بات پھر کس کو آگاہ ہوگی، یہی دلو بندیت
کی نشتر اور منقش جو چراغ و سورہ کفر و فتنہ تھا، اس سے ابھر کر
نزدیک، دلو بندیت خالص و فیہ کفر بھی نہیں، اور کسی خاص
خاندان کی گئی بندگی و شکرت و ملت و سرائے۔ یہ الیقین ہے کہ اگر
دلو بندیت کی ابتدا میرے خیال میں سیدنا امام سولہ سالہ قاسم
صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور فقیر کبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
سے ہے، علم کامل اور شعور کامل کے ساتھ اقتدار کے ان کو
ایک ایسی جگہ بھی عطا کی تھی جس سے وہ انکار و نفی کی بجائے
یہاں قبول کر سکیں، مجھے اس حقیقت کے اشتغال کرنے میں کوئی
سبب و تدبیر نہیں ہوتا کہ ہندوستان کی سیاسی و مذہبی پالیسی
رومیں اور کراچی کی شکل میں باقی رکھ کے لے، دلو بندیت کا
قدرت کا ایک عظیم لطیفہ ہے، اور ہر اکابر کو، فکر و نظر کی تلاش
و تلاش کے لئے خدا اکتفا لے کر رکھ دیا، وہ عظیم السانی،
صدیوں کی اہم پیمبریں، وجود پذیر ہوئے ہیں، اس لئے
کہ دلو بندیت کی ابتدا، حضرت خادلی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ
کرنے کے بعد، مذکورہ بالا وہ عظیم انسانوں سے کرتا ہیں
اس میں شک نہیں کہ ہر ساری حدیث کا سلسلہ حضرت شاہ
صاحب رحمہم پر ہی منتہی ہوتا ہے۔ اور آج ہندو پاک میں
حدیث و قرآن کے جو زمرے سننے جاتے ہیں ان میں
خاندانہ ولی العہد کا براہ راست دھڑ ہے۔ اس لئے

مہ ہندوئی گنتے ہیں اور ”روم و ہند کے اتفاق کتب خدایں ایک باہر مسلم یونیورسٹی ملی گئے کہ ہر دوسرے، چنانچہ
دراخت کرنے لگے کہ دلو بندیت کیا ہے؟ اسی کے جواب میں جب میر نے اپنی مذکورہ بالا دریافت و تفصیل سے بیان کیا
تو شے کے بعد وہ کہے کہ ”ہر دلو صاحب“ اس حقیقت پر تو اکثر دلو بند کی بھی متعلق نہیں، اور کبھی نہ نہ کر خود کو دلو
نہرت وڑ رہے ہیں، تاکہ نہ دلو بندیت کے امام تو صرف ہیں وہ امام وقت ہیں۔“

ماہنامہ المہاجر کراچی

۴۹

ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

ان کی خدمت میں بلایا گیا، انہیں ہر گھنٹہ پر ہر ایک کے لئے فرشتہ صاحب اور دو چاندی فرقہ نمایاں اور واضح نظر آتے تھے جس کے بعد، دو چاندی فرقہ کو دلی جلی فشنگ کا ایک سرگزشت قرار دینے میں لگے، تاہم یہ ایک ہیستہ اپنے مطالعہ کا حاصل تو یہ کہ دو چاندی فشنگ سے بہت کچھ حضرت رئیس المہاجرین مشاہدہ عباد اللہ، رزق اللہ، قربت میں، نقد حقیقی کی برتری کا یقین اور اس کی اشاعت جو دو چاندی فشنگ کے متعارف اجراء تو کبھی میں ایک غلط فہمیاں تھیں، میں قوت کے ساتھ مشاہدہ عباد اللہ، رزق اللہ، قربت میں، نقد حقیقی کی برتری کا یقین اور اس کے والد ماجد فقیر سید العزیز کے پہل میں اس کا نام دلشاد بنی جیسی، اگرچہ کہ تو نہایت گول و مول، اور

ان کی خدمت میں بلایا گیا، انہیں ہر گھنٹہ پر ہر ایک کے لئے فرشتہ صاحب اور دو چاندی فرقہ نمایاں اور واضح نظر آتے تھے جس کے بعد، دو چاندی فرقہ کو دلی جلی فشنگ کا ایک سرگزشت قرار دینے میں لگے، تاہم یہ ایک ہیستہ اپنے مطالعہ کا حاصل تو یہ کہ دو چاندی فشنگ سے بہت کچھ حضرت رئیس المہاجرین مشاہدہ عباد اللہ، رزق اللہ، قربت میں، نقد حقیقی کی برتری کا یقین اور اس کی اشاعت جو دو چاندی فشنگ کے متعارف اجراء تو کبھی میں ایک غلط فہمیاں تھیں، میں قوت کے ساتھ مشاہدہ عباد اللہ، رزق اللہ، قربت میں، نقد حقیقی کی برتری کا یقین اور اس کے والد ماجد فقیر سید العزیز کے پہل میں اس کا نام دلشاد بنی جیسی، اگرچہ کہ تو نہایت گول و مول، اور

میں یہاں اپنے ایک پڑا خیال اور پراثری تجربہ دکھانے کے بعد تحریر کی کہ اگر کسی مناسب ہے، ایک حریف پر یہاں پر، ہر ایک دو چاندی فرقہ نمایاں اور واضح نظر آتے تھے جس کے بعد، دو چاندی فرقہ کو دلی جلی فشنگ کا ایک سرگزشت قرار دینے میں لگے، تاہم یہ ایک ہیستہ اپنے مطالعہ کا حاصل تو یہ کہ دو چاندی فشنگ سے بہت کچھ حضرت رئیس المہاجرین مشاہدہ عباد اللہ، رزق اللہ، قربت میں، نقد حقیقی کی برتری کا یقین اور اس کی اشاعت جو دو چاندی فشنگ کے متعارف اجراء تو کبھی میں ایک غلط فہمیاں تھیں، میں قوت کے ساتھ مشاہدہ عباد اللہ، رزق اللہ، قربت میں، نقد حقیقی کی برتری کا یقین اور اس کے والد ماجد فقیر سید العزیز کے پہل میں اس کا نام دلشاد بنی جیسی، اگرچہ کہ تو نہایت گول و مول، اور

۴۹

Click For More Books

دائری بنہ کو حادثہ پیش آنے پر
تمام اہل دیوبند کو صدمہ

خزائن سلطنتی وائسرائے پر حملہ

[illegible][illegible]

طالعہ ہندوستان۔
حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں: ۱۔ اگر ایک شخص کو

۱- به آن بخش از طایفه خود را به عنوان یک شخصیت در نظر بگیرید و در نظر داشته باشید که به چه صورت به آن بخش خود را حضور و این کار را به عنوان یک شخصیت در نظر بگیرید.

طبی، مذہبی، اخلاقی، تمدنی، تاریخی، ماحول اور مسائل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فاسک از ہیئت بیست و چہ سال

ہمارے بڑے بھائی

سید محمد علی قزوینی



SHOP No. 4, SASTA HOTEL, DARBAR MARKET, LAHORE.
Visit: 092-042-7247301 E-mail: ajmalattari20@hotmail.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>